حکیم ملک وامق امین

قدیم علم الامراض

حکیم ملک دامق ایمن

حکیم علی ضیاء احمد

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
نئی دہلی

Qadeem Ilmul Amraz
By
H. Malik Wamiq Ameen

سنہ اشاعت:

پہلا اڈیشن:	1990	تعداد	2000
دوسرا اڈیشن:	1997	تعداد	1000
سلسلہ مطبوعات:	648		
قیمت	34/=		

ناشر: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، ویسٹ بلاک ۱، آر۔ کے، پورم نئی دہلی 110066
طابع: سپر پرنٹرس ساؤتھ انارکلی، دہلی 51

پیش لفظ

"ابتدا میں لفظ تھا۔ اور لفظ ہی خدا ہے"

پہلے جمادات تھے۔ ان میں نمو پیدا ہوئی تو نباتات آئے۔ نباتات میں جبلت پیدا ہوئی تو حیوانات پیدا ہوئے۔ ان میں شعور پیدا ہوا تو بنی نوع انسان کا وجود ہوا۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے کہ کائنات میں جو سب سے اچھا ہے اس سے انسان کی تخلیق ہوئی۔

انسان اور حیوان میں صرف نطق اور شعور کا فرق ہے۔ یہ شعور ایک جگہ پر ٹھہر نہیں سکتا۔ اگر ٹھہر جائے تو پھر ذہنی ترقی، روحانی ترقی اور انسان کی ترقی رک جائے۔ تحریر کی ایجاد سے پہلے انسان کو ہر بات یاد رکھنا پڑتی تھی، علم سینہ بہ سینہ اگلی نسلوں کو پہنچتا تھا، بہت سا حصہ ضائع ہو جاتا تھا۔ تحریر سے لفظ اور علم کی عمر میں اضافہ ہوا۔ زیادہ لوگ اس میں شریک ہوئے اور انھوں نے نہ صرف علم حاصل کیا بلکہ اس کے ذخیرے میں اضافہ بھی کیا۔

لفظ حقیقت اور صداقت کے اظہار کے لیے تھا، اس لیے مقدس تھا۔ لکھے ہوئے لفظ کی، اور اس کی وجہ سے قلم اور کاغذ کی تقدیس ہوئی۔ بولا ہوا لفظ، آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ ہوا تو علم و دانش کے خزانے محفوظ ہو گئے۔ جو کچھ نہ لکھا جا سکا، وہ بالآخر ضائع ہو گیا۔

حکیم علی ضیاء احمد

پہلے کتابیں ہاتھ سے نقل کی جاتی تھیں اور علم سے صرف کچھ لوگوں کے ذہن ہی سیراب ہوتے تھے۔ علم حاصل کرنے کے لیے دور دور کا سفر کرنا پڑتا تھا، جہاں کتب خانے ہوں اور ان کا درس دینے والے عالم ہوں۔ چھاپہ خانے کی ایجاد کے بعد علم کے پھیلاؤ میں وسعت آئی کیونکہ وہ کتابیں جو نادر تھیں اور وہ کتابیں جو مفید تھیں آسانی سے فراہم ہوئیں۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کا بنیادی مقصد اچھی کتابیں، کم سے کم قیمت پر مہیا کرنا ہے تاکہ اردو کا دائرہ نہ صرف وسیع ہو بلکہ سارے ملک میں سمجھی جانے والی، بولی جانے والی اور پڑھی جانے والی اس زبان کی ضرورتیں پوری کی جائیں اور نصابی اور غیر نصابی کتابیں آسانی سے مناسب قیمت پر سب تک پہنچیں۔ زبان صرف ادب نہیں، سماجی اور طبعی علوم کی کتابوں کی اہمیت ادبی کتابوں سے کم نہیں، کیونکہ ادب زندگی کا آئینہ ہے، زندگی سماج سے جڑی ہوئی ہے اور سماجی ارتقاء اور ذہنِ انسانی کی نشوونما طبعی، انسانی علوم اور تکنالوجی کے بغیر ممکن نہیں۔

اب تک بیورو نے اور اب تشکیل کے بعد قومی اردو کونسل نے مختلف علوم اور فنون کی کتابیں شائع کی ہیں اور ایک مرتب پروگرام کے تحت بنیادی اہمیت کی کتابیں چھاپنے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ یہ کتاب اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ امید ہے یہ اہم علمی ضرورت کو پورا کرے گی۔ میں ماہرین سے یہ گذارش بھی کروں گا کہ اگر کوئی بات ان کو نادرست نظر آئے تو ہمیں لکھیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں نظرِ ثانی کے وقت خامی دور کر دی جائے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ
ڈائریکٹر
قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند، نئی دہلی

فہرست مضامین

عرضداشت

علم الامراض یا ماہیت الامراض کے نام سے طبیہ کالجوں میں جو مضمون پڑھایا جاتا ہے وہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ نظری حصہ اور اس کا عملی پہلو یعنی تصویری اور پریکٹیکل۔ نظری حصہ تین اجزاء پر مشتمل ہے جس میں ایک جز قدیم علم الامراض کا دوسرا جدید علم الامراض کا اور تیسرا علم الجراثیم کا ہے۔

قدیم علم الامراض کا جو حصہ نصاب میں شامل ہے وہ اصل میں کلیات قانون میں علم الاحوال والاسباب والاعراض کے عنوان سے بیان کیا گیا ہے گذشتہ پانچ سال سے اس مضمون کی تدریس کے دوران یہ بات بارہا محسوس ہوئی کہ اس مضمون پر طالب علموں کی ضرورت کے لیے کوئی مناسب کتاب نہیں ہے جو ان کی نصابی ضرورتوں کو پورا کر سکے۔ اس مضمون پر استاد محترم حکیم سید ظل الرحمن صاحب کی ایک کتاب علم الامراض جو کہ ۱۹۶۹ء میں شائع ہوئی تھی اور خاکسار اپنے طالب علمی کے زمانے میں اس سے مستفیض ہوا تھا۔ اس کتاب میں یہ خوبی تھی کہ وہ نصابی ضرورتوں کو پورا کرتی تھی اور اس کی زبان اتنی آسان تھی کہ طلبہ پڑھ کر آسانی سے سمجھ لیا کرتے تھے لیکن اب یہ کتاب نایاب ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ حکیم ہمدانی کی اصول طب و حکیم کوثر چاندپوری کی موجز القانون بھی اس مضمون کی جزوی ضرورتوں کو پورا کرتی ہے۔

اس صورت حال کے پیش نظر نیز طالب علموں کی نصابی ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے اس موضوع پر کتاب ترتیب دینے کا خیال دل میں پیدا ہوا تھا جو خدا کا شکر ہے کہ

پائے تکمیل کو پہنچا اور اب یہ کتاب آپ کے سامنے ہے۔ یہ کتاب اپنے مقصد میں کتنی کامیاب ثابت ہوتی ہے اس کا فیصلہ تو اہل نظر اور ہمارے طالب علم ہی کر سکیں گے۔ میں نے اپنی طرف سے اس بات کی ہر ممکن کوشش کی ہے کہ اس کی زبان نہایت سادہ اور آسان ہو۔ اور یہ طب کے طالب علموں کی نصابی ضروریات کو پورا کر سکے۔

علم الامراض کے نظری حصے کا دوسرا جز یعنی جدید علم الامراض و علم الجراثیم کی کتاب کے لئے مواد جمع کرنے کا کام تیزی سے چل رہا ہے۔ اور امید ہے کہ جلد ہی اس مضمون پر نصاب کے مطابق درسی کتاب تیار ہو سکے گی۔ عملی نصاب کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک کتاب "رہنمائے معمل" پہلے ہی شائع ہو چکی ہے اور اسے طلبہ میں کافی مقبولیت بھی حاصل ہے۔

میں ممنون ہوں اپنے طلبہ کا جنھوں نے مجھے اس کام کے لئے آمادہ کیا اور اس سلسلے میں میری مدد فرمائی۔ اس اشاعت کے لئے میں خاص طور پر بیورو فار پروموشن آف اردو حکومت ہند کا شکر گزار ہوں۔

حکیم ملک وامق امین

۱۳ر مئی ۱۹۹۰ء

باب۔ ۱

تعریف علم الامراض

تعریف ـــــ علم الامراض وہ علم ہے جس میں جسم انسان کی غیر طبعی ساخت اور اعضاء کی غیر طبعی حالت سے بحث ہوتی ہے جس طرح منافع الاعضاء میں تندرست ساخت و طبعی فعل کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے اسی طرح علم الامراض میں مرض کی حالت میں جو جسم میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے بارے میں پڑھتے ہیں۔

بیماری و مرض کی تشخیص اور اس کا ازالہ کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے اس کی ماہیت کا علم ہو اور ماہیت کا علم مکمل طور پر اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب کہ اس کے اسباب کا پتہ ہو بعض اوقات اسباب نمایاں اور ظاہر حالت میں ہوتے ہیں اور ان کو آسانی سے پہچانا اور سمجھا جا سکتا ہے لیکن بعض اوقات اسباب مخفی صورت میں پائے جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان کو جاننے کے لئے علامات کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

اس مندرجہ بالا بیان سے یہ ظاہر ہے کہ علم طب کا مقصد ازالہ مرض ہے جس کے لئے سبب کا جاننا ضروری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مرضی حالات اور علامات کا جاننا بھی ضروری ہے۔

سبب

سبب کی تعریف یہ ہے کہ جو پہلے ہو جس کی موجودگی سے یا اس کی وجہ سے بدن کے اندر کوئی نئی حالت یا صحت و مرض کے نقطہ نظر سے کوئی نئی کیفیت پیدا ہو جائے یا کوئی اپنی سابقہ حالت پر برقرار رہے۔ یعنی جسم کے اندر اگر مرض پیدا ہوتا ہے یا ازالہ مرض ہو کر صحت کی حالت آتی ہے تو اس تبدیلی کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ صرف

کسی مرض کا ہی سبب نہیں ہوتا بلکہ صحت کا بھی سبب ہوتا ہے یعنی صحت کو اپنی حالت پر قائم رکھنا بھی کسی سبب کے ذریعہ ہی ہوتا ہے۔

مرض

مرض بدن کی وہ غیر طبعی حالت ہے جس کی وجہ سے بدن انسانی کے افعال میں بالذات اور بلا واسطہ طریقے پر کوئی خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہاں بالذات اور بلاواسطہ کی قید "سبب" اور "عرض" سے فرق کے لئے لگائی گئی ہے۔ کیوں کہ کبھی سبب اور عرض کی وجہ سے بھی بدن کے افعال میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ سبب سے افعال میں خلل واقع ہونے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اس سبب کی وجہ سے پہلے مرض پیدا ہو چکا ہوتا ہے اور پھر اس مرض کے نتیجہ میں بدن کے افعال بگڑ جاتے ہیں۔ اس طرح سے بدن کے افعال میں خلل سبب کے واسطے سے ہوتا ہے لیکن مرض بغیر کسی واسطہ کے افعال میں خرابی پیدا کرتا ہے۔

اس طرح عرض سے بھی بدن کے افعال بگڑ جاتے ہیں لیکن یہ اس کا ذاتی اثر نہیں ہوتا بلکہ عرضی اثر ہوتا ہے۔ جبکہ مرض کا افعال میں خلل پیدا کرنا اس کا ذاتی اثر ہوتا ہے۔ بالعرض اور بالذات کو اس طریقے پر بھی سمجھا جا سکتا ہے، کہ مثلاً پانی کا ٹھنڈک پیدا کرنا اس کا ذاتی اثر ہے لیکن ٹھنڈا پانی جلدی مسامات کو سکیڑ کر جسم میں گرمی پیدا کر دیتا ہے یہ اس کا ذاتی اثر نہیں بلکہ عرضی اثر ہے اس طرح سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عرض کی وجہ سے جو بدن میں جو خرابی ہو رہی ہے وہ عرض کا ذاتی اثر نہیں ہے۔ بلکہ مرض کے نتیجہ میں ہے۔

عرض

عرض بھی مرض کی طرح جسم کی غیر طبعی حالت ہے لیکن یہ حالت مرض کے بعد اور مرض کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے عرض کبھی طبیعت کے مخالف و متضاد یعنی تکلیف دہ ہوتا ہے جیسے سر درد جو کسی بخار کے نتیجہ میں ہو سکتا ہے، اور کبھی یہ تکلیف دہ نہیں ہوتا مثلاً ذات الریہ کی صورت میں رخساروں کی سرخی اس سے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی ان دونوں صورتوں میں دونوں کو عرض ہی کہیں گے چاہے اس سے کوئی تکلیف ہو یا نہ ہو عرض کو دلیل بھی کہتے ہیں۔ کیوں کہ اس کی موجودگی سے مرض کی ماہیت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے اور یہ مرض کی ماہیت کو سمجھنے میں رہنمائی اور رہبری کرتا ہے

عرض کو علامت اس وقت کہا جاتا ہے۔ جب اس کے ذریعہ معالج مرض کی شناخت کرتا ہے اور تشخیص مرض میں اس سے مدد لیتا ہے۔ سبب، مرض، عرض کی کچھ مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ چوٹ لگنا سبب ہے اور اس کے نتیجہ میں جو ورم پیدا ہوگا وہ مرض اور اس کے نتیجہ میں حرکت میں کمی آئے گی وہ عرض ہے۔

۲۔ دوسری مثال کیل کا چبھنا ایک سبب ہے اور اس کے نتیجہ میں جو ورم ہوگا وہ مرض اور اس سے جو بخار ہوگا وہ عرض کہلائے گا۔

۳۔ ایک مثال اور غدہ ذی کا بڑھ جانا ایک سبب ہے اس کے نتیجہ میں مجری بول کا بند ہو جانا مرض ہے اور پیشاب کا رک جانا عرض ہے۔

۴۔ اسی طرح نزلہ حار سبب ہے پھیپھڑے کا ورم مرض ہے اور رخساروں کی سرخی عرض ہے۔

جیسا کہ سبب مرض اور عرض کی تعریف سے ظاہر ہے کہ یہ کسی ایک حالت پر ہمیشہ قائم نہیں رہ سکتے اور ایک دوسرے کے پہلے اور بعد میں ہونے کے لحاظ سے ان کی حیثیت بدلتی رہتی ہے۔ اور اپنی تعریف کے لحاظ سے کبھی ایک مرض سبب بن جاتا ہے کبھی سبب خود مرض بن جاتا ہے اور کبھی مرض عرض کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

۱۔ ایک مرض خود بھی دوسرے مرض کا سبب بن جاتا ہے جیسے قولنج جو ایک مرض ہے بعض اوقات مرض غشی کا سبب بن جاتا ہے۔

۲۔ کبھی عرض بھی دوسرے مرض کا سبب بن جاتا ہے جیسے بخار کی وجہ سے درد سر کا ہونا ایسی صورت میں درد سر ایک عرض ہے لیکن یہ درد سر جو کہ بخار کی وجہ سے ہوا تھا نیند نہ آنے کا سبب بن جاتا ہے۔

۳۔ کبھی عرض خود مرض بن جاتا ہے جیسے درد سر جو کہ کسی بخار کا عرض ہے بعض اوقات بخار کے ختم ہونے کے باوجود برقرار رہ کر مرض کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

۴۔ کبھی ایک ہی چیز اپنی ذاتی اعتبار سے پہلے اور بعد کے لحاظ سے مرض، عرض یا سبب ہوا کرتی ہے مثلاً تکیف الکبد جو کہ ایک مرض ہے اور یرقان کا سبب ہے اور ورم کبد کا عرض ہے۔

اس طرح سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سبب۔ مرض اور عرض آپس میں بدلتے رہتے ہیں۔

باب ۔ ۲

بدنِ انسانی کے حالات

جالینوس کے نزدیک بدنِ انسانی کی تین حالتیں ہیں۔

۱۔ صحت ۲۔ مرض ۳۔ لاصحت ولامرض (حالت ثالثہ)

لیکن شیخ الرئیس ابن سینا کے نظریہ کے مطابق بدن کی صرف دو حالتیں ہیں۔

۱۔ صحت ۲۔ مرض

جالینوس، اور ابن سینا کے درمیان اختلاف کی دو وجوہ ہیں۔

۱۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ جالینوس کے خیال میں صحت اور مرض کے درمیان تقابل تضاد ہے اس لئے صحت اور مرض کے درمیان ایک تیسری حالت نکل سکتی ہے لیکن ابن سینا صحت اور مرض کے درمیان ملکہ و عدم ملکہ کا تضاد مانتا ہے اس لئے اس کے نزدیک ان کے درمیان کوئی تیسری صورت نہیں نکل سکتی۔

ان دونوں کے اس فرق کو سمجھنے کے لئے تقابل کے بارے میں جاننا ضروری ہے تقابل دو چیزوں کی باہمی مخالفت کو کہتے ہیں ایسی دو چیزیں جو ایک وقت میں ایک جگہ ایک حیثیت سے جمع نہ ہوں تو اسے تقابل کہا جاتا ہے اس کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ **تقابل تضاد** جب دو مخالف چیزیں وجودی ہوں اور ایک چیز کو پہچاننے کا انحصار دوسرے پر نہ ہو اور دونوں ایک وقت میں جمع نہ ہو سکتی ہوں تو اس قسم کے تقابل کو تقابل تضاد کہا جاتا ہے۔ جیسے سفیدی اور سیاہی۔

۲۔ **تقابل تضائف** جب دو مخالف چیزیں وجودی ہوں اور ایک چیز کو پہچاننے کا انحصار دوسرے پر ہو اس کو تقابل تضائف کہا جاتا ہے، مثلاً باپ اور بیٹا یعنی باپ وہی کہلائے گا جس کا کوئی بیٹا ہوگا۔ اور بیٹا وہی کا جس کا کوئی باپ ہوگا۔

۳۔ **تقابل ملکہ و عدم ملکہ** جب دو مخالف چیزوں میں سے ایک وجودی ہو اور دوسری عدمی اور عدمی میں وجودی کی قابلیت پائی جاتے جیسے نابینائی و بینائی۔

۴۔ **تقابل ایجاب و سلب** جب دو مخالف چیزوں میں سے ایک وجودی اور دوسری عدمی لیکن عدمی میں وجودی کی قابلیت نہ ہو تو اس کو تقابل ایجاب و سلب کہتے ہیں مثلاً انسان اور غیر انسان۔ اس میں جو چیزیں غیر انسانی ہیں ان میں انسانیت کے امکانات نہیں ہوتے اس کے برخلاف ایک نابینا شخص کے اندر بینا ہونے کے امکانات ہوتے ہیں۔

مندرجہ بالا چاروں قسم کے تقابل کو سمجھنے کے بعد جالینوس و شیخ کے نظریہ کو سمجھنا آسان ہے کیوں کہ جالینوس صحت و مرض میں تقابل تضاد مانتا ہے گویا اس کے خیال کے مطابق صحت اور مرض دونوں وجودی چیزیں ہیں جیسے سیاہی اور سفیدی ایسی صورت میں درمیان میں ایک تیسری صورت کا نکلنا ممکن ہے یعنی کوئی چیز نہ پوری طرح سے سفید ہے اور نہ ہی پوری طرح سے سیاہ بلکہ درمیان میں کوئی رنگ لئے ہوئے ہے۔ اس طرح صحت اور مرض کے درمیان میں ایک تیسری صورت نکل سکتی ہے جس میں نہ پورے طور پر صحت ہی ہوتی ہے اور نا ہی پورے طور پر مرض ہوتا ہے لیکن شیخ صحت اور مرض میں ملکہ و عدم ملکہ کا تقابل مانتا ہے اس کے خیال کے مطابق صحت ایک وجودی چیز ہے اور مرض صحت کے عدم کا نام ہے ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ درمیان میں کوئی صورت نہیں نکل سکتی۔

۲۔ حالات بدن کی تعداد کے متعلق شیخ اور جالینوس کا جو اختلاف ہے اس کی دوسری وجہ صحت اور مرض کی تعریف بھی ہے جالینوس کے نزدیک صحت وہ طبعی حالت ہے جس کی وجہ سے بدن انسانی کے تمام جسمانی افعال صحیح صادر ہوتے ہیں اور اس کے برخلاف مرض وہ غیر طبعی حالت ہے جس کی موجودگی میں بدن کے تمام افعال بگڑ جاتے ہیں ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ تیسری حالت بھی نکل سکتی ہے جس میں کہ بدن کے کچھ افعال تو ٹھیک ہوں اور کچھ افعال درست نہ ہوں۔ اس تیسری حالت کو حالت ثالثہ یا لا صحت یا لا مرض کہا جائے گا۔

لیکن جالینوس کے برخلاف شیخ نے صحت کی تعریف اس طرح سے کی ہے کہ صحت وہ حالت ہے جس کی وجہ سے بدن کے افعال صحیح صادر ہوتے ہیں اور مرض وہ حالت ہے جس کی وجہ سے بدن کے افعال بگڑ جاتے ہیں شیخ نے جالینوس کی طرح تمام افعال کی قید نہیں لگائی ہے جس کی وجہ سے صحت اور مرض کے درمیان کوئی تیسری حالت نکلنے کے امکان نہیں ہیں۔

لاصحت ولامرض یعنی وہ حالت جس میں نہ پوری طرح سے صحت ہو اور نہ ہی پوری طرح سے مرض۔ اس کو نہ تندرستی میں شمار کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی بیماری میں اس کی کئی صورتیں ہیں۔

۱۔ بدن میں نہ تو پوری طرح سے صحت ہو اور نہ ہی پوری طرح سے مرض ہو جیسا کہ بوڑھوں، بچوں اور کمزور آدمیوں میں ہوتا ہے۔

۲۔ صحت اور مرض دونوں مختلف اوقات میں ظاہر ہوں مثلاً کوئی شخص کسی خاص موسم میں تندرست رہتا ہے لیکن کسی موسم میں بیمار ہو جاتا ہے جیسے ضیق النفس کا مریض گرمیوں میں تندرست رہتا ہے اور سردیوں میں بیمار نظر آتا ہے یہاں پر ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ کسی نہ کسی وقت پر ہر شخص بیمار ہو سکتا ہے اور اس اعتبار سے ہر شخص کو حالت ثالثہ میں شمار کرنا چاہیے لیکن ایسا نہیں ہے، کیونکہ یہاں پر جالینوس کی مراد یہ ہے کہ اس شخص کے اندر مرض کے پیدا ہونے کی استعداد ہوتی ہے جوں ہی مرض کے موافق موسم آتا ہے وہ بیمار ہو جاتا ہے۔

۳۔ صحت اور مرض ایک ہی وقت میں اکٹھا ہو جائیں اس کی پھر دو صورتیں ہیں۔

(الف) صحت اور مرض الگ الگ اعضاء میں ہوں جیسا کہ اندھوں میں ہوتا ہے یعنی ان کا پورا بدن صحت مند ہوتا ہے مگر آنکھوں میں بیماری موجود ہوتی ہے۔

(ب) صحت اور مرض دور کی دو صفتوں میں جمع ہوں مثلاً کوئی شخص مزاج کے اعتبار سے تندرست ہو لیکن ترکیب کے اعتبار سے بیمار ہو۔

۴۔ صحت اور مرض قریب کی دو صفتوں میں جمع ہوں جس طرح کوئی شخص مقدار کے اعتبار سے تندرست اور عدد کے اعتبار سے بیمار ہو۔

باب۔ ۳

مرض

مرض صحت کی مخالف کیفیت کا نام ہے جس میں کہ بدن کے افعال بگڑ جاتے ہیں۔

مرض کی قسمیں مرض کی دو قسمیں کی گئی ہیں۔

۱۔ مرض مفرد ۲۔ مرض مرکب

مرض مفرد مرض مفرد اس حالت کو کہتے ہیں جس میں سوء مزاج۔ سوء ترکیب اور تفرق اتصال میں سے کوئی ایک حالت پائی جائے یعنی اگر مزاج کا بگاڑ ہے تو مزاج کی قسموں میں سے صرف ایک حالت یا ایک قسم ہی پائی جائے اسی طرح سے اگر مرض ترکیب ہے تو اس کی قسموں میں سے بھی صرف ایک ہی حالت پائی جائے اور اگر تفرق اتصال ہے، تو تفرق اتصال کی بھی ایک ہی قسم پائی جائے۔

مرض مرکب جیسا کہ اس کے نام سے بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ مرض مرکب اس کو کہتے ہیں کہ جس میں چند امراض جسم کے اندر ایک ساتھ اکٹھا ہو جائیں، لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے۔ یعنی اگر ایک شخص کو کھانسی ہو اور ساتھ میں دستوں کی شکایت ہو یا اور کوئی تکلیف ہو تو اسے مرض مرکب نہیں کہیں گے بلکہ مرض مرکب سے مراد یہ ہے کہ سوء مزاج سوء ترکیب اور تفرق اتصال میں سے یا ان کی قسموں میں سے دو یا دو سے زیادہ قسمیں اس طرح سے جمع ہو کر ایک مرض بن جائے کہ اس کی تشخیص اور اصول علاج بھی ایک ہی ہو۔ مثلاً ورم جس میں سوء مزاج مادی سوء ترکیب اور تفرق اتصال تینوں ہی حالتیں پائی جاتی ہیں۔

امراض کی تقسیم کو مندرجہ ذیل نقشہ کی مدد سے آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے
مرض
مفردہ
مرکبہ
سوء مزاج
سوء ترکیب
تفرق اتصال
۸ سادہ
۸ مادی
خلقت
مقدار
عدد
وضع
جنس زیادت
جنس نقصان
جنس زیادت
جنس نقصان
موضع
مشارکت
شکل
مجاری
اوعیہ
صفائح
۱۔ حار سادہ
۲۔ بارد سادہ
۳۔ رطب سادہ
۴۔ یابس سادہ
۵۔ حار رطب سادہ
۶۔ حار یابس سادہ
۷۔ بارد رطب سادہ
۸۔ بارد یابس سادہ
۱۔ حار مادی
۲۔ بارد مادی
۳۔ رطب مادی
۴۔ یابس مادی
۵۔ حار رطب مادی
۶۔ حار یابس مادی
۷۔ بارد رطب مادی
۸۔ بارد یابس مادی
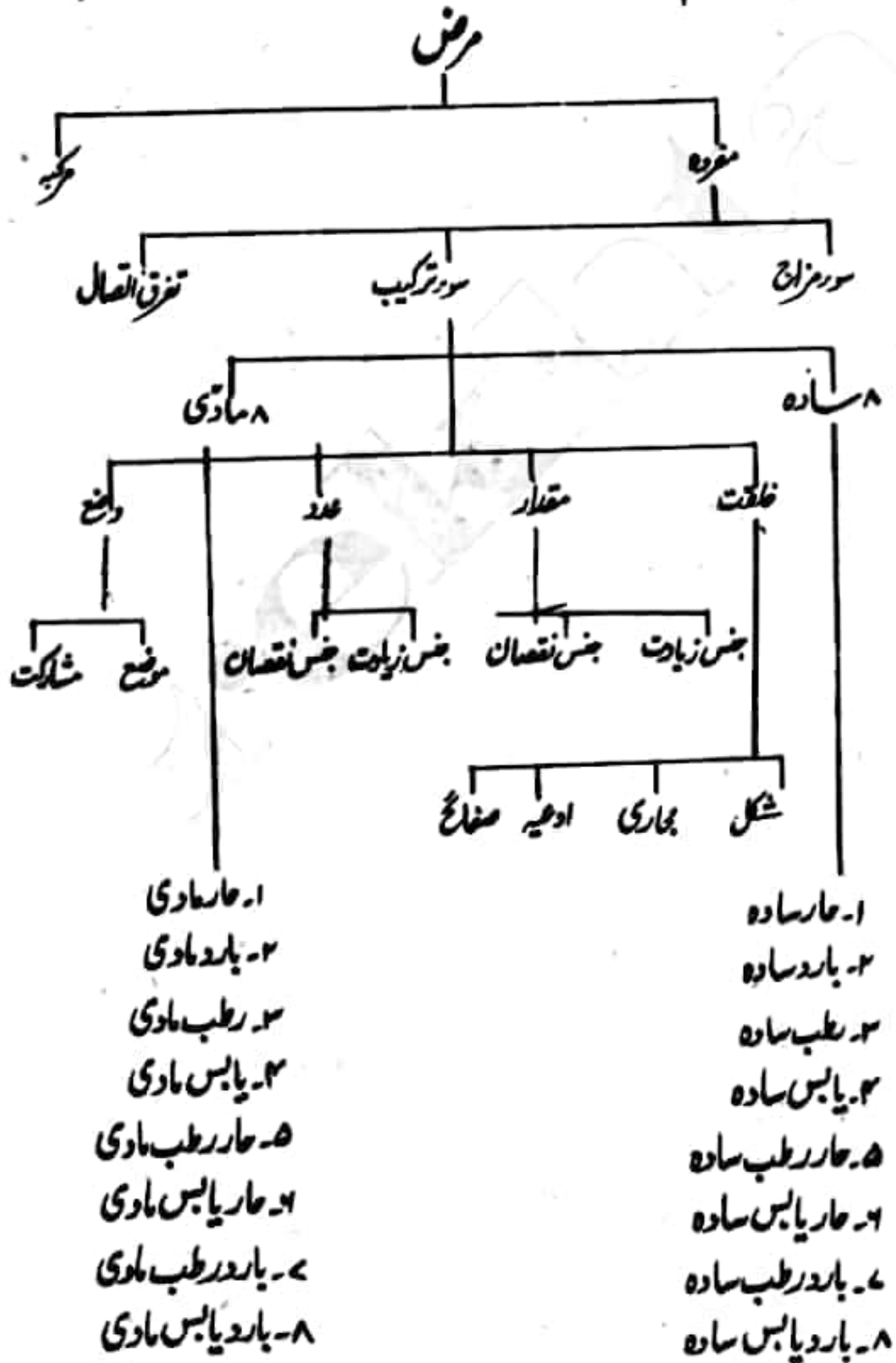
مرض مفرد کی اقسام

مرض مفرد کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ سوءِ مزاج ۲۔ سوءِ ترکیب ۳۔ تفرق اتصال

سوءِ مزاج سوءِ مزاج کا مطلب مزاج کا بگڑ جانا ہے۔ جب مزاج اعتدال سے ہٹ جاتا ہے، تو اس کو سوءِ مزاج کہا جاتا ہے۔ یہ سوءِ مزاج پہلے اعضاء مفردہ میں لاحق ہوتا ہے اور اعضاء مفردہ میں پیدا ہونے کے بعد اعضاء مرکبہ میں بھی لاحق ہو جایا کرتا ہے۔

سوءِ مزاج دو طرح کا ہوتا ہے۔

۱۔ سوءِ مزاج سادہ ۲۔ سوءِ مزاج مادی

سوءِ مزاج سادہ اس شکل میں اعضاء کے اندر محض گرمی، سردی، خشکی یا تری کی مقدار اعتدال سے بڑھ جاتی ہے۔ سوءِ مزاج سادہ کی آٹھ قسمیں ہیں۔

۱۔ سوءِ مزاج حار سادہ۔ یعنی گرمی کا اعتدال سے بڑھ جانا۔

۲۔ سوءِ مزاج بارد سادہ۔ یعنی برودت کا اعتدال سے بڑھ جانا۔

۳۔ سوءِ مزاج یابس سادہ۔ یعنی جسم کے اندر خشکی کا اعتدال سے بڑھ جانا۔

۴۔ سوءِ مزاج رطب سادہ۔ یعنی جسم میں رطوبت کا اعتدال سے بڑھ جانا۔

۵۔ سوءِ مزاج حار رطب۔ یعنی جسم میں حرارت و رطوبت کا اعتدال سے بڑھ جانا۔

۶۔ سوءِ مزاج حار یابس۔ یعنی جسم میں حرارت و خشکی کا اعتدال سے بڑھ جانا۔

۷۔ سوءِ مزاج بارد رطب۔ یعنی جسم میں برودت و رطوبت کا اعتدال سے بڑھ جانا۔

۸۔ سوءِ مزاج بارد یابس۔ یعنی جسم میں برودت و خشکی کا اعتدال سے بڑھ جانا۔

سوءِ مزاج مادی اس صورت میں سوءِ مزاج کے ساتھ ساتھ کسی مادہ کا بھی اضافہ ہو جاتا ہے اس کی بھی آٹھ قسمیں ہیں۔

۱۔ سوءِ مزاج حار مادی۔ ۲۔ سوءِ مزاج بارد مادی۔ ۳۔ سوءِ مزاج یابس مادی۔

۴۔ سوءِ مزاج رطب مادی۔ ۵۔ سوءِ مزاج حار رطب مادی۔ ۶۔ سوءِ مزاج حار یابس مادی۔

۷۔ سوءِ مزاج بارد رطب مادی۔ ۸۔ سوءِ مزاج بارد یابس مادی۔

سوءِ ترکیب

اعضاء کی ترکیب و ساخت میں بگاڑ کا ہونا سوءِ ترکیب کہلاتا ہے اس کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ مرضِ خلقت ۲۔ مرضِ مقدار ۳۔ مرضِ عدد ۴۔ مرضِ وضع

۱۔ **مرضِ خلقت** اس نوع میں عضو کی ساخت یعنی اس کی شکل، سطح یا اس کے راستے یا تجاویف میں نقص آجاتا ہے۔ اس کی بھی چار قسمیں ہیں۔

(ا) **مرض شکل** اس میں کسی عضو کی شکل بگڑ جاتی ہے۔ اور شکل کے اس بگاڑ کی وجہ سے اعضاء کے افعال میں خلل واقع ہو جاتا ہے مثلاً سیدھے عضو کا ٹیڑھا ہو جانا۔ گول عضو کا چپٹا ہو جانا۔

(ب) **مرض مجاری** اس میں عضو کی مجاری (نالیاں) خراب ہو جاتی ہیں۔ اس کی تین صورتیں ہیں۔

الف۔ مجاری کا زیادہ پھیل جانا جیسے دوالی میں پنڈلی کی وریدیں پھیل جاتی ہیں۔

ب۔ مجاری کا تنگ ہو جانا۔ جیسے دمہ کی حالت میں سانس کی نالیاں تنگ ہو جاتی ہیں۔

ج۔ مجاری کا بالکل بند ہو جانا۔ جیسے یرقان میں مرارہ کی نالی بند ہو جاتی ہے۔ یا پتھری کی وجہ سے حالبین کا بند ہو جانا

(پ) **مرضِ اوعیہ** (اس کو مرض تجاویف بھی کہا جاتا ہے۔) اس میں عضو کے کسی جوف میں بگاڑ یا خرابی پیدا ہو جاتی ہے اس کی چار شکلیں ہیں۔

الف۔ عضو کا جوف بڑا اور کشادہ ہو جائے جیسے خصیوں کی تھیلی کا کشادہ ہو جانا۔

ب۔ عضو کا جوف چھوٹا اور تنگ ہو جائے جیسے معدہ کا چھوٹا یا تنگ ہو جانا۔

ج۔ عضو کا جوف بند ہو جانا اور بھر جانا جیسے مثانہ کے منہ پر غدہ مذی کے بڑھنے کے سبب مثانہ کا جوف بند ہو جاتا ہے۔ اور پیشاب مثانہ میں ہی رک جاتا ہے۔ ایسا کسی پتھری کے سبب سے بھی ہو سکتا ہے۔

د۔ جوف خالی ہو جائے جیسا کہ بہت زیادہ خوشی کی حالت میں قلب خون سے خالی ہو جاتا ہے۔

۴۔ **امراضِ صفائح**

اسے امراض سطوح بھی کہتے ہیں اس حالت میں عضو کی سطح میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔

الف۔ جن اعضاء کی سطح کو طبعی طور پر کھردرا ہونا چاہیے وہ بجائے کھردرا ہونے کے چکنی ہو جائے۔ مثلاً معدہ اور آنتوں کی اندرونی سطوں سے شکنیں غائب ہو کر چکنی ہو جائیں۔

ب۔ جن سطوں کو طبعی طور پر چکنا ہونا چاہیئے وہ کھردری ہو جائیں۔ مثلاً قصبۃ الریہ کی اندرونی سطح کا کھردرا ہو جانا۔

۲۔ **مرضِ مقدار**

اس میں اعضاء کی مقدار میں خلل واقع ہو جاتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ جنس زیادت ۲۔ جنس نقصان

جنسِ زیادت

جنس زیادت سے مراد یہ ہے کہ عضو کی مقدار طبعیٔ تناسب سے بڑھ جائے اس کی بھی دو شکلیں ہیں (الف) یہ زیادتی پورے بدن میں عام ہو جیسے پورے بدن میں فربہی (ب) یہ زیادتی کسی ایک عضو تک محدود ہو مثلاً عظم کبد۔

جنسِ نقصان

اس میں عضو کی مقدار طبعی تناسب سے کم ہو جاتی ہے اس کی بھی دو شکلیں ہیں (الف) یہ کمی پورے بدن میں عام ہو مثلاً تمام جسم کا دبلا ہونا (ب) ایسی پورے بدن میں عام نہ ہو کر بدن کے کسی ایک عضو تک ہی محدود ہو مثلاً تلیف الکبد

۳۔ **امراضِ عدد**

اس سے مراد یہ ہے کہ عضو کی تعداد میں خرابی لاحق ہو جائے اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ زیادتی عدد ۲۔ کمیٔ عدد

۱۔ **زیادتی عدد**

زیادتی عدد کی صورت میں تعداد زیادہ ہو جاتی ہے اس کی دو شکلیں ہیں۔

۱۔ طبعیٔ زیادتی ۲۔ غیر طبعی زیادتی۔

۱۔ **طبعی زیادتی**

اس سے یہ مراد ہے کہ جو اعضاء جسم کے اندر طبعی طور پر پائے جاتے ہیں ان کی تعداد زیادہ ہو جائے مثلاً انگلیوں کا پانچ کے بجائے چھ ہونا۔

۲۔ **غیر طبعی زیادتی**

اس سے مراد یہ ہے کہ زیادتی ایسی ہو کہ اس طرح کی کوئی چیز جسم میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ مثلاً پتھری کا ہو جانا۔ آنتوں میں کیڑوں کا ہو جانا۔

۳۔ **کمی عدد** اس سے مراد یہ ہے کہ جسم کے اندر اعضاء کی تعداد کم ہو جائے اس کی بھی دو شکلیں ہیں۔ ا طبعی کمی ۲۔ غیر طبعی کمی

۱۔ **طبعی کمی** اس سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز کی مقدار میں پیدائشی طور پر کمی ہو مثلاً پیدائشی طور پر پانچ کی جگہ چار انگلیوں کا ہونا۔

۲۔ **غیر طبعی کمی** یہ کمی پیدائشی نہ ہو بلکہ پیدا ہونے کے بعد کسی عضو کی تعداد کا کم ہو جانا مثلاً ہاتھ کی انگلی کا یا ہاتھ کا کٹ جانا۔

۴۔ **مرض وضع** مرض وضع سے مراد یہ ہے کہ کسی عضو کا مقام اور آس پاس کے اعضاء سے اس کے تعلق میں فرق آجائے یعنی وہ عضو اپنی اصلی جگہ سے ہٹ جائے یا اس کا جو دوسرے اعضاء کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اس میں تبدیلی پیدا ہو جائے۔ امراض وضع کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ عضو میں مقام کے اعتبار سے فرق پڑ جائے ۲۔ دوسرے عضو کی شرکت کے اعتبار سے فرق آجائے۔

۱۔ جب عضو کا اپنے مقام میں خلل واقع ہوتا ہے تو اس کی چار شکلیں ہوتی ہیں۔

(الف) عضو اپنے مقام سے مکمل طور پر ہٹ جائے مثلاً بازو کا کندھے کے جوڑ سے ہٹ جانا۔ اس حالت کو خلع (اکھڑ جانا) کہتے ہیں۔

(ب) عضو اپنے مقام سے مکمل طور پر اور پورے کا پورا نہ ہٹے جیسے کہ فتق الامعاء (آنتوں کا اترنا) کی صورت میں ہوتا ہے اس میں آنت کا کچھ حصہ اپنے مقام سے ہٹ جاتا ہے۔ اور باقی حصہ اپنے مقام پر موجود رہتا ہے۔

(ج) کوئی عضو اپنے مقام پر غیر طبعی طور پر حرکت کرنے لگے جبکہ طبعی طور پر ایسا قطعی نہیں ہوتا مثلاً رعشہ۔

(د) کوئی عضو اپنے مقام کو اس طرح پکڑ لے کہ وہ حرکت نہ کر سکے اور سخت ہو جائے مثلاً تحجر مفاصل۔

۲۔ اس میں عضو کا اپنے آس پاس کے اعضاء سے جو تعلق ہے اس میں فرق پڑ جائے اس کی دو شکلیں ہیں۔

(الف) کوئی عضو اپنے قریب کے اعضاء سے دور ہو جائے اور قریب نہ آپائے حالانکہ طبعی طور پر اس کو قریب آجانا چاہیے تھا مثلاً ایک انگلی کا بے حرکت ہو کر پاس کی انگلی کی طرف حرکت نہ کرنا۔

(ب) کوئی عضو اپنے قریبی عضو کے پاس آجائے اور پھر دور نہ ہو سکے جیسا کہ استرخاء الجفن یعنی پپوٹے کا ڈھیلا ہو جانا میں ہوتا ہے۔

تفرق اتصال

جیساکہ اس کے نام سے ظاہر ہے کہ اتصال میں تفریق لاحق ہو جانا، وہ امراض ہیں جن میں اعضاء کی ساخت الگ الگ ہو جاتی ہے اور ساخت میں اتصال باقی نہیں رہتا۔ امراض تفرق اتصال کے نام ان کے مقامات کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ یہ نام ان کی ہیئت و شکل عرض کی مدت اور کم یا زیادہ ہونے کی لحاظ سے رکھے گئے ہیں۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ جلد کے تفرق اتصال کو خدش (خراش)، یا سحج کہتے ہیں، تفرق اتصال لکیر کی طرح باریک ہو تو اسے خدش اور اگر زیادہ حصہ چھل جائے جو پھیلا ہوا چوڑا ہو اسے سحج کہتے ہیں۔

۲۔ گوشت کے تفرق اتصال کا نام جراحت ہے اور اگر جراحت میں پیپ پڑ جائے تو اس کو قرحہ (زخم) کہتے ہیں۔

۳۔ ہڈی اور غضروف کے تفرق اتصال کی کئی شکلیں ہیں۔ اگر وہ اپنی چوڑائی میں ہو اور دو یا چند بڑے حصے میں تقسیم ہو جائے تو اسے کسر (ٹوٹنا) کہتے ہیں اور اگر وہ کئی چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائے تو اسے مفتت (ریزہ ریزہ ہونا) کہتے ہیں اگر تفرق اتصال ہڈی کی لمبائی میں ہو تو اسے صدع (چیرنا) کہتے ہیں کبھی ہڈی میں بیرونی ضرب کے بجائے کسی اندرونی سبب سے تفرق اتصال لاحق ہو تو اسے ریح الشوکہ کہتے ہیں۔

۴۔ اعصاب کے تفرق اتصال کو اگر وہ عرض میں ہو تو اسے بتر (کاٹنا) کہتے ہیں، اور اگر تفرق اتصال اعصاب کی لمبائی میں ہو اور اس کی لمبائی زیادہ نہ ہو تو اسے شق (چر جانا) کہتے ہیں اور اگر لمبائی میں زیادہ ہو تو اسے شدخ (چر جانا) کہتے ہیں۔

۵۔ عضلہ کے تفرق اتصال کو اگر وہ عضلہ کے سرے پر ہے تو اسے ہتک (توڑنا) اور اگر عضلہ کی چوڑائی میں ہو تو اسے حز (کاٹنا) کہتے ہیں۔ اگر تفرق اتصال عضلہ کی لمبائی میں ہو اور اس کی تعداد کم اور گہرائی زیادہ ہو تو اسے فدغ (پھاڑنا)، اور اگر تعداد زیادہ ہو پھیلا ہوا ہو تو اسے رض (کچل جانا) اور فسخ (توڑنا) کہتے ہیں۔

۶۔ شرائین کے تفرق اتصال کو انفجار الدم اور ورید کے تفرق اتصال کو انفجار (پھوٹنا) کہتے ہیں۔ اور شرائین یا ورید کا تفرق اتصال عرض میں ہو تو اسے قطع (کاٹنا) و فصل (جدا کرنا) کہتے

ہیں۔ اگر تفرقِ اتصال طول میں واقع ہو تو اسے صدع (پھاڑنا) کہتے ہیں۔ اور اگر تفرقِ اتصال کی وجہ سے رگوں کے منہ کھل جائیں تو اسے بثق (چھید کرنا) کہتے ہیں۔

۷۔ اغشیہ (جھلی) اور حجابات (پردوں) کے تفرقِ اتصال کو فتق (پھاڑنا) کہتے ہیں۔

۸۔ کسی عضوِ مرکب کے دو اجزاء کے درمیان تفرق اس طرح سے واقع ہو جس طرح سے ایک جزو دوسرے جزو سے الگ ہو جائے تو اس کو خلع (جوڑ اکھڑنا) کہتے ہیں۔

باب ۔ ۴

اسباب

اسباب کی تعریف

اسباب جمع ہے سبب کی، سبب اس حالت کو نام ہے جو بیماری سے پہلے ہو اور جس کی وجہ سے بدنِ انسان کے حالات میں کوئی نئی کیفیت پیدا ہو جائے یا کوئی سابقہ حالت برقرار رہے۔ بدنِ انسان اگر اعتدال طبعی پر قائم رہے تو صحت قائم رہتی ہے اور اگر غیر معتدل ہو جائے تو مرض کا باعث ہوتا ہے۔ خراب ہوا اور خراب غذا سے جس طرح امراض پیدا ہو سکتے ہیں اسی طرح اچھی غذا، اچھی ہوا اور تازہ پانی سے امراض زائل ہو سکتے ہیں اور دوبارہ صحت پیدا ہو سکتی ہے بالکل اسی طرح مناسب تدابیر کے اختیار نہ کرنے سے کوئی مرض پیدا ہو سکتا ہے، یا کوئی مرضی کیفیت برقرار رہ سکتی ہے۔

سبب کوئی بدنی چیز بھی ہو سکتی ہے مثلاً مزاجی کیفیت یا ترکیبی یا خلطی مادہ یا بدن سے خارج شئے بھی سبب بن سکتی ہے۔ مثلاً غذا کی طرح کوئی چیز۔ حرارت یا برودت کی طرح کوئی کیفیت، یا کوئی نفسانی کیفیت مثلاً غم غصہ اور انفعالات نفسانیہ وغیرہ۔

سبب کے ذریعہ کوئی نئی حالت پیدا ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرطوں کا ہونا ضروری ہے۔

۱۔ سبب قوی ہو اگر سبب کمزور ہو تو عام طور سے کوئی نمایاں اثر پیدا نہیں ہوتا مثلاً ہلکے گرم پانی یا ہلکے تیزاب سے بدن جل نہیں سکتا۔

۲۔ جس بدن کے اوپر سبب اثر کر رہا ہے اس بدن میں سبب کے اثر کو قبول کرنے کی استعداد ہو اور یہ آئے دن کا مشاہدہ ہے کہ بیماریوں سے ہر شخص متاثر نہیں ہوتا۔ یعنی جن لوگوں میں سبب کے اثر کو قبول کرنے کی استعداد نہیں ہوتی وہ بیمار نہیں ہوتے اور جن لوگوں میں سبب کے اثر کو قبول کرنے کی استعداد ہوتی ہے وہ اس سبب کے نتیجہ میں

بیمار ہو جاتے ہیں۔

۴۔ سبب کو اپنا اثر کرنے کے لئے مناسب وقت کا ملنا بھی ضروری ہے، یہ بھی اکثر دیکھا گیا ہے کہ اگر سبب کو اثر انداز ہونے کا پورا وقت نہ ملے تو اس سے کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔

مندرجہ بالا تینوں شرائط میں سے اگر ایک شرط بھی معدوم ہو جائے تو اسباب کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔

اسباب کے حالات ان کے اثرات کے لحاظ سے مختلف ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک ہی ایک ہی سبب ایک ہی وقت میں مختلف لوگوں پر مختلف اثرات مرتب کرتا ہے، یا مختلف اوقات میں مختلف امراض پیدا کر دیتا ہے، یعنی اسباب کی تاثیر افراد پر قابلیت اور استعداد کے اختلافات کے لحاظ سے مختلف ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سبب کا اثر طاقت ور انسان میں کچھ اور ہوتا ہے۔ اور کمزور انسان میں کچھ اور اسی طرح ذکی الحس لوگوں میں کچھ اور بطی الحس لوگوں میں کچھ اور ہوتا ہے۔

اسباب کی تقسیم مختلف اعتبار سے کی گئی ہے (۱) تاثیرات کے اعتبار سے اسباب کی حسب ذیل اقسام ہیں۔

۱۔ **اسباب سابقہ** وہ بدنی یا اندرونی (خلطی، مزاجی اور ترکیبی) اسباب ہیں، جو کسی واسطہ کے ذریعہ کوئی نئی حالت پیدا کریں یا قائم رکھتے ہیں، مثلاً امتلاء کے نتیجہ میں عفونت واقع ہوتی ہے اور عفونت سے بخار ہوتا ہے اس طرح پر امتلاء بخار کا سبب سابق ہوگا۔ کیوں کہ امتلاء مواد کے بغیر حمی پیدا نہیں ہو سکتا۔

۲۔ **اسباب واصلہ** وہ بدنی یا اندرونی اسباب ہیں، جو کسی واسطے کے بغیر کوئی نئی حالت پیدا کرتے ہیں، جیسے بخار کے لئے عفونت۔

۳۔ **اسباب بادیہ** اس کو اسباب خارجیہ بھی کہتے ہیں یہ وہ غیر بدنی یا بیرونی اسباب ہیں جو کسی واسطے کے ذریعہ یا بلا واسطہ طور پر بدن میں نئے حالات پیدا کرتے ہیں۔ جیسے دھوپ۔ لو۔ ٹھنڈ۔ غم اور بیداری وغیرہ۔

مندرجہ بالا جن اسباب کا ذکر کیا گیا ہے۔ بعض امور میں ایک دوسرے سے مشترک ہیں اور بعض امور میں ایک دوسرے کے مخالف مثلاً سبب واصلہ اور سبب سابقہ اس اعتبار سے ایک دوسرے سے مشابہ ہیں کہ دونوں سبب بدنی ہیں یعنی اندرونی ہیں۔ اور اس اعتبار سے مخالف ہیں کہ سبب سابقہ بالواسطہ مرض پیدا کرتا ہے۔ اس کے برخلاف سبب واصلہ بلا واسطہ مرض کا

باعث ہوتا ہے۔

سبب سابقہ اور بادیہ آپس میں اس اعتبار سے مشترک ہیں کہ سبب سابقہ بلا واسطہ مرض پیدا کرتا ہے۔ اور سبب بادیہ بھی بعض اوقات بالواسطہ طور پر مرض پیدا کرتا ہے۔ مثلاً کبھی بیرونی سبب سے زخم کا ہونا اور زخم میں عفونت کی وجہ سے بخار کا ہونا تاہم سبب سابقہ اور بادیہ اس اعتبار سے ایک دوسرے کے مخالف ہیں کہ سبب سابقہ بدنی یا اندرونی ہوتا ہے اور اس کے برعکس بادیہ بیرونی سبب ہوتا ہے۔

سبب واصلہ اور سبب بادیہ ایک دوسرے سے اس بات میں مشترک ہیں کہ سبب واصلہ بلا واسطہ مرض پیدا کرتا ہے۔ اور سبب بادیہ بعض اوقات بغیر واسطے کے مرض پیدا کرتا ہے۔ لیکن اس اعتبار سے ایک دوسرے کے مخالف ہیں کہ سبب واصلہ بدنی یا اندرونی سبب ہے جبکہ بادیہ بیرونی سبب ہے۔

(۲) اسباب کی ایک اور تقسیم مخلفہ اور غیر مخلفہ میں کی گئی ہے۔

۱۔ **اسباب مخلفہ** | اسباب مخلفہ وہ اسباب ہیں جن کے دور ہو جانے کے بعد بھی ان کے اثرات باقی رہیں مثلاً چیچک کی وجہ سے جو داغ پیدا ہو جاتے ہیں وہ چیچک ختم ہو جانے کے بعد بھی باقی رہ جاتے ہیں۔

۲۔ **اسباب غیر مخلفہ** | اسباب غیر مخلفہ وہ اسباب ہیں جن کے ختم ہونے کے بعد ان کے اثرات بھی ختم ہو جاتے ہیں مثلاً بخار کی وجہ سے بے چینی و پیاس کا ہونا جو بخار کے ختم ہونے کے ساتھ ساتھ ختم ہو جاتی ہے۔

۳۔ اسباب ایک تقسیم حافظہ و مغیرہ میں کی گئی ہے۔

۱۔ **اسباب حافظہ** | وہ اسباب ہیں جو بدن کے حالات کو اپنی جگہ قائم رکھتے ہیں اور ان کی حفاظت کرتے ہیں۔

۲۔ **اسباب مغیرہ** | وہ اسباب ہیں جو بدن کی حالت میں تغیر پیدا کرتے ہیں،

۴۔ اسباب کی ایک اور تقسیم اسباب ضروریہ اور غیر ضروریہ میں کی گئی ہے۔

۱۔ **اسباب ضروریہ** | وہ اسباب ہیں جو انسان کی زندگی کے لئے ضروری ہیں اور جن سے چھٹکارا ممکن نہیں یعنی ان میں سے ایک چیز بھی ختم ہو جائے تو انسانی زندگی بھی ختم ہو جائے گی۔ ان کی تعداد چھ ہے جس کی وجہ سے ان کو

ستہ ضروریہ کہا جاتا ہے۔

۲۔ **اسباب غیر ضروریہ** وہ اسباب ہیں جو انسانی زندگی کے لیے ضروری نہیں ہیں اور اس سے چھٹکارا ممکن ہے اس میں بعض ایسے ہیں وہ انسان کے لیے مفید ہیں مثلاً دواؤں کا استعمال اور بعض چیزیں ایسی ہیں جو نقصان دہ ہیں مثلاً آگ سے جل جانا۔ پانی میں ڈوب جانا وغیرہ۔

باب ۔ ۵

امراضِ مرکبہ

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ مرض مرکب کا مطلب یہ نہیں ہے کہ چند بیماریاں بدن میں اکٹھا ہو جائیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ امراض مفردہ یعنی سوء مزاج۔ سوء ترکیب اور تفرق اتصال میں سے دو یا دو سے زیادہ امراض اس طریقہ پر اکٹھا ہو جائیں کہ وہ ایک مرض بن جائے اور ان کا اصول علاج بھی ایک ہی ہو مثلاً اورام و بثور

اورام

اورام ورم کی جمع ہے جسم کے کسی عضو کا جزدی یا کلّی طور پر کسی غیر طبعی مادہ کے سبب سے بڑھجانا ورم کہلاتا ہے نمو کی صورت میں بھی عضو بڑھتے ہیں لیکن اس صورت میں مادہ طبعی ہوتا ہے اور عضو تینوں اقطار (لمبائی چوڑائی اور موٹائی) میں طبعی تناسب سے بڑھتا ہے۔ ورم میں سوء مزاج مادی پایا جاتا ہے یعنی غیر طبعی مادہ کسی عضو کی رخنوں وخلاؤں میں اکٹھا ہو جاتا ہے اور اس غیر طبعی مادہ کی وجہ سے عضو کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے اور اس کی شکل بھی بگڑ جاتی ہے، کیونکہ مادہ اس کے رخنوں و خلاؤں میں گھسا ہوتا ہے تو اس وجہ سے اس کے اندر تفرق اتصال پیدا ہو جاتا ہے اس طرح سے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ ورم میں امراض مفردہ کی تینوں جنسیں سوء مزاج، سوء ترکیب اور تفرق اتصال پائی جاتی ہیں اس لئے کہ سوء مزاج مادی کے بغیر ورم پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ ترکیب کی وجہ سے عضو کی شکل اور مقدار میں فرق واقع ہوتا ہے اور متورم عضو میں مواد کے اجتماع کی وجہ سے اس کے اجزاء میں تفرق اتصال کا ہونا ضروری ہے۔

شیخ سے پہلے اطباء کا خیال تھا کہ ورم صرف نرم اعضاء کے اندر ہی ہو سکتا ہے اور ہڈی جیسے سخت عضو میں ورم نہیں ہو سکتا، لیکن شیخ نے اس خیال کی تردید کی اور وہ پہلا شخص تھا جس نے ہڈی میں ورم قبول کرنے کی صلاحیت کو بتایا اور کہا کہ اگرچہ ورم عام طور پر نرم اعضاء کے ساتھ مخصوص ہے تاہم ورم ہڈی میں بھی ہو سکتا ہے جس طرح ہڈی جیسا سخت عضو غذائی مادوں کو حاصل کر کے بڑھ سکتا ہے اسی طرح خراب مادوں کو جذب کر کے متورم بھی ہو سکتا ہے۔

ورم کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ صرف بیرونی اسباب سے ہی پیدا ہو، بلکہ اندرونی بدنی اسباب بھی ورم پیدا کر سکتے ہیں جس کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ایک عضو اپنے مادہ کو کسی دوسرے عضو کی طرف دفع کر دے اور دوسرا عضو ان مادوں کو حاصل کر کے متورم ہو جائے اکثر بالائی عضو سے خراب مادہ زیریں عضو کی طرف آکر جمع ہو کر ورم کا سبب بن تا ہے۔ اس طرح سے مادہ کا منتقل ہونا نزلہ کی اصطلاح سے یاد کیا جاتا ہے۔ ورم کے اسباب کے بارے میں شیخ نے ایک بات یہ بھی بتائی ہے کہ بعض اوقات جسم کے اندر ردی مواد موجود تو ہوتے ہیں لیکن وہ بدن کے اچھے مواد کے زیر اثر دبے رہتے ہیں لیکن اگر کسی وجہ سے جسم کے اندر سے یا اچھے مواد خارج ہو جائیں جیسا کہ استفراغ کی بعض صورتوں میں ہوتا ہے تو یہ ردی مواد اپنا عمل شروع کر دیتے ہیں طبیعت ان ردی مادوں سے تکلیف محسوس کرتی ہے۔ اور ان کو جسم سے دفع کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ان مواد کے دفعیہ کا رخ زیادہ تر جلد کی طرف ہوتا ہے۔ اور اس وجہ سے جلد پر دوسرے امراض کے بنسبت اورام اور بثور زیادہ رونما ہوتے ہیں، چنانچہ اکثر اوقات بیماریوں کے نتیجہ میں جلدی امراض ثانوی طور پر رونما ہوتے ہیں۔

اقسام اورام

اورام کی تقسیم مختلف حیثیتوں سے کی گئی ہے۔ پہلی تقسیم جن مادوں سے ورم پیدا ہوتا ہے اس لحاظ سے کی گئی ہے اور یہ تقسیم زیادہ بہتر خیال کی گئی ہے۔ بلحاظ مواد ورم کو چھ قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ ورم صفراوی ۲۔ ورم دموی ۳۔ ورم بلغمی ۴۔ ورم سوداوی ۵۔ ورم مائی ۶۔ ورم ریحی۔

اورام کی دوسری تقسیم کیفیات کے لحاظ سے کی گئی ہے۔ کیفیات کے لحاظ سے اورام کی دو تقسیم کی گئی ہیں۔ ۱۔ ورم حار ۲۔ ورم بارد

۱۔ **اورام حار** ورم حار میں صرف وہی ورم شامل نہیں ہے جو کہ خون وصفرا سے پیدا ہوتے ہیں، بلکہ یہ ہر وہ مادے سے پیدا ہوسکتا ہے جس کا جوہر حار ہو جس میں عفونت کی وجہ سے حرارت پیدا ہوگئی ہو۔

ورم حار جب خالص صفرا کی وجہ سے ہوتا ہے تو اسے ورم حمرہ کہتے ہیں اور خالص ورم دموی کو فلغمونی کہتے ہیں۔ خالص صفرا اور خالص خون کی وجہ سے یہ ورم عام طور سے نہیں ہوتے بلکہ دونوں آپس میں ملے جلے رہتے ہیں اسی صورت میں یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ کس خلط کا غلبہ ہے اگر صفرا کا غلبہ ہوتا ہے تو اسے حمرہ فلغمونی اور اگر خون کا غلبہ ہوتا ہے، تو اسے فلغمونی حمرہ کہتے ہیں۔ جب ان اورام میں پیپ پڑ جاتی ہے تو اسے خراج (پھوڑا) کہتے ہیں۔

ورم حار کے درجات ورم حار کے چار درجات ہیں۔

۱۔ **درجۂ ابتدا** اس حالت میں خلط یا مادہ مقامِ ورم کی طرف آنے لگتا ہے اور ورم کا اظہار شروع ہو جاتا ہے۔

۲۔ **درجۂ تزید** اس درجہ میں ورم کا حجم بڑھنے لگتا ہے اور اس میں زیادتی ہوتی رہتی ہے اس درجہ میں بھی مادہ کی آمد جاری رہتی ہے۔

۳۔ **درجۂ انتہا** اس حالت کو درجہ وقوف بھی کہا جاتا ہے اس لئے اس درجہ میں ورم اپنی انتہائی حالت پر پہنچ کر رک جاتا ہے۔

۴۔ **درجۂ انحطاط** اس درجہ میں ورم گھٹنے لگتا ہے اور کم ہونے لگتا ہے۔

ورم حار کا انجام ورم حار کے تین انجام ہو سکتے ہیں، ۱۔ مادہ نضج پاکر تحلیل ہو جائے ۲۔ مادہ میں پیپ پڑ جائے۔ ۳۔ ورم صلابت کی طرف منتقل ہو جائے۔

۲۔ **ورم بارد** اس میں چار قسم کے اورام شامل ہیں۔

۱۔ اورام بلغمیہ ۲۔ اورام سوداویہ ۳۔ اورام مائیہ ۴۔ اورام ریحیہ

۱۔ **اورام بلغمیہ** یہ اورام بلغمی مادہ سے پیدا ہوتے ہیں اور ان کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ ورم رخو (نرم ورم) ۲۔ سلعات رخو (نرم رسولیاں)

ورم رخو میں بلغمی مادہ اعضاء کی ساخت کی رخنوں و خلاؤں میں گھسا رہتا ہے۔ جس کی وجہ

سے اس کی حدود کا تعین کرنا مشکل ہوتا ہے لیکن اس کے برخلاف سلعات (رسولیاں) اپنے غلاف میں ہوتی ہیں۔ اور آس پاس کے اعضاء سے الگ رہتی ہیں۔

موسم سرما میں زیادہ تر ورم بلغمی ہوتے ہیں اور بعض اوقات اورام حارہ کی علامات بھی ورم بلغمی سے مشابہ ہوتی ہیں، بلغمی ورم مادہ کی غلظت اور رقت کی لحاظ سے مختلف ہوسکتے ہیں بعض اوقات غلیظ بلغمی مادہ کے نتیجہ میں عارض ہونے والے ورم کا سوداوی ورم سے اشتباہ ہوسکتا ہے۔ اور رقیق بلغم کی وجہ سے پیدا ہونے والا ورم اورام مائی یا ریحی کی طرح رقیق و لطیف ہوسکتا ہے اس اعتبار سے بلغمی اورام بھی نرم یا سخت ہوسکتے ہیں۔

۲۔ اورام سوداویہ یہ اورام سوداوی مادہ سے پیدا ہوتے ہیں سوداوی اورام سخت ہوتے ہیں اور صلابت ان کی خاص علامت ہے یہ اورام ابتدا سے ہی سوداوی قسم کے ہوتے ہیں لیکن بعض اوقات ورم کی ابتدا کسی دوسرے مادہ سے ہوتی ہے اور بعد میں وہ سوداوی ورم کی طرف منتقل ہو جاتا ہے مثلاً دموی اورام سخت ہو جائیں اور سودا کی طرف منتقل ہو جائیں اس طرح کے اورام کو سوداوی دموی کہتے ہیں یا بعض اوقات بلغمی اورام بھی سخت ہو جاتے ہیں اور ان کا مادہ سوداوی ہو جاتا ہے اس قسم کے اورام کو ورم سوداوی بلغمی کہتے ہیں۔ سوداوی اورام تین طرح کے ہوتے ہیں۔

۱۔ ورم صلب ۲۔ ورم سرطان ۳۔ غدد (گلٹیاں) وسلعات (رسولیاں)

۱۔ ورم صلب یہ آس پاس کی ساختوں سے پیوست ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان کو آسانی کے ساتھ حرکت نہیں دی جا سکتی اور اگر پکڑ کر ہلایا جائے تو ان کے ساتھ اس کے آس پاس کے اعضاء بھی حرکت کرتے ہیں۔ ورم صلب میں درد نہیں ہوتا بلکہ بے حسی پائی جاتی ہے۔ یہ محدود ہوتا ہے۔

۲۔ سرطان یہ بھی ورم کی طرح آس پاس کی ساختوں سے پیوست ہوتا ہے تاہم یہ متحرک ورم ہے۔ جو تیزی سے بڑھتا ہے اس کی جڑیں ہوتی ہیں جو آس پاس کی ساختوں میں پیوست رہتی ہیں۔ اس میں درد بھی ہوتا ہے۔ لیکن بعض اوقات یہ آس پاس کی ساختوں کو مردہ کر دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہاں کی حس ختم ہو جاتی ہے اور ورم صلب کے مقابلے میں زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔

۲۔ **غدد و سلعات** غدد و سلعات (گلٹیاں اور رسولیاں) آس پاس کے ساختوں سے الگ ہوتے ہیں تو ٹٹولنے پر آسانی سے آس پاس کی ساختوں سے جدا طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے جیسے سادہ گلٹیاں۔ خنازیر وغیرہ۔

بعض اوقات اوتار وغیرہ کے اوپر کچھ گرہیں (گانٹھ) پیدا ہو جاتی ہیں جو عصبی جوہر کی ہوتی ہیں غدد اور رسولیوں کو آپس میں فرق اس طرح کرتے ہیں کہ غدد اور رسولیوں کو جب دبایا جاتا ہے تو وہ دباؤ کو قبول نہیں کرتیں جبکہ نعقد عصبی اپنی جگہ عضو طبی سے قائم رہتا ہے۔ ہلانے سے نہیں ہلتا اس کا لمس عصبی ہوتا ہے اگرچہ دبایا جائے تو دبنے کے بعد پھر اپنی اصلی حالت پر لوٹ آتا ہے۔ البتہ دباؤ کے علاوہ جب کسی دوا وغیرہ سے منتشر کر دیا جاتا ہے تو نہیں لوٹتا اور یہ اکثر تکان اور حرکت کی زیادتی سے ہوتا ہے۔

۳۔ **اورام مائی** وہ مائی وہ اورام کہلاتے ہیں جن میں مادہ کے طور پر پانی جیسی رطوبت ہوتی ہے یہ رطوبت عضو کی تجاویف میں جمع ہو کر ورم کا سبب بنتی ہے، مثلاً استسقاء زقی اور قیلہ مائیہ اجتماع الماء فی الرأس اور ذات الجنب رطوبی ان امراض میں جو مادہ پایا جاتا ہے وہ خالص پانی نہیں ہوتا بلکہ یہ وہ رطوبت ہے جو عروق دمویہ سے مترشح ہوتی ہے اس کا قوام پانی سے زیادہ گاڑھا ہوتا ہے لیکن چونکہ پانی کی طرح شفاف ہوتا ہے اس لئے اطبا اس قسم کے اورام کو اورام مائیہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

۴۔ **اورام ریحی** یہ اورام کسی عضو میں ریاح کے جمع ہونے سے پیدا ہوتے ہیں۔ ریحی اورام کا مادہ ہوائی اور ریاح ہوتا ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ تہبج (بھربھراہٹ) ۲۔ نفخہ (اپھارہ)

۱۔ **تہبج** تہبج کی صورت میں ریاح اعضاء کے رخنوں و خلاؤں میں عضو کے جوہر کے ساتھ مخلوط اور ملی ہوتی ہے اور مقام تہبج کو چھونے سے نرم محسوس ہوتا ہے اور دبانے سے آسانی سے دب جاتا ہے یعنی اس مقام پر گڑھا پڑ جاتا ہے جو تھوڑی دیر بعد میں سابقہ حالت پر واپس آجاتا ہے۔

۲۔ **نفخہ** اس شکل میں ریاح کسی جوف میں ایک جگہ اکٹھا ہوتی ہے اور دباؤ و تناؤ پیدا کرتی ہے اور مقام نفخ دباؤ کا مقابلہ کرتا ہے اور آسانی سے دبتا نہیں ہے۔

بثور

بثور (پھنسیاں) دراصل چھوٹے چھوٹے اورام ہیں اور اس لئے یہ بھی ورم کی طرح مرض مرکبہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اورام کی طرح بثور کی بھی مادہ کے لحاظ سے چھ اقسام ہیں۔

۱۔ **بثور دموی** مثلاً جدری (چیچک) کا مادہ دموی ہوتا ہے۔

۲۔ **بثور صفراوی** مثلاً شرائے صفراوی (پتی) اور جاؤرسیہ۔ شرائے صفراوی سے مراد ایسی پتی جس کا سبب صفرا ہو اور جاؤرسیہ وہ باریک باریک باجرہ کے سے دانہ ہوتے ہیں جن میں شدید شوزش ہوتی ہے۔ ان کا سبب بھی صفرا ہوتا ہے۔

۳۔ **بثور سوداوی** اس کی مثال ثالیل یعنی سیاہ رنگ کے مسے ہوتے ہیں

۴۔ **بثور بلغمی** اس کی مثال حسامیر ہیں یہ سفید رنگ کے چھوٹے چھوٹے دانے ہوتے ہیں جو کہ چہرے پر ہوتے ہیں جن کو کیل کہتے ہیں اس کا سر بڑا اور جڑ چھوٹی ہوتی ہے۔

۵۔ **بثور مائی** اس کی مثال نفاطات یعنی چھالے ہوتے ہیں۔

۶۔ **بثور ریحی** اس کی مثال بھی نفاطات ہیں یہ چھوٹے چھوٹے چھالے ہوتے ہیں۔ جن میں ریاح بھری ہوتی ہے۔

باب۔ ۶

اوقاتِ مرض

ہر مرض متغیر میں چار زمانے پائے جاتے ہیں مرض متغیر وہ کہلاتا ہے جو حالات صحت میں انسان کو لاحق ہو اور پھر اس کی اپنی زندگی ہی میں وہ مرض ختم ہو جائے چنانچہ اگر کوئی شخص بیماری کی حالت میں پیدا ہوا ہو تو وہ مرض متغیر نہیں کہلاتا۔ ایسی صورت میں ہو سکتا ہے، جب وہ شخص پیدا ہوا ہو تو اس وقت مرض انتہا پر ہو ایسی صورت میں زمانہ ابتدا یا زمانہ تزید کا پتہ نہیں چلے گا اسی طرح اگر کسی شخص کا مرض کے زمانہ تزید ہی میں انتقال ہو جائے تو مرض کے انتہا یا انحطاط کا زمانہ واقع نہیں ہوتا۔ اس طرح اس کو بھی مرض متغیر کے ذیل میں شمار نہیں کیا جا سکتا مرض متغیر کے چار زمانے مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ **زمانہ ابتدا** ابتدا سے مراد مرض کا وہ زمانہ ہے جس میں مرض شروع ہو جاتا ہے لیکن نمایاں طور پر ظاہر نہیں ہوتا اور اس میں مرض کی زیادتی واضح طور پر ظاہر نہیں ہوتی۔

۲۔ **زمانہ تزید** یعنی مرض کی بڑھوتری کا زمانہ اس میں مرض آہستہ آہستہ بڑھتا رہتا ہے۔

۳۔ **زمانہ انتہا** اس میں مرض اپنے آخری درجہ پر پہنچ کر رک جاتا ہے۔ اس میں نہ زیادتی ہوتی ہے نہ کمی۔

۴۔ **زمانہ انحطاط** اس حالت میں مرض آہستہ آہستہ زوال پذیر ہونے لگتا ہے اور کم ہوتے ہوتے بالکل ختم ہو جاتا ہے۔

مندرجہ بالا چاروں اوقات کی پھر دو شکلیں ہیں۔ ۱۔ اوقات جزیہ ۔ ۲۔ اوقات کلیہ

بعض امراض ایسے ہیں کہ وہ نوبت یا باری کی شکل میں ہوتے ہیں۔ مثلاً حمی اجامیہ (ملیریا بخار) یہ بخار روزانہ دوسرے تیسرے چوتھے دن باری سے آتا ہے اس بخار میں شروع ہونے سے لے کر ختم ہونے تک ان چاروں زمانوں کا اگر لحاظ کیا جائے تو ان کو اوقات کلیہ کہتے ہیں۔ مثلاً اگر پہلے دن بخار کی باری دو گھنٹہ تک رہی تو دوسرے دن چار گھنٹہ کے لئے اس طریقے پر پہلا دن مرض کا زمانہ ابتدا ہوگا۔ اس کے بعد والے دنوں میں زمانہ تزید ہوگا۔ اس کے بعد ہوسکتا ہے کہ بخار کی باری ۱۶، ۱۵ گھنٹے تک رہے تو یہ مرض کی انتہا ہوگی اس کے بعد روزانہ بخار کی باری کا وقت کم ہوتا چلا جائے گا تو یہ زمانہ انحطاط ہوگا۔

لیکن اس حالت میں صرف ایک باری کا لحاظ کیا جا سکتا ہے۔ جب مرض کی باری آتی ہے تو پہلے تھوڑی سی سردی لگتی ہے یہ مرض کی ابتدا رہے۔ اس کے بعد مریض کا درجۂ حرارت بڑھنے لگتا ہے یہ زمانہ تزید ہوا پھر بخار اپنی انتہا پر یعنی ۱۰۴-۱۰۵ تک پہنچ جائے یہ مرض کی انتہا ہوئی پھر بخار بالکل ختم ہونے لگے اور بالکل اتر جائے یہ مرض کا زمانہ انحطاط ہوا تو اس قسم کے اوقات کو اوقات جزیہ کہتے ہیں۔

مختصر طور پر یوں کہہ سکتے ہیں کہ جب پورے مرض کا لحاظ کیا جاتا ہے تو اس کو اوقات کلیہ کہتے ہیں اور جب مرض کی ایک باری کا لحاظ کیا جاتا ہے تو اس کو اوقات جزیہ کہتے ہیں۔

امراض کی وجہ تسمیہ

امراض کی وجہ تسمیہ درج ذیل ہیں

۱۔ کبھی امراض کا نام ان امراض کے سبب پر رکھا گیا ہے۔ مثلاً مالنخولیا کو مرض سوداوی کہا جاتا ہے کیوں کہ اس کا سبب سوداوی مادہ ہوتا ہے۔ (مالن یعنی سیاہ۔ خولیا یعنی صفرا یعنی سیاہ صفرا)

۲۔ کبھی مرض کا نام اس کی ماہیت اور ذات کے نام پر رکھا جاتا ہے جیسے حمیٰ اور اورام حمیٰ کے معنیٰ حرارت کے ہیں اور اورام کے معنیٰ پھولنے یا بڑھنے کے ہیں۔

۳۔ کبھی امراض کا نام ان اعضاء کے لحاظ سے رکھا جاتا ہے جن میں مرض پیدا ہوتا ہے جیسے ذات الریہ۔ ذات الجنب اور ذات الصدر وغیرہ یعنی پھیپھڑے کا مرض یا غشاء الریہ کا مرض ان امراض۔

میں چوں کہ یہی عضو متاثر ہوتے ہیں اس لیئے ان ہی اعضاء کے نام پر ان امراض کا نام رکھ دیا جاتا ہے۔

۴۔ کبھی مرض کا نام اس کے عرض کے نام پر رکھا جاتا ہے مثلاً صرع جس کے معنی گر پڑنے کے ہیں۔ چوں کہ مرگی (صرع) میں آدمی گر پڑتا ہے اس لیئے اس کو صرع کا نام دیا گیا۔

۵۔ کبھی امراض کا نام کسی مشابہت کی وجہ سے رکھا جاتا ہے۔ جیسے داء الاسد شیر کی بیماری کہتے ہیں داء الفیل میں مریض کا پیر ہاتھی کے پیر کے مانند موٹا ہو جاتا ہے اس لیئے اس کو داء الفیل یعنی ہاتھی کی بیماری کہتے ہیں۔

۶۔ کبھی مرض کے نام ان جگہوں کے نام پر رکھے جاتے ہیں جن علاقوں میں وہ امراض کثرت سے پائے جاتے ہیں مثلاً عرق مدنی یہ بیماری مدینہ کے آس پاس کے علاقوں میں کثرت سے پائی جاتی ہے۔ اس لیئے اس کو عرق مدنی کہا گیا ہے۔ قروح بلخیہ یہ قروح بلخ کے آس پاس کافی پایا جاتا ہے اس لیئے اس کو وہاں کی مناسبت سے قروح بلخیہ کہا گیا ہے۔

۷۔ کبھی مرض کا نام اس شخص کے نام پر رکھا جاتا ہے جسے سب سے پہلے وہ مرض ہوا ہو۔ مثلاً قرحہ طیلانسیہ۔ طیلانس نام کے ایک شخص کو یہ مرض سب سے پہلے ہوا تھا۔

۸۔ کبھی مرض کا نام ان اشخاص کے نام پر رکھا جاتا ہے جنہیں اس کے علاج میں کمال حاصل تھا مثلاً قرحہ خیرونیہ۔ خیرون نام کے ایک طبیب کے نام پر رکھا گیا ہے جو کہ اس کے علاج کا ماہر تھا۔

امراض ظاہرہ و باطنہ بعض امراض بیرونی ہوتے ہیں جن کو امراض ظاہرہ کہا جاتا ہے جنہیں دیکھ کر، چھو کر آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے مثلاً جلد کے امراض پھوڑے، پھنسیاں اور جذام وغیرہ۔

اس کے برخلاف بعض امراض اندرونی یا باطنہ ہوتے ہیں جن کی دیکھ کر یا چھو کر بہ آسانی نہیں معلوم کیا جا سکتا۔ خواہ ان کا علامات کی مدد سے پہچاننا آسان ہو جیسے معدہ اور پھیپھڑے کا درد خواہ ان کا پہچاننا مشکل ہو مثلاً احشاء کے امراض باطنہ جن میں تکلیف نہیں ہوتی۔

امراض خاصہ و شرکی

امراض خاصہ اس کو مرض اصلی بھی کہتے ہیں یہ وہ مرض ہے جو کسی عضو میں اصلی طور پر

واقع ہو یعنی کسی دوسرے عضو کے مرض کی وجہ سے نہ ہو۔

امراض شرکیہ

وہ امراض ہیں جو کسی دوسرے عضو کی مشارکت سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس شرکت کی مندرجہ ذیل وجوہات ہوتی ہیں

۱۔ دونوں اعضاء طبعی طور پر کسی عضو کے ذریعہ آپس میں تعلق رکھتے ہوں مثلاً معدہ اور دماغ یہ عصب دائج کے ذریعہ ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔

۲۔ ایک عضو دوسرے عضو کے لئے راستہ ہوتا ہے جیسے ٹانگ کی کسی تکلیف کی وجہ سے کنج ران کے غدد متورم ہو جاتے ہیں۔

۳۔ دونوں عضو ایک دوسرے کے قریب اور پڑوس میں ہوتے ہیں مثلاً حلق و حنجرہ خصوصاً جبکہ ان میں ایک کمزور ہو تو وہ دوسرے اعضاء کے فضلات کو آسانی سے قبول کر لیتا ہے جیسے حلق کے متورم ہونے کی صورت میں حنجرہ کا متورم ہو جانا۔ اسی طرح بغل کے غدد بازو کے پاس ہیں اس لئے بازو کے امراض کے اثرات کو یا مادوں کو جلد قبول کر لیتے ہیں۔

۴۔ ایک عضو دوسرے عضو کے فعل کا مُبدیٔ ہو۔ جیسے پھیپھڑے کی حرکت دیافرغما کے حرکت کے طابع ہے اگر دیافرغما میں کوئی مرض لاحق ہو جائے جس سے اس کی حرکات متاثر ہو جائیں تو پھیپھڑوں کے افعال بھی متاثر ہو جاتے ہیں۔

۵۔ ایک عضو دوسرے عضو کا خادم ہو مثلاً اعصاب دماغ کے خادم ہیں اگر دماغ کسی مرض سے متاثر ہوتا ہے تو اس سے متعلقہ اعصاب بھی متاثر ہوتے ہیں اسی طرح عروق قلب کی خادم ہیں۔

۶۔ دونوں اعضاء کسی تیسرے عضو کی وجہ سے تعلق رکھتے ہوں خواہ یہ شرکت تشریحی لحاظ سے ہو یا فعل کے لحاظ سے ہو مثلاً دماغ۔ گردہ سے اس لئے شرکت و تعلق رکھتا ہے کہ اگر گردہ فضلات بولیہ کو خارج نہ کرے تو خون میں تسمم ہو کر اس کا اثر دماغ تک پہنچتا ہے۔

۷۔ گاہے شرکت کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایک عضو کے افراز کا تعلق دوسرے عضو کے فعل سے ہوتا ہے مثلاً جگر اور معدہ کی شرکت صفراوی افراز کے ذریعہ۔

مرض مسلم و غیر مسلم

مرض مسلم اس سے مراد وہ امراض ہیں جس کے علاج میں کوئی پیچیدگی اور رکاوٹ ڈالنے

والی چیز نہ ہو بالفاظ دیگر جس کے علاج میں کسی قسم کی دقت اور پریشانی نہ ہو۔

مرض غیر مسلم اس کے برخلاف جن امراض کا علاج یا جن حالات میں علاج مشکل ہو یعنی مرض کے علاج میں کوئی الجھن اور پیچیدگی لاحق ہو جس سے مناسب تدبیر و علاج کا موقع نہ مل سکے مثلاً استسقاء کی حالت میں بخار کا پایا جانا۔ استسقاء کا علاج اگر ادویہ حارہ سے کیا جائے تو بخار بڑھ جائے گا اور اگر علاج ادویہ باردہ سے کیا گیا تو استسقاء بڑھ جائے گا۔

امراض متعدیہ

یہ وہ امراض ہیں جو ایک شخص سے دوسرے شخص تک چھوت کے ذریعہ پہنچتے ہیں۔ مثلاً چیچک، ہیضہ، آتشک، سوزاک، سل اور نزلہ وبائی وغیرہ

امراض متوارثہ

یہ وہ امراض ہیں جو وراثت کے طور پر اولاد میں منتقل ہوتے رہتے ہیں مثلاً آتشک سوزاک رمد صرع اور جرب وغیرہ۔

امراض جنسیہ یا بلدیہ

یہ وہ امراض ہیں جو کسی خاص خاندان یا مخصوص علاقے کے لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً کالا آزار آسام و بنگال میں زیادہ واقع ہوتا ہے۔ گردے و مثانے کی پتھری ریگستانی علاقوں مثلاً راجستھان میں کثیر الوقوع ہے۔

امراض حادہ و مزمنہ

مدت اور شدت کے لحاظ سے امراض کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ **امراض حادہ** یہ وہ امراض ہیں جن کی مدت تھوڑی اور عوارض و علامات شدید ہوتے ہیں اور جن میں ہلاکت کا خطرہ ہو مثلاً ہیضہ ذات الریہ برسام وغیرہ،

اس کی بھی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ حاد کامل ۲۔ حاد متوسط ۳۔ حاد مطلق ۴۔ حاد منتقل

چنانچہ حاد کامل کی مدت زیادہ سے زیادہ چودہ دن حاد متوسط کی سات دن حاد مطلق کی ۱۲۔ دن اور حار منتقل کی مدت ۴۰ ۔ ۲۱ دن ہوتی ہے۔ اس درمیان عام طور سے شفایابی یا ہلاکت ہو جاتی ہے۔

۲۔ **امراض مزمنہ** یہ وہ امراض ہیں جو زیادہ عرصہ تک قائم رہتے ہیں۔ عوارضات خفیف اور قابل برداشت ہوتے ہیں اور انجام کے لحاظ سے غیر مہلک بھی ہو سکتے ہیں اور مہلک بھی مثلاً جذام۔ دق۔ فیل پا وغیرہ۔

انتقال امراض

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی مرضی مادے کا کسی دوسرے مرض کی شکل میں ظاہر ہونا یا کسی مرض کا دوسری مرضی شکل اختیار کر لینا بعض اوقات انتقال مرض کی یہ صورت مفید ہوتی ہے اور دوسرے امراض کے لئے شفا کا باعث ہوتی ہے جیسے تپ ربع بعض اوقات۔ مرگی۔ نقرس۔ داء الرقص وجع المفاصل اور تشنج سے نجات بخش دیتا ہے اسی طرح کبھی اسہالی مرض سے ربو۔ ذات الجنب دور ہو جاتے ہیں اور کبھی مقعد کے عروق کے کھل جانے سے (جیسا کہ بواسیر میں ہوتا ہے) سوداوی امراض کو ہے۔ گردے اور رحم کے اوجاع اور دیگر امراض میں فائدہ ہو جاتا ہے۔

لیکن کبھی ایک مرض کی دوسری مرض کی طرف منتقلی خطرناک ثابت ہوتی ہے جیسے ذات الجنب کا ذات الریہ کی طرف منتقل ہونا۔

بدن میں صحت و مرض کے درجات

۱۔ نہایت تندرست بدن

۲۔ بدن جو صحت مند ہو تاہم تندرستی پورے درجہ کی نہ ہو۔

۳۔ بدن جو نہ صحت مند ہو۔ نہ ہی مریض۔

۴۔ بدن جس میں مرض کو آسانی سے قبول کرنے کی استعداد و صلاحیت ہو۔

۵۔ بدن جو معمولی درخفیف طور پر مرض میں مبتلا ہو۔

۶۔ مریض بدن جس میں پورے طور پر مرض کا تسلط ہو۔

امراضِ زینت

اس میں وہ چند حالتیں شامل ہیں جن کا تعلق حسن و جمال یعنی خوبصورتی یا بدصورتی سے ہے یہ ایسی چیزیں ہیں جو حقیقتاً امراض میں شامل نہیں ہیں۔ یعنی مرض کی تعریف ان پر صادق نہیں آتی تاہم امراض کی تشخیص اور ان کو پہچاننے میں ان سے مدد ملتی ہے اس لئے ان کو امراض کے ذیل میں شمار کیا جاتا ہے ان کا تعلق چار چیزوں سے ہے۔

۱۔ بال ۲۔ بدن کا رنگ ۳۔ بو ۴۔ سحنہ (ڈیل ڈول)

۱۔ **بال** بال کی مختلف شکلیں دیکھنے میں آتی ہیں جن کا تعلق بالوں کے امراض سے ہے۔

۱۔ **تناثر** اس حالت میں بال تھوڑی تھوڑی جگہ سے اڑ جاتے ہیں جیسا کہ بلے عرصے تک بیمار رہنے کے بعد ہوتا ہے۔

۲۔ **تمرط** اس میں بال ایک ہی مقام سے اس قدر گر جاتے ہیں کہ اصل جلد نکل آتی ہے جیسے کہ داء الثعلب میں ہوتا ہے۔

۱۔ **قصرِ شعر** بالوں کا چھوٹا ہونا۔

۴۔ **قلتِ شعر** بالوں کا کم ہونا۔

۵۔ **رقتِ شعر** بالوں کا باریک ہونا۔

۶۔ **غلظتِ شعر** بالوں کا موٹا ہونا۔

۷۔ **شقاقِ شعر** بالوں کا پھٹ جانا۔

۸۔ **افرادِ جعودت** بالوں کا زیادہ گھنگھریالہ ہونا۔

۹۔ افراط سبوطت | بالوں کا طبعیٔ حالت سے زیادہ سیدھا ہو جانا۔

۱۰۔ شیب شعر | بالوں کا وقت سے پہلے سفید ہو جانا۔

۱۱۔ بالوں کی رنگت میں کسی اور قسم کی تبدیلی کا پیدا ہونا۔

۲۔ جلدی رنگ | بدن کے رنگ پر امراض کی چار کیفیات خاص طور سے اثرانداز ہوتی ہیں۔

۱۔ سوء مزاج | سوء مزاج کی وجہ سے جلد کے رنگ میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے یہ سوء مزاج چاہے مادی ہو جیسا کہ یرقان اصفر کی صورت میں رنگ زرد ہو جاتا ہے اور سوء مزاج سادہ مثلاً برودت کی زیادتی کی صورت میں جلد کا رنگ جصبی رچونے سے جیسا سفید ہو جاتا ہے۔

۲۔ اسباب بادیہ کی وجہ سے بدن کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے جیسے لو۔ ٹھنڈا اور مختلف قسم کی ہواؤں کی وجہ سے بدن کی رنگت میں تبدیلی آجاتی ہے۔

۳۔ جلد پر بعض رنگدار دھبوں کا آجانا مثلاً بہق۔ برص۔ خیلان (تل) نمش یعنی سیاہ رنگ کے دھبے۔ برش (چھوٹے چھوٹے سیاہ سرخی مائل نقطے جو عموماً چہرے پر پیدا ہو جاتے ہیں) اور کلف (چہرے کے رنگ کا سیاہی مائل ہو جانا)

۴۔ تفرق اتصال اور دوسرے زخموں کے اندمال کے نتیجہ میں جو نشانات جلد پر باقی رہ جاتے ہیں چیچک وغیرہ کے نشانات بھی اس میں شامل ہیں۔

۳۔ بو | جسم کے بعض حصوں سے کئی دفع مختلف قسم کی بوئیں آنی لگتی ہے مثلاً بعض اوقات صفرا یا سودا کے غلبہ کی صورت میں پسینہ بدبودار خارج ہوتا ہے اور بدن سے بو آنے لگتی ہے اسی طرح کان۔ ناک وغیرہ کے زخموں کی صورت میں جب اس میں پیپ پڑ گئی ہو تو بدبو آنے لگتی ہے بعض صورتوں میں منہ سے بدبو آنے لگتی ہے مثلاً مسوڑھوں میں پیپ پڑنے کی صورت میں اتساع شعب کی بعض حالتوں میں بھی منہ سے بدبو آنے لگتی ہے۔

۴۔ سحنہ | ڈیل ڈول کا تعلق بھی امراض زینت سے ہے۔ اگر زیادہ موٹا ہو تو اسے سمن مفرط اور اگر لاغر یعنی زیادہ پتلا ہو تو اسے ہزال کہتے ہیں۔

باب ۔ ۷

اسباب ستہ ضروریہ

اسباب ستہ ضروریہ دراصل وہ اسباب ہیں جو زندگی کے لیے لازم ہیں اور جس کے بغیر انسان کی زندگی برقرار نہیں رہ سکتی۔ ان کو ستہ ضروریہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی تعداد چھ ہے اور عربی میں ستہ چھ کو کہتے ہیں۔

۱۔ ہوا۔
۲۔ ماکول و مشروب۔
۳۔ حرکت و سکون بدنی۔
۴۔ حرکت و سکون نفسانی۔
۵۔ نوم و یقظہ (سونا جاگنا)
۶۔ استفراغ و احتباس۔

ہوا

۱۔ **ہوا** ہوا ہمارے چاروں طرف موجود ہے اور اس میں ہم سانس لیتے ہیں بدنِ انسانی کے اعضاء اور روح کے لیے ایک عنصر ہے یعنی جس طرح یہ ہوا اعضاء کی ترکیب و ساخت میں شریک ہوتی ہے اسی طرح روح کے بنانے میں بھی شریک ہوتی ہے۔ اور یہ روح کو بذریعہ تنفس پہنچتی رہتی ہے اور روح کی اصلاح کا سبب بنتی ہے اور اس کے ذریعہ روح کی تعدیل ہوتی ہے یہ تعدیل دو افعال سے پوری ہوتی ہے۔

۱۔ ترویح ۲۔ تنقیہ

۱۔ **ترویح** ترویح سے مراد روح کے گرم مزاج کو اعتدال میں لانا ہے۔ اور اس کی گرمی کو توڑنا ہے روح کے بند ہو جانے یا گھٹ جانے یا ریاضت یا

غصہ کی وجہ سے روح میں گرمی بڑھ جاتی ہے۔ اور تازہ ہوا کو اندر جذب کرنے سے تعدیل حاصل ہوتی ہے۔ بیرونی ہوا روح کے طبعی مزاج کے مقابلے میں بہت بارد ہوتی ہے اس لئے یہ ہوا روح میں شامل ہوتی ہے تو روح کو ناریت احتقانیہ میں تبدیل ہونے سے روکتی ہے۔

۲۔ **تنقیہ** تنقیہ کے معنی صاف کرنے کے ہیں تنقیہ کے ذریعہ روح کی تعدیل اس طرح ہوتی ہے کہ سانس جب باہر خارج ہوتا ہے تو ہوا کے ساتھ بخارات دخانیہ یعنی فضلات روح بھی خارج ہو جاتے ہیں۔ یہ بخارات دخانیہ جسم میں فضلات کی طرح ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا تنقیہ ہونا ضروری ہوتا ہے ان کے باہر نکلنے کے بعد پھر نئی ہوا ان کی جگہ لے لیتی ہے جو حیات بخش ہوتی ہے۔ ہوا جب تک معتدل اور صاف رہتی ہے اور اس کے ساتھ روح کے مزاج کے خلاف کوئی چیز شامل نہیں ہوتی اس وقت تک وہ صحت کی محافظ ہوتی ہے اور جب متغیر ہو جاتی ہے تو پھر نہ صحت کو قائم رکھتی ہے اور نہ ہی صحت کی حفاظت کرتی ہے۔

ہوا میں تین قسم کے تغیرات رونما ہوتے ہیں۔

۱۔ طبعی تغیرات

۲۔ غیر طبعی تغیرات

۳۔ وبائی تغیرات

۱۔ **ہوا کے طبعی تغیرات** اس سے مراد تغیرات ضروریہ یعنی موسمی تغیرات ہیں۔ جیسے گرمی، سردی اور دوسرے موسموں میں ہوا کے مزاج میں ایک خاص نوع کی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔

طبائع فصول (موسموں کے مزاج) فصول (موسم) چار ہوتے ہیں ان چاروں موسموں میں ہوا کے مزاج میں کوئی ایک خاص قسم کی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔

۱۔ موسم ربیع۔

۲۔ موسم صیف۔

۳۔ موسم خریف۔

۴۔ موسم شتا۔

۱۔ **موسم ربیع** یہ بہار کا زمانہ ہوتا ہے اس کا مزاج معتدل ہوتا ہے۔ اس میں نہ زیادہ سردی ہوتی ہے اور نہ ہی زیادہ گرمی۔ اس میں درختوں میں نشو ونما شروع ہو جاتی ہے یہ موسم تقریباً ڈیڑھ ماہ کا ہوتا ہے۔

یہ موسم اگر اپنے مزاج پر قائم رہے تو بہترین اور افضل ہوتا ہے اس کا مزاج روح اور خون دونوں کے مزاج کے لئے مناسب ہے اور بدن کے رنگ کو سرخ کر دیتا ہے کیونکہ یہ خون کو اعتدال کے ساتھ جلد کی طرف جذب کراتا ہے۔

موسم ربیع میں وہ مواد حرکت میں آ جاتے ہیں جو سردی میں ٹھنڈ کے اثر سے بدن میں بند ہو جاتے ہیں اس لئے امراض مزمنہ ہیجان میں آ جاتے ہیں اس طرح جن لوگوں کے بدن میں غذا کی زیادتی اور ریاضت کی کمی سے موسم سرما میں اخلاط و مواد بکثرت جمع ہو جاتے ہیں۔ وہ لوگ ان مواد سے پیدا ہونے والے امراض کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ کیوں کہ موسم ربیع ان مواد کو تحلیل کرتا ہے اور حرکت میں لے آتا ہے۔

امراض ربیع

۱۔ رعاف (نکسیر)
۲۔ اسہال دموی۔
۳۔ نفث الدم۔
۴۔ فالج۔
۵۔ وجع المفاصل۔
۶۔ مالیخولیا۔
۷۔ اورام۔
۸۔ خناق وغیرہ۔

موسم ربیع میں امراض پیدا ہونے کے دو اسباب ہیں۔

۱۔ بدنی یا نفسانی حرکات کی زیادتی ۲۔ اشیاء کے استعمال کی کثرت۔

امراض ربیع سے بچنے کے لئے غذا اور شراب میں کمی کی جائے فصد و دوسرے استفراغ کرائے جائیں اور محرکات میں کمی مفید ہے۔

۲۔ **موسم صیف۔ (موسم گرما)** اس کا مزاج حار یابس ہوتا ہے کیوں کہ اس موسم میں آفتاب کی شعاعیں تیز ہوتی ہیں جس سے حرارت بڑھ جاتی ہے اور حرارت کی زیادتی کی وجہ سے رطوبتیں تحلیل ہو جاتی ہیں۔ ہوا جس کا جوہر لطیف ہوتا ہے اور اس میں بخارات مائیہ نہیں ہوتے جس کی وجہ سے ہوا کی طبیعت آگ کی طبیعت کے مانند ہو جاتی ہے ہوا میں خشکی ہوتی ہے یہ موسم خلط اور روح کو تحلیل کرتا ہے اور تحلل کی وجہ سے قویٰ اور افعال کمزور ہو جاتے ہیں۔ اس سے خون اور بلغم میں کمی واقع ہوتی ہے اور اس وجہ سے صفراء میں اضافہ ہو جاتا ہے لیکن اس موسم کے آخری حصہ میں گرمی کی وجہ سے (رقیق اجزاء تحلیل ہونے کی وجہ سے) سوداء زیادہ ہو جاتا ہے اس موسم میں مرض کی مدت بھی کم ہو جایا کرتی ہے۔ کیوں کہ گرم ہوا کی وجہ سے مادہ مرض جلد نضج پا جاتا ہے اور مواد مرض سانی سے تحلیل ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر بدنی قوت کم ہو جائے تو ہوا کی حرارت ضعف کو مزید بڑھا دیتی ہیں۔ جس سے مرض شدید ہو جاتا ہے۔

لیکن جب یہ موسم مرطوب ہوتا ہے تو امراض کی مدتیں طویل ہو جاتی ہیں اس وجہ سے ایسے موسم میں پیدا ہونے والے زخم دیر میں مندمل ہوتے ہیں۔

۲۔ **امراض صیف** یہ وہ امراض ہیں جو انتہائی گرمی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً۔

۱۔ حمیٰ غب۔
۲۔ حمیٰ مطبقہ۔
۳۔ حمیٰ محرقہ۔
۴۔ آشوب چشم۔
۵۔ سرخ بادہ۔
۶۔ بثور صفرا۔
۷۔ لاغری۔

ان کے علاوہ جلد پر خشونت اور یبوست پیدا ہوتی ہے پسینہ زیادہ آتا ہے خسرہ چیچک وغیرہ امراض بھی ہو سکتے ہیں صفراوی مزاج والوں کو یہ بہت مضر ہے اس کے علاوہ امراض سوداویہ بھی پیدا ہو سکتے ہیں جو کہ صفرا کے احتراق سے ہوتے ہیں۔

۳۔ موسم خریف یہ وہ زمانہ ہوتا ہے جو زیج کے مقابل ہوتا ہے اس میں درختوں کے پتے گرنے شروع ہو جاتے ہیں یہ موسم بھی تقریباً ڈیڑھ ماہ کا ہوتا ہے اس موسم میں ہوا بدلتی رہتی ہے رات اور صبح کو ٹھنڈ ہو جاتی ہے اور دوپہر کے وقت ہوائیں گرم آجاتی ہے اس موسم میں بیماریاں بکثرت ہوتی ہیں جن کے اسباب حسب ذیل ہیں۔

۱۔ دن کی گرمی اور رات کی سردی سے جسمانی افعال کا نظام بگڑ جاتا ہے کیوں کہ بدن ایک کیفیت سے مناسبت پیدا نہیں کر پاتا اور اس کی ضد کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

۲۔ موسم خریف سے قبل موسم صیف میں قوئی کمزور ہو جاتے ہیں اور اس پر خریف کے متضاد کیفیت امراض پیدا کرنیکا سبب ہے۔

۳۔ اس موسم میں پھل بکثرت پیدا ہوتے ہیں جو زیادتی رطوبت کے باعث اخلاط کو فاسد کر دیتے ہیں۔

۴۔ اخلاط کے لطیف اجزاء تحلیل ہو جاتے ہیں اور کثیف اجزاء باقی رہ جاتے ہیں جو محرق ہو کر باعث امراض ہوتے ہیں۔

۵۔ خون کی مقدار کم ہو جاتی ہے اور صفراء سوداکی زیادتی ہو جاتی ہے۔

امراض خریف

۱۔ جرب وحکہ
۲۔ قوبا (داد)
۳۔ سرطان
۴۔ قروح خبیثہ
۵۔ وجع المفاصل
۶۔ عسر البول
۷۔ تقطیر البول
۸۔ زلق الامعاء
۹۔ عرق النساء
۱۰۔ ورم لوزتین

۱۱۔ دیدانِ شکم

۱۲۔ عظمِ طحال

تیز گرمی پڑنے کے بعد خریف میں چیچک اور جنون کی بھی شکایت واقع ہوتی ہے اس کے علاوہ سل اور دق کے لوگوں کی حالت خراب ہو جاتی ہے۔

۴۔ موسم شتاء۔ (موسم سرما) اس موسم کا مزاج بارد رطب ہوتا ہے ہضم کے لئے بہت اچھا موسم ہے۔ اس کی متعدد وجوہات ہیں۔

۱۔ سردی حرارت غریزیہ کو جسم کے اندر بند کر دیتی ہے اس سے حرارت قوی ہو جاتی ہے تحلیل نہیں ہوتی اور ہضمِ غذا پر قادر ہو جاتی ہیں۔

۲۔ ایسے پھل جن میں مائیت زیادہ ہوتی ہے جیسے تربوز۔ خربوزہ۔ ککڑی اور کھیرا وغیرہ نہیں پائے جاتے ہیں جن سے رطوبت نہیں بڑھنے پاتی نیز خشک میوے بہت پیدا ہوتے ہیں اور زیادہ مقدار میں استعمال کئے جاتے ہیں جو رطوبت کم پیدا کرتے ہیں اور حرارت زیادہ۔

۳۔ عموماً مقوی اور گرم غذائیں زیادہ استعمال کی جاتی ہیں مثلاً انڈا حلوہ میوہ جات جن سے بدن کا تغذیہ زیادہ ہوتا ہے اور بدن میں حرارت زیادہ پیدا ہوتی ہے۔

۴۔ لوگ گرم کپڑے زیادہ پہنتے ہیں اور گرم مقامات میں رہنے سے جسم گرم رہتا ہے۔

۵۔ محنت اور مشقت زیادہ کر سکتے ہیں جس سے حرارت زیادہ پیدا ہو سکتی ہے۔

۶۔ موسم سرما صفرا کی حدت خاص طور پر ختم کرتا ہے۔

۷۔ دن چھوٹے اور راتیں بڑی ہوتیں ہیں جس کی وجہ سے استحالہ اچھا ہوتا ہے۔

امراض شتاء اس موسم میں بلغمی امراض کی کثرت ہوتی ہے مثلاً نزلہ۔ زکام ذات الجنب۔ ذات الریہ۔ اس موسم میں جو قے ہوتی ہے اس میں بلغم زیادہ خارج ہوتا ہے۔

۱۔ وجع الظہر

۲۔ امراض اعصاب

۳۔ صداع مزمن

۴۔ سکتہ

۵۔ صرع پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح پیشاب کی مقدار بھی زیادہ ہوتی ہے بوڑھے بارد مزاج

اور ضعیف القویٰ لوگوں کو موسم سرما موافق نہیں ہوتا۔

اچھی ہوا

جید الجواہر (اچھے جوہر والی) ہوا وہ ہے جو پاک وصاف ہو اور اس کے ساتھ سڑی ہوئی ہوائیں اور بخارات یا دخانات کے قسم کی کوئی بیرونی چیز شامل نہ ہو۔ ہوا جب تک معتدل اور صاف رہتی ہے جب تک اس کے ساتھ کوئی جوہر غریب جو جوہر روح کے منافی اور مخلف شامل نہ ہو اس وقت تک ہوا خوشگوار اور محافظ صحت رہتی ہے اور جب یہ متغیر ہو جاتی ہے تو نہ پھر صحت کو قائم رکھتی ہے اور نہ صحت کی حفاظت کرتی ہے اچھی ہوا کے لئے ضروری ہے کہ وہ آسمان کے لئے کھلی ہوئی ہو۔ دیواروں اور مکانوں میں گھری ہوئی یا بند نہ ہو اور نہ اس کے ساتھ فاسد اجزا اور سانس سے باہر نکالی ہوئی ہوا شامل ہو۔

ہوا کی کیفیات

گرم ہوا رطوبات وارواح کو تحلیل کرتی ہے اعضاء کو ڈھیلا کرتی ہے اگر ہوا کی گرمی اور معتدل ہو تو باہر کی طرف خون جذب کر کے بدن کے رنگ کو سرخ کرتی ہے اگر گرمی زیادہ ہو تو یہ بدن کے رنگ کو زرد بناتی ہے کیونکہ جو خون جذب ہو کر باہر آتا ہے اسے تحلیل کر دیتی ہے اور ایسی گرم ہوا پسینہ زیادہ لاتی ہے۔ پیشاب کم کر دیتی ہے۔ ہضم ضعیف کرتی ہے اور پیاس زیادہ لگاتی ہے۔

ٹھنڈی ہوا بدن کو سخت کرتی ہے ہضم کو قوی کرتی ہے پیشاب زیادہ لاتی ہے براز کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس ہوا سے ہضم اچھا ہوتا ہے جس سے فضلات کم بنتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ غذا کا انجذاب بھی خوب ہوتا ہے۔ جس سے براز کی مقدار گھٹ جاتی ہے برودت کی وجہ سے امعاء مستقیم اور عضلات مقعد سکڑے ہوئے اور منقبض رہتے ہیں جس سے براز آنتوں میں دیر تک رکا رہتا ہے اور براز آنتوں میں دیر تک رکا رہنے کی وجہ سے اس کی ماہیت جذب ہو کر پیشاب کی طرف چلی جاتی ہے اور براز خشک ہو جاتا ہے۔

تر ہوا جلد کو نرم اور بدن کو تر کرتی ہے جلد کے رنگ کو نکھارتی ہے مسامات کو کھولتی ہے لیکن ہوائے رطب جسمانی مواد میں عفونت پیدا کرتی ہے۔

خشک ہوا یہ ہوائے رطب سے بالکل مخالف ہوتی ہے یعنی بدن کو لاغر اور جلد کو خشک کرتی ہے۔

مکدر ہوا نفس میں وحشت پیدا کرتی ہے جس سے جی گھٹتا ہے اور سانس میں تنگی پیدا ہوئی ہے اور اخلاط کو جوش و حرکت میں لاتی ہے۔

ہوا کے غیر طبعی تغیرات

یعنی وہ تغیر جو ہوا کی کیفیت میں پیدا ہو جاتا ہے اور اس سے ہوا زیادہ گرم یا زیادہ سرد ہو جاتی ہے اور ان تغیرات کی وجہ سے ہوا انسان کی زندگی کی تھوڑی مخالف ہو جاتی ہے ان تغیرات کی وجہ مندرجہ ذیل آسمانی یا زمینی اُمور ہیں۔

آسمانی اُمور آسمانی امور کی وجہ سے جو تغیرات پیدا ہوتے ہیں ان کا تعلق ستاروں سے ہے جب کبھی بڑے اور روشن ستارے ایک جگہ اکٹھا ہو کر آفتاب کے ساتھ جمع ہو جاتے ہیں تو اس کی سیدھ والی جگہ پر سخت گرمی ہوتی ہے اور جب یہ دور ہٹ جاتے ہیں تو گرمی کم ہو جاتی ہے۔

زمینی اُمور زمینی امور کی وجہ سے جو تغیرات پیدا ہوتے ہیں ان کی متعدد وجوہات ہیں

۱۔ **عرض البلد کی وجہ سے تغیرات** زمین کے بالکل درمیان میں مشرق سے مغرب کو ایک خط فرض کیا گیا ہے جس کو خط استوا کہتے ہیں۔ یہاں پر سورج کی شعاعیں بالکل سیدھی پڑنے کی وجہ سے اکثر اطباء کے مطابق یہاں کے مقام کا مزاج گرم ہوتا ہے اس کے برخلاف قطب شمالی اور قطب جنوبی جہاں پر سورج کی شعاعیں ترچھی پڑا کرتی ہیں وہاں موسم سرد ہوتا ہے اور دونوں کے درمیان یعنی چوتھی قلیم میں مزاج معتدل ہوتا ہے۔

۲ **زمین کی بلندی و پستی کے تغیرات** جو مقام جتنا بلند ہو گا وہاں پر اتنی ہی زیادہ ٹھنڈ ہوتی ہے اور جو شہر پستی میں واقع ہوتے ہیں وہاں گرمی زیادہ ہوتی ہے۔

۳۔ پہاڑوں کے تغیرات پہاڑ کی موجودگی سے ہوا میں دو طرح سے اثر ہوتا ہے ایک یہ کہ پہاڑ آفتاب کی شعاؤں کو شہر کی طرف جانے کے لئے روکتا ہے اور دوسرے پہاڑ ہواؤں کو روکتا یا ان کے چلنے میں کسی طرح کی مدد کرتا ہے۔ اگر پہاڑ کسی علاقے کے شمال میں ہوگا تو سورج کی شعاعیں اس علاقہ پر منعکس ہو کر پڑیں گی اور ایسا پہاڑ شمالی باردیابس ہواؤں کو شہر کی طرف آنے سے روکے گا اور جنوبی گرم ہوائیں زیادہ آئیں گی۔ اس لئے اس علاقے میں گرمی ہو جائے گی لیکن اگر پہاڑ جنوب کی طرف ہوگا تو اس کے اثرات شمالی پہاڑ کے متضاد ہوں گے اس لئے اس علاقہ میں ٹھنڈک ہوگی اور اگر پہاڑ مشرق میں ہوگا تو سورج کی شعاعیں بہت دیر میں اس علاقہ میں پڑیں گی اس لئے برودت کا اثر وہاں پہلے گا مغرب میں پہاڑ ہونے پر اس کے متضاد اثرات ہوں گے۔

۴۔ سمندروں کے تغیرات پانی کا خاصہ ہے کہ وہ گرمی یا سردی کو دیر سے قبول کرتا ہے اور دیر میں ہی چھوڑتا ہے اس لئے جو علاقے سمندر کے قریب ہوتے ہیں وہ مرطوب ہوتے ہیں اگر سمندر شہر کے شمال کی طرف ہے تو وہاں برودت بھی زیادہ ہوگی کیوں کہ شمالی ہوا پانی کی برودت کو لے کر آئے گی۔ مرطوب ہوا میں عفونت کو قبول کرنے کی استعداد بھی زیادہ ہوتی ہے اور اخلاط کو متعفن کرنے کے لئے تیار رہتی ہے۔

مختلف سمت کی ہواؤں کے تغیرات

جنوبی ہوائیں جنوبی ہوائیں گرم و تر ہوتی ہیں گرم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ گرم سمت سے آتی ہیں۔ سمت جنوب آفتاب کے قریب ہونے کی وجہ سے گرم ہے اور رطب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اکثر سمندر ہمارے جنوب جانب واقع ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ آفتاب بھی سمندروں میں زیادہ قوت سے عمل کر کے بکثرت بخارات بناتا ہے اور یہ بخارات جنوبی ہواؤں کے ساتھ مل کر ہوا میں تری پیدا کر دیتے ہیں۔

جنوبی ہوا کے اثرات جنوبی ہوا عام طور سے بدن کے لئے مرخی ثابت ہوتی ہیں اس کے ساتھ ساتھ جنوبی ہوائیں مسامات میں کشادگی اور اخلاط میں جوشش پیدا کر کے ان کو بدن کے باہری حصہ کی طرف لاتی ہیں۔ اس ہوا

میں زخم دیر سے مندمل ہوتے ہیں۔ خارش اور مختلف قسم کے زخم اس ہوا میں زیادہ ہوتے ہیں۔

شمالی ہوائیں شمالی ہوائیں بارد اور خشک ہوتی ہیں بارد ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہوائیں زیادہ ٹھنڈے اور برفیلے پہاڑ سے آتی ہیں اس کے ساتھ ساتھ خشک ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان ہوا کے ساتھ زیادہ بخارات ملے ہوئے نہیں ہوتے کیوں کہ یہ ہوا سیال یا سمندر کے پانی سے گزرنے کے بجائے جمے ہوئے پانی یعنی برف سے گزر کر آتی ہیں اس لئے اس میں رطوبت نہیں ہوتی۔

شمالی ہوا کے اثرات شمال کی طرف سے چلنے والی ہوا قوٰی کو مضبوط کرتی ہے دستوں کو روکتی ہے قبض پیدا کرتی ہے پیشاب زیادہ لاتی ہے۔ وبائی ہوا کے تعفن و فساد کی اصلاح کرتی ہے لیکن اس ہوا کی موجودگی میں امراض صدر بکثرت پیدا ہوتے ہیں مثلاً نزلہ۔ سعال یا کھانسی، وجع المفاصل، درد رحم و مثانہ وغیرہ۔

مشرقی ہوائیں حرارت و برودت کے لحاظ سے معتدل ہوتی ہیں ابن سینا نے اپنے علاقہ کے لحاظ سے انھیں مغربی ہواؤں کے مقابلہ میں خشک بتلایا ہے لیکن ہمارے ملک ہندوستان کے لحاظ سے مشرقی ہوا یعنی پروا بہت مرطوب ہوتی ہے۔

مشرقی ہوا کے اثرات اس ہوا سے جوڑوں کے درد ابھر آتے ہیں زخموں میں رطوبت اور مواد بڑھ جاتے ہیں زخموں کا اندمال دیر سے ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ دوسرے رطوبی امراض کی کثرت ہوتی ہے صراحی مشکوں کا پانی جلد ٹھنڈا نہیں ہوتا۔

مغربی ہوائیں۔ (پچھوا ہوائیں) شیخ الرئیس ابن سینا نے مغربی ہوا کو اپنے ملک کے لحاظ سے رطب لکھا ہے لیکن ہندوستان کے لحاظ سے مغربی ہوائیں یعنی پچھوا بہت خشک ہوتی ہے اور اس کے اثرات مشرقی ہوا سے بالکل مختلف ہوتی ہیں۔

ہوا کے غیر طبعی تغیرات

اس میں ہوا کی کیفیت میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں ہوا کی گرمی یا سردی

ناقابل برداشت ہو جاتی ہے اور یہ ہوا دشمن حیات کا کام کرتی ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ **استحالہ مجانسہ** اس میں موجودہ موسم کے مطابق تغیر واقع ہوتا ہے یعنی جو موسم کی کیفیت ہے وہ شدید ہو جاتی ہے جیسے موسم گرما میں ہوا کی حرارت اس حد تک بڑھ جائے کہ جس سے نباتات حیوانات تباہ ہو جائیں۔

۲۔ **استحالہ مضادہ** اس سے یہ مراد ہے کہ ہوا میں موجودہ موسم کی کیفیت کے خلاف تبدیلی واقع ہو مثلاً گرمی کے موسم میں کسی وجہ سے ٹھنڈک پڑنے لگے

ہوا کے وبائی تغیرات

جوہر ہوا کے تغیر کو " وبار " کہا جاتا ہے وبار وہ مخصوص تعفن ہے جو ہوا میں اس طرح پیدا ہوتا ہے جس طرح کسی جگہ رکے ہوئے پانی میں تعفن پیدا ہو جاتا ہے۔ اس میں ہوا کا جوہر ردّی ہو جاتا ہے یا کوئی خراب قسم کا مادہ یا مادہ متعفنہ ہوا میں شامل ہو جاتا ہے جس سے ہوا فاسد اور متعفن ہو جاتی ہے اور جسم میں داخل ہو کر قلب و دوسرے اعضار کو متاثر کرتی ہے اور اس متعفن ہوا سے فساد کبھی اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ موت تک واقع ہو جاتی ہے۔

۲ ماکول و مشروب (کھانا اور پینا)

جو چیز ہمارے کھانے پینے میں استعمال ہوتی ہیں وہ بدن میں تین طرح سے اثر کرتی ہیں۔

۱۔ **فاعل بالکیفیۃ** کیفیت سے اثر کرنے کی صورت یہ ہے کہ وہ چیزیں بدن میں پہنچ کر اپنی حرارت سے بدن کو گرم یا برودت سے بدن کو سرد کر دیں۔

۲۔ **فاعل بالعنصر** اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے مادے کے ذریعہ اثر کرے یعنی جسم انسانی میں داخل ہونے کے بعد حرارت بدنیہ سے متاثر ہونے کے بعد اس کی طبیعت بدل جائے اور وہ عضو کے مشابہ ہو کر جزو بدن بن جائے۔

۲۔ **فاعل بالجوہر** جوہر سے اثر کرنے والی چیز وہ ہے جو اپنی صورت نوعیہ سے اثر کرے ان کو ذوالخاصہ بھی کہتے ہیں۔

جو چیزیں بدن میں پہنچتی ہیں اور ان میں اور بدن کے فعل و انفعال کا عمل ہوتا ہے ان کی چھ قسمیں ہیں۔

۱۔ غذاء مطلق
۲۔ دواء معتدل
۳۔ دواء غذائی
۴۔ دواء مطلق
۵۔ دواء سمی
۶۔ سم مطلق

۱۔ **غذاء مطلق** وہ چیزیں بدن میں داخل ہونے کے بعد خود تبدیل ہو جائیں لیکن بدن میں کوئی نمایاں تبدیلی پیدا نہ کر سکیں بلکہ خود بدن سے متغیر ہو کر بدن کے مشابہ اور جزو بدن ہو جائیں۔

۲۔ **دواء معتدل** وہ چیزیں جو بدن میں نمایاں تبدیلی پیدا نہ کر سکیں بلکہ خود بدن سے متغیر ہو جائیں۔ لیکن بدن کے مشابہ اور جزو بدن نہ بن سکیں۔

۳۔ **دواء غذائی** وہ چیزیں جو خود بھی تبدیل ہوا اور بدن میں بھی تبدیلی پیدا کریں اور آخر میں اپنا عمل ختم کر کے مشابہ اور جزو بننے کے لائق ہو جائیں۔

۴۔ **دواء مطلق** وہ چیزیں، جو جسم میں داخل ہونے کے بعد خود بھی تبدیل ہو اور بدن میں بھی تبدیلی پیدا کرے مگر وہ بدن سے مشابہ و جزو بننے کے قابل نہ ہوں۔

۵۔ **دواء سمی** وہ چیزیں جو بدن میں داخل ہو کر خود بھی تبدیل ہوا اور بدن میں بھی تبدیلی پیدا کریں اور یہ تبدیلی پیدا کرنے کا عمل جاری رہے ختم نہ ہو۔

۶۔ **سمِ مطلق** وہ چیزیں جو بدن میں داخل ہو کر خود متغیر نہ ہوں لیکن بدن میں اس حد تک تبدیلی پیدا کریں کہ بدن میں فساد لاحق ہو جائے۔

غذا کی اقسام

غذائیں تین قسم کی ہوتی ہیں۔

۱۔ غذاء لطیف۔
۲۔ غذاء کثیف۔
۳۔ غذاء معتدل۔

۱۔ **غذاء لطیف** غذاء لطیف وہ ہے جس سے خون لطیف بنتا ہے۔

۲۔ **غذاء کثیف** غذاء کثیف وہ ہے جس سے خون کثیف بنتا ہے۔

۳۔ **غذاء معتدل** غذاء معتدل وہ ہے جس سے اس قسم کا خون پیدا ہوتا ہے جس کا قوام نہ رقیق ہوتا ہے اور نہ زیادہ غلیظ پھر ہر ایک قسم میں سے بعض کثیر التغذیہ ہوتی ہیں جن سے خون خوب پیدا ہوتا ہے۔

لطافت اور غلاظت کے لحاظ سے غذا کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں۔

۱۔ **غذاء لطیف کثیر التغذیہ** وہ لطیف غذا جس سے خون زیادہ مقدار میں بنتا ہے جیسے شراب ماء اللحم۔ زردی بیضہ (نیم برشت) وغیرہ۔

۲۔ **غذاء لطیف قلیل التغذیہ** وہ لطیف غذا جس سے خون قلیل مقدار میں بنتا ہے جیسے سبزیاں پھل وغیرہ۔

۳۔ **غذاء کثیف کثیر التغذیہ** وہ غذا جس سے خون زیادہ مقدار میں پیدا ہو جیسے ابلا ہوا انڈا۔ گائے اور بھینس کا گوشت۔

۴۔ **غذاء کثیف قلیل التغذیہ** وہ کثیر غذا جس سے خون قوی مقدار میں پیدا ہو مثلاً سوکھا گوشت و چربیاں وغیرہ۔

مذکورہ غذاؤں میں بعض جید الکیموس ہوتی ہیں جن سے اچھے اخلاط بنتے ہیں اور بعض ردی الکیموس ہوتی ہیں، جن سے ردی وخراب اخلاط بنتے ہیں۔

۵۔ غذاء لطیف کثیر التغذیہ جید الکیموس۔ مثلاً ماء اللحم۔ زردی بیضہ نیم برشت)
۶۔ غذاء لطیف کثیر التغذیہ ردی الکیموس۔ مثلاً کلیجی اور پھیپھڑے وغیرہ۔
۷۔ غذاء لطیف قلیل التغذیہ جید الکیموس۔ مثلاً سیب انار وغیرہ۔
۸۔ غذاء لطیف قلیل التغذیہ ردی الکیموس۔ مثلاً ساگ وغیرہ۔
۹۔ غذاء کثیف کثیر التغذیہ جید الکیموس۔ جیسے ابلا ہوا انڈا۔ بھیڑ کے بچے کا گوشت۔
۱۰۔ غذاء کثیف کثیر التغذیہ ردی الکیموس۔ جیسے بطخ اور گھوڑے کا گوشت۔
۱۱۔ غذاء کثیف قلیل التغذیہ ردی الکیموس۔ جیسے سوکھا گوشت۔
۱۲۔ غذاء کثیف قلیل التغذیہ جید الکیموس۔ جیسے لاغر بیل کا گوشت۔

پانی

پانی بدن کی ترکیب میں شامل ہے پانی تغذیہ بدن میں شریک نہیں ہوتا البتہ یہ غذا کو باریک راستے سے نفوذ کراتا ہے اور اس کے ذریعہ خون و دوسری رطوبات قوام کے لحاظ سے اس قابل رہتی ہے کہ وہ تغذیہ بدن میں آسانی سے حصہ لے سکیں اس کے علاوہ پانی مندرجہ ذیل اغراض ومقاصد کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

۱۔ غذا کو پکانے اور اس میں استحالی تغیرات پیدا کرنے کے لئے۔
۲۔ غذا کو رقیق اور سیال بنانے کے لئے۔
۳۔ غذا میں احتراق کو روکنے کے لئے۔
۴۔ غذا کے لئے بدرقہ کی حیثیت سے۔
۵۔ بدن فضلات کو رقیق بنانے کے لئے تاکہ وہ بول وبراز اور پسینے کے ذریعہ خارج ہو جائیں۔
۶۔ جسمانی حرارت حدت اور سوزش وتسکین دینے کے لئے۔
۷۔ جسمانی اعضاء کو تر وتازہ رکھنے کے لئے۔

پانی کی اقسام | پانی کے اقسام میں اختلاف ان چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے جو کہ اس کے ساتھ مل جاتی ہیں۔

۱۔ چشموں کا پانی | بہترین پانی ان شیریں چشموں کا ہوتا ہے جن کی مٹی خالص ہو یا زمین پتھریلی ہو ایسے چشموں کا پانی زیادہ بہتر ہوتا ہے جو جاری رہے اور جس پر دھوپ اور ہوا کا گذر ہو چشمے کا پانی اس لیئے بہتر ہوتا ہے کہ مٹی پانی کو صاف کرتی رہتی ہے اور جو چیزیں بہاؤ کے باعث پانی میں شریک ہوتی رہتی ہیں وہ تہ نشین ہو کر مٹی میں بجذب ہوتی رہتی ہیں۔

۲۔ بارش کا پانی | یہ پانی بھی اچھا ہوتا ہے خصوصاً موسم گرما کی بارش کا پانی جو بغیر آندھی کے برسا ہو بارش کے پانی میں عفونت بہت جلد پیدا ہو جاتی ہے کیوں کہ یہ پانی نہایت لطیف و رقیق ہوتا ہے اس لیئے اس میں فساد پیدا کرنے والے مادے اور مفسد ہواؤں کا اثر جلد ہوتا ہے اس پانی کی عفونت بدنی اخلاط میں عفونت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ بارش کا پانی حلق خنجرہ اور سینے کے لیے مضر ہے۔

۳۔ کنوؤں اور کاریز (زمین دوز نالیاں) کا پانی | یہ پانی چشموں کے پانی کے مقابلے میں خراب ہوتا ہے کیوں کہ اس پر ہوا اور دھوپ کا گذر نہیں ہوتا اور اس پانی میں اجزا ارضیہ شامل ہو جاتے ہیں اور پانی کسی قدر کثیف ہو جاتا ہے ان میں بدترین پانی وہ ہے جو نلوں سے گذارا جائے ان میں قلعی کا اثر آجاتا ہے اور بعض اوقات یہ پانی قروح معدہ و امعاء کا باعث ہوتا ہے۔

۴۔ نمناک زمین کا پانی | یہ کنوئیں کے پانی سے خراب ہوتا ہے کیوں کہ کنوئیں کا پانی برابر نکلتا رہتا ہے اور اس لیئے سوتوں میں نہ زیادہ عرصہ تک بند رہتا ہے اور نہ زیادہ مدت تک زمین کے مسامات میں ٹھہرا رہتا ہے اس کے برعکس نمناک زمین کا پانی ٹھہرا ہوا ہوتا ہے۔ اس میں حرکت کم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ایسا پانی ہمیشہ فاسد اور گندی زمین میں ہوا کرتا ہے۔

۵۔ اولہ (برف) کا پانی | یہ پانی دوسرے پانیوں کے مقابلے میں زیادہ کثیف ہوتا ہے لیکن پیاس کو فوراً تسکین دیتا ہے اعصابی دردوں کے لیئے نقصان دہ ہے تاہم اگر اس کو ابال کر پیا جائے تو اس کی مضرت دفع ہو جاتی ہے۔

۶۔ رکا ہوا اور غیر متحرک پانی | اس قسم کا پانی تالابوں اور گڑھوں میں پایا جاتا ہے جس کے ارد گرد سرکنڈے بانس وغیرہ اُگے ہوتے ہیں یہ پانی کثیف ہوتا ہے اور اس میں ردی اجزا شامل ہوتے ہیں اس قسم کا پانی ورم داء الرحم طحال پیدا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے استعمال سے ہاتھ پاؤں گردوں اور مونڈھے لاغر ہو جاتے ہیں۔ بھوک اور پیاس میں اضافہ ہو جاتا ہے اور عورتوں کو وضع حمل میں دشواری ہوتی ہے۔

۷۔ معدنی پانی | (جس پانی میں معدنیات شامل ہوں) اس پانی میں معدنی اثر پائے جاتے ہیں اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب پانی کسی جگہ سے گزرتا ہے تو اس کے اثرات پانی میں آجاتے ہیں جیسے گندھک۔ پھٹکری اور لوہا وغیرہ۔ اس قسم کے پانی سے کچھ امراض پیدا ہو سکتے ہیں اور بعض بیماریوں سے شفایابی میں اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس کی مختلف قسمیں ہیں۔

۸۔ ماء حدیدی وسخاسی | (یعنی لوہا اور تانبہ ملا ہوا پانی) یہ پانی احشا کو قوی کرتا ہے طحال اور جگر کے لئے نافع ہے ہر قسم کی اشتہا مثلاً شہوت غذا اور شہوت جماع کو ابھارتا ہے کیونکہ لوہا مقوی بدن، مقوی خون اور مقوی معدہ ہے اور اس سے عام صحت بہتر ہو جاتی ہے۔

۹۔ ماء شبیہ | (پھٹکری کا پانی) یہ کثرت حیض۔ نفث الدم اور سیلان و بواسیر میں مفید ہیں ہر قسم کے جریان کو روکتا ہے اور آنکھوں کے دھونے میں مفید ہے۔

۱۰۔ ماء نوشادری | (جس پانی میں نوشادر ملا ہوا ہو) یہ ملین شکم ہے خواہ اس کو پیا جائے یا اس میں آبزن کیا جائے۔

۱۱۔ ماء ملحی | یہ بدن میں لاغری اور خشکی پیدا کرتا ہے ابتدا میں اپنی قوت جلا سے دست لاتا ہے اور آخر میں خشکی کی وجہ سے قبض پیدا کرتا ہے اسکے فساد خون عارض ہو کر جرب وحکہ پیدا ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ ماء کدر (گدلا پانی) یہ پتھری اور سدے پیدا کرتا ہے نیز اسہال میں گدلے غلیظ اور بھاری پانی سے فائدہ پہنچتا ہے۔

۱۳۔ ٹھنڈا اور گرم پانی اوسط درجے کا ٹھنڈا پانی تندرستی کے لئے مفید ہوتا ہے معدہ کو قوی کرتا ہے اور بھوک بڑھاتا ہے اور پیاس کو تسکین دیتا ہے۔ یہ پانی ان لوگوں کے لئے مضر ہے جن کے احشار میں ورم ہو گرم پانی ہضم کو بگاڑتا ہے۔ متلی کا موجب ہے تاہم نہار منہ گھونٹ گھونٹ پینے سے قبض کشا خواص رکھتا ہے۔

۳ حرکت و سکون بدنی

حرکت بدن انسان پر مختلف طریقوں سے اثر کرتی ہے۔

۱۔ بلحاظ قوت یعنی قوی یا ضعیف حرکت۔

۲۔ بہ لحاظ مدت یعنی حرکت کثیر یا قلیل یا معتدل۔

۳۔ بہ لحاظ رفتار یعنی حرکت کے ساتھ سکون بھی شریک ہے یا نہیں۔

۴۔ بہ لحاظ شمولیت مثلاً لوہار کی حرکت کے ساتھ بھٹی یعنی آگ۔ دھوبی کی حرکت کے ساتھ پانی۔

حرکات کی جملہ اقسام حرارت پیدا کرتی ہے تیز قوی اور قلیل حرکت تحلیل سے زیادہ تسخیز (گرمی) پیدا کرتی ہے۔ اور ضعیف اور کثیر حرکت تسخین سے زیادہ تحلیل کا عمل کرتی ہے جب حرکت کے ساتھ کوئی مادہ بھی شریک ہوتا ہے تو گاہے حرکت کی تاثیر میں مزید امداد پہنچاتا ہے مثلاً لوہار کی حرکت کے ساتھ آگ کی موجودگی۔ گرمی اور خشکی کو مزید بڑھا دیتی ہے۔ اور گاہے مادے سے حرکت کی تاثیر میں کمی واقع ہو جاتی ہے جیسا کہ دھوبی کے حرکت کے ساتھ پانی کی موجودگی تحلیل اور تسخین میں کمی پیدا کر دیتی ہے۔

سکون سکون ہمیشہ ہر صورت میں مبرد اور مرطب ہوتا ہے مبرد ہونے کی وجہ یہ ہے کہ سکون کی حالت میں حرارت کو ملتہب ہونے (بھڑکنے) کا موقع نہیں ملتا اور حرکت کی کمی کی وجہ سے مواد بدن کے اندر جمع ہو جاتا ہے۔ اس سے حرارت دب کر بجھ جاتی ہے اور مرطب اس لئے ہوتا ہے کہ سکون کی حالت میں فضلات

اور رطوبات کا استفراغ اور تحلیل نہیں ہوتا اس لئے بدن کے اندر رطوبت کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔

۴۔ حرکت و سکون نفسانی

حرکات نفسانیہ ان چیزوں کو کہتے ہیں جو نفس سے تعلق رکھتی ہو جیسے غصہ۔ خوشی خوف۔ لذت اور شرمندگی وغیرہ انہیں عوارض نفسانیہ بھی کہتے ہیں حرکت نفسانی کے لئے روح کا متحرک ہونا لازمی ہے روح کے متحرک ہونے کی (ظاہر یا باطن بدن کی طرف مائل ہونے کی پانچ صورتیں ہیں۔

۱۔ روح کی حرکت اندر سے ظاہر بدن کی جانب اچانک ہوتی ہے جیساکہ غصہ کی حالت میں ہوا کرتا ہے۔

۲۔ روح کی حرکت اندر سے ظاہر بدن کی جانب آہستہ آہستہ ہو جیساکہ فرحت و لذت کے وقت ہوتا ہے۔

۳۔ کبھی روح میں اچانک اندر کی جانب حرکت ہوتی ہے جیساکہ خوف کی صورت میں ہوتا ہے۔

۴۔ روح باطنِ بدن کی طرف آہستہ آہستہ حرکت کرے جیساکہ رنج وغم کی صورت میں ہوتا ہے۔

۵۔ روح اندر اور باہر دونوں طرف ایک ہی وقت میں حرکت کرے ایسا اس وقت ہوتا ہے جبکہ دو قسم کے عوارض نفسانی ایک ساتھ لاحق ہوتے ہیں مثلاً شرمندگی جس کے ساتھ غصہ بھی شامل ہے۔

مذکورہ بالا تمام صورتوں میں روح جس طرف بھی حرکت کرکے آتی ہے اس طرف گرمی بڑھ جاتی ہے اور جس طرف سے حرکت کرکے آتی ہے ادھر سردی پیدا ہو جاتی ہے اور گرمی و سردی کا یہ دور غیر معتدل ہو جائے تو باعث مرض ہو جاتا ہے۔ حرکات نفسانیہ میں زیادتی قوت کا سبب بن جاتی ہے۔ سکون نفسانی کی کثرت سے ٹھنڈک پیدا ہو جاتی ہے اور ذہن کند ہو جاتا ہے۔

۵- نوم ویقظہ (نیند و بیداری)

نیند اپنی تاثیر کے لحاظ سے سکون سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے اس لئے کہ روح اور بدن کے اعضاء نیند کی حالت میں ساکن رہتے ہیں اور روح باطن کی طرف مائل ہوتی ہے نیند کی حالت میں سکون کی طرح تحلل میں کمی آجاتی ہے۔ اور بدن میں رطوبت بڑھ جاتی ہے نیند سے ہر قسم کی تکان اس طرح سے دور ہو جاتی ہے جس طرح حرکت سے پیدا ہونے والی تکان سکون سے زائل ہو جاتی ہے۔ مواد بدن کا اخراج سکون کی مانند نیند کی حالت میں رک جاتا ہے۔

بیداری حرکت سے مشابہت رکھتی ہے کیوں کہ حرکت سے جس طرح حرارت پیدا ہوتی ہے اسی طرح بیداری سے بھی حرارت پیدا ہوتی ہے کیوں کہ بیداری کی حالت میں اعضاء بدن متحرک رہتے ہیں جس سے حرارت پیدا ہوتی ہے حرکت کی طرح سے بیداری کی حالت میں تحلل زیادہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے یبوست پیدا ہو جاتی ہے زیادہ جاگنے سے قوتوں کے تحلیل ہو جانے کی وجہ سے دماغ کمزور ہو جاتا ہے ہاضمہ بگڑ جاتا ہے اس کے علاوہ زیادہ جاگنا مادے کو تحلیل کر کے بھوک لگنے کا باعث ہوتا ہے دن کے وقت سونا اچھا نہیں اس سے بدن کی رنگت خراب ہو جاتی ہے اور نفسانی قوتیں ڈھیلی ہو جاتی ہیں اور ان میں سستی آجانے کی وجہ سے ذہن کند ہو جاتا ہے اگر دن کے وقت سونے کی عادت پڑ گئی ہو تو اسے ایکدم چھوڑ دینا مناسب نہیں بلکہ دھیرے دھیرے ترک کرنا چاہیئے نیند و بیداری کے درمیان کروٹیں بدلتے رہنا برا ہے۔

۶- استفراغ واحتباس

استفراغ سے مراد مواد بدن کا خارج ہونا ہے پیشاب، پاخانہ، قے، پسینہ، نکسیر حیض اور بواسیر وغیرہ کی صورت میں مواد کا خارج ہونا استفراغ کہلاتا ہے۔ اور احتباس کا اطلاق بدن میں مواد کے رکنے اور خارج نہ ہونے پر ہوتا ہے استفراغ و احتباس کا

درجۂ اعتدال پر رہنا صحت کے لئے مفید ہے۔

جن چیزوں کو طبعی طور پر خارج ہونا چاہئے اگر وہ بدن میں رک جائیں تو اسے احتباس غیر ضروریہ کہا جاتا ہے اور جن چیزوں کو بدن میں رکنا چاہئے اگر وہ خارج ہونے لگیں تو اسے استفراغ غیر ضروریہ کہتے ہیں ان کے غیر طبعی اثرات ہوتے ہیں۔

استفراغ غیر ضروریہ کے اثرات

استفراغ غیر طبعی سے عموماً مزاج میں برودت پیدا ہوتی ہے لیکن کبھی اس سے بالعرض رطوبت بھی پیدا ہوتی ہے یہ اس حالت میں ہوتا ہے جبکہ سودا جیسی خشکی پیدا کرنے والی کوئی خلط بدن سے خارج ہو جائے۔ استفراغ کی زیادتی کے نتیجہ میں برودت و یبوست پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اعضاء میں تشنج اور کزاز جیسے عوارض پیدا ہو جاتے ہیں۔

احتباس غیر ضروریہ کے اثرات

جن مادوں کا استفراغ ہونا چاہئے اگر وہ بدن میں رک جائیں تو سوء مزاج سوء ترکیب اور تفرق اتصال کی قسموں میں سے بہت سی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

۱۔ امراض سوء مزاج جیسے عفونت، حرارت غریزی کا گھٹ جانا، و حرارت غریزی کا بجھ جانا۔

۲۔ امراض سوء ترکیب مثلاً سدہ، استسقاء وغیرہ۔

۳۔ امراض تفرق اتصال مثلاً عروق کا پھٹ جانا۔

۴۔ امراض مرکبہ میں اورام و بثور۔

باب۔ ۸

اسباب غیر ضروریہ

جو اسباب بدن کے لیے ضروری نہیں ہیں ان کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ وہ اسباب جو طبیعت کے لیے متضاد و مخالف یا ہلاکت کا باعث ہوں انھیں اسباب غیر ضروریہ مضادہ کہتے ہیں مثلاً پانی میں ڈوب جانا۔ آگ سے جل جانا اور زہروں کا استعمال۔

۲۔ بعض اوقات اسباب غیر ضروریہ طبیعت کے متضاد اور نقصان دہ نہیں ہوتے اور صحت اور تندرستی کے خلاف کوئی اثر ظاہر نہیں کرتے انھیں اسباب غیر ضروریہ غیر مضادہ کہتے ہیں۔ مثلاً دھوپ میں بیٹھنا۔ ریت میں لوٹنا اور جسم کا اس میں دبانا۔ مالش وغیرہ۔

اسباب کی تقسیم کیفیت کے اعتبار سے

۱۔ مسخنات

یہ وہ اسباب ہیں جو جسم کے اندر گرمی پیدا کرتے ہیں یہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ گرم چیزوں کا جسم سے ملنا جیسے گرم ہوا۔ گرم ضماد اور گرم طلاء وغیرہ۔

۲۔ معتدل مقدار میں غذا کا استعمال کرنا۔

۳۔ غذاء حار یا دواء حار کا استعمال کرنا۔

۴۔ معتدل مقدار میں حرکت کرنا جس میں معتدل مقدار میں ریاضت بھی شامل ہے۔

۵۔ دلک معتدل۔

۶۔ بغیر پچھونوں کی سنگھیاں لگوانا۔
۷۔ معتدل طور پر جاگنا اور سونا۔
۸۔ عفونت کا ہونا۔
۹۔ نفسانی تاثرات کا اعتدال میں ہونا۔
۱۰۔ غصہ اور معتدل درجہ کی خوشی۔
۱۱۔ جلد کا تکاثف۔

جالینوس نے مندرجہ بالا تمام اسباب کو پانچ جنسوں میں شمار کیا ہے۔
۱۔ اوسط درجہ کی حرارت
۲۔ ایسی چیزوں کا بدن سے ملنا جن سے اعتدال کے ساتھ حرارت پیدا ہو۔
۳۔ گرم ماکولات و مشروبات۔
۴۔ مسامات کا بند ہو جانا۔
۵۔ عفونت پیدا کرنے والی اشیاء کا استعمال۔

مبرّدات

یہ وہ اسباب ہیں جو بدن میں برودت پیدا کرتے ہیں اکثر حرارت پیدا کرنے والے اسباب میں جب اضافہ ہو جاتا ہے تو عام طور سے برودت پیدا ہو جاتی ہے۔
۱۔ ہوائے بارد کا جسم سے ملنا
۲۔ غذا کی انتہائی کمی یا غذا کی بہت زیادتی۔
۳۔ بارد غذا یا بارد دواؤں کا استعمال۔
۴۔ حرکت کی زیادتی۔ زیادتی سے دراصل حرارت غریزیہ زیادہ تحلیل ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں برودت پیدا ہو جاتی ہے۔
۵۔ احتباس و استفراغ کی زیادتی۔
۶۔ بدن کے مسامات کا غیر معمولی طور پر کشادہ ہونا۔
۷۔ سکون و نیند کی زیادتی۔
۸۔ نفسانی تاثرات کی زیادتی مثلاً خوشی، خوف، رنج وغم کی زیادتی۔

جالینوس نے ان تمام اسباب کو چھ جنسوں میں شمار کیا ہے۔

۱۔ حرکت کی زیادتی

۲۔ سکون کی زیادتی

۳۔ ٹھنڈی چیزوں کا بدن سے ملنا۔

۴۔ بارد ماکولات و مشروبات۔

۵۔ غذا میں بے حد کمی۔

۶۔ غذا میں بے حد زیادتی۔

مرطبات وہ اسباب جو بدن میں رطوبت پیدا کرتے ہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ آرام و سکون کا ہونا۔

۲۔ نیند کی کثرت۔

۳۔ احتباس کی زیادتی۔

۴۔ خلط یابس کا جسم سے اخراج مثلاً صفرا۔

۵۔ رطوبت پیدا کرنے والے ماکولات و مشروبات کا استعمال۔

۶۔ ایسے طلاء و ضماد کا استعمال جو مرطوب ہوں۔

۷۔ ہلکے درجہ کی فرحت و لذت۔

۸۔ رطوبات پیدا کرنے والا حمام۔

۹۔ برودت پیدا کرنے والی چیزوں کا بدن سے ملنا۔ اس سے مسامات تنگ ہوجانے کے نتیجہ میں رطوبت بدن کے اندر ہی رہ جاتی ہے تحلیل نہیں ہونے پاتی۔

۱۰۔ غذا کی زیادتی۔

مجففات بدن میں یبوست پیدا کرنے والے اسباب مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ حرکت کی زیادتی۔

۲۔ بیداری۔

۳۔ استفراغ کی زیادتی۔

۴۔ غذا کی کمی۔

۵۔ دواءِ یابس کا غذاءِ یابس کا استعمال۔

۶۔ حرکت نفسانی کی زیادتی مثلاً جماع۔ رنج وغم۔ فکروخوف۔

۷۔ خشکی پیدا کرنے والی چیزوں کا بدن سے ملنا مثلاً طلاءِ یابس۔

۸۔ گرم چیزوں کے استعمال کی زیادتی جو کثرت تحلل کی وجہ سے خشکی پیدا کرتی ہے۔

باب۔ ۹

علم الاسباب

ورم کے اسباب

ورم کے بعض اسباب مادہ سے تعلق رکھتے ہیں اور بعض اعضاء سے متعلق ہیں۔

(الف) مادہ کے لحاظ سے ورم کے مندرجہ ذیل چھ اسباب ہیں۔

۱۔ خون ۲۔ بلغم ۳۔ صفراء ۴۔ سوداء ۵۔ ریاح ۶۔ مائیت

(ب) اعضاء سے متعلق۔ ورم کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ دفع کرنے والے عضو کی قوت دافعہ کا قوی ہونا۔ اس کی وجہ سے مادہ قریبی عضو کی طرف دفع ہو کر ورم پیدا کر دیتا ہے۔

۲۔ قبول کرنے والے عضو کا کمزور ہونا اس کی وجہ سے مادہ اس ضعیف عضو کی طرف آتا ہے لیکن اس عضو کی قوت دافعہ کے ضعف کی وجہ سے آگے نہیں جا پاتا، اور ورم پیدا کر دیتا ہے۔

۳۔ عضو کا فضلات قبول کرنے کے لئے تیار ہونا۔ اس کی چند صورتیں ہیں۔

(الف) عضو کا جوہر طبعاً اس قسم کا ہو یا خلقتاً اس مقصد کے لئے بنایا گیا ہو مثلاً جلد فضلات کو آسانی سے قبول کر لیتی ہے۔ اس لئے جلد میں پھوڑے پھنسیاں اور ورم نمودار ہوتے رہتے ہیں۔

(ب) عضو کا جوہر ڈھیلا ہو مثلاً خلف الاذن۔ بغل اور کنج ران کی گلٹیاں۔

(ج) عضو کی طرف مواد کے آنے کا راستہ کشادہ ہو اور خارج ہونے کا راستہ تنگ ہو۔

(د) عضو نیچے کی طرف واقع ہو اور ثقل کی وجہ سے مادہ وہاں آسانی سے پہنچ جائے۔

(ذ) عضو چھوٹا ہو اور مادہ کی مقدار زیادہ ہو نیز عضو اس مادہ کو دفع نہ کر سکے۔

(۱) عضو کسی جوف کی وجہ سے اپنی غذا کو ہضم اور جذب نہ کر سکے اس سے وہ مادہ وہاں اکٹھا ہو جائے اور ورم پیدا کر دے۔

(۲) ترک ریاضت کی وجہ سے جو مواد تحلیل ہوتے تھے ان کا تحلل رک جائے اور مواد بدن میں جمع ہو کر ورم پیدا کر دے۔

(۳) عضو میں کسی وجہ سے حدت و حرارت کی زیادتی ہو جائے جس سے وہ مواد کو اپنی طرف جذب کرنے لگے یہ حرارت خواہ طبعی ہو جیسے گوشت میں ہوتی ہے خواہ غیر طبعی ہو جیسا کہ درد یا شدتِ حرکت میں ہوتا ہے۔ عام طور سے درد کی وجہ سے حرارت بڑھنے کی نتیجہ میں مواد کھینچ کر اس طرف آجاتے ہیں۔

تفرق اتصال کے اسباب

تفرق اتصال کے دو اسباب ہیں۔

۱۔ اندرونی اسباب ۲۔ بیرونی اسباب

اندرونی اسباب

۱۔ **خلط اکال** خلط اپنی تیزی کی وجہ سے عضو کو کھا جائے جیسے جذام کا مادہ۔

۲۔ **خلط محرق** اس سے اعضاء جل جائیں اور تفرق اتصال پیدا ہو جائے مثلاً اسہال میں مواد محرقہ کی وجہ سے کبھی آنتیں کٹ جاتی ہیں۔

۳۔ **خلط مرخی** مواد مرخیہ کی وجہ سے جوڑوں کے رباطات ڈھیلے ہو جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں انخلاع ہو جاتا ہے۔

۴۔ **خلط یابس صادع** خشکی پیدا کرنے والی اور پھاڑنے والی خلط کے نتیجہ میں تفرق اتصال پیدا ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ خشکی کی وجہ سے ہونٹ و جلد پھٹ جاتی ہے۔

۵۔ **امتلاء ہو ریحی ممدد** ریاح کے امتلاء سے اس عضو میں تناؤ پیدا ہوتا ہے اور جس کے نتیجہ میں تفرق اتصال ہو جاتا ہے۔

امتلاء ریحی نافذ اس حالت میں ریاح ایک جگہ پر اکٹھی نہ ہو کر اعضا کی ساختوں میں گھس کر تفرق اتصال پیدا کر دیتی ہے۔

امتلاء خلطی نافذ اس شکل میں خلط اعضاء کی ساختوں میں سرایت کر کے تفرق اتصال پیدا کر دیتی ہے۔ جیسا کہ ورم کی حالت میں ہوتا ہے۔

۲۔ بیرونی اسباب

۱۔ تناؤ و کھنچاؤ پیدا کرنے والے اسباب۔
۲۔ قطع کرنے والے اسباب۔
۳۔ آگ کی طرح جلانے والے اسباب۔
۴۔ کچلنے والے اسباب۔
۵۔ چبھنے والے اسباب
۶۔ چھیلنے والے اسباب۔

قرحہ کے اسباب

قرحہ بننے کی تین صورتیں ہیں۔
۱۔ ورم کا پک کر پھوٹنا۔
۲۔ کسی جراحت میں پیپ پڑ جانا۔
۳۔ شبور میں تاکل ہونا بعض اوقات پھنسیاں ساختوں کو کھانے لگتی ہیں وہاں پیپ پڑ کر قرحہ بن جاتا ہے۔

مفسدات شکل

بدن کی شکل میں فساد پیدا کرنے والے اسباب درج ذیل ہیں۔
۱۔ جنینی دور میں ہی اثر انداز ہو کر کوئی نقص پیدا کر دینے والے اسباب۔
۲۔ وضع حمل کے بعد اثر انداز ہو کر کوئی نقص پیدا کر دینے والے اسباب۔

۳۔ وضع حمل کے وقت بچّہ کے غلط گرفت سے تعلق رکھنے والے اسباب۔

۴۔ اسباب بادیہ یا خارجیہ مثلاً ضربہ وسقطہ۔

۵۔ بعض اسباب کا تعلق بچّہ کے قبل از وقت چلنے پھرنے سے متعلق ہوتا ہے۔

۶۔ بعض اسباب کا تعلق امراض سے ہے مثلاً جذام۔ آتشک۔ چیچک وغیرہ سے متعلق اسباب۔

۷۔ ورم۔ سلعات، یا زخموں کے اندمال کے بعد کی خرابی۔

۸۔ فربہی یا زیادہ لاغری۔

سدہ اور ضیق مجاری کے اسباب

۱۔ سدہ کبھی اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ کوئی جسم غریب مجاری میں رک جائے اور اسے بند کردے اس کی کئی صورتیں ہیں۔

(الف) مجریٰ میں داخل ہونے والا جسم وہ اپنی جنس اور وجود کے لحاظ سے اجنبی ہو اور بدن میں اس جیسی کوئی چیز طبعًا موجود نہ ہو جیسے پتھری۔

(ب) وہ چیز جنس کے لحاظ سے اجنبی نہ ہو مگر مقدار کے لحاظ سے اجنبی ہو جیسے زیادہ مقدار میں ثفل کا آنتوں میں رک جانا۔

(ج) وہ چیز بلحاظ کیفیت اجنبی ہو مثلاً کسی چیز کا زیادہ غلیظ یا زیادہ لیسدار ہو جانا۔

۲۔ قرحہ کے اندمال کے بعد مجاری تنگ ہو جائیں۔

۳۔ رسولی یا کسی دوسری ساخت کا مجریٰ کے اندر پیدا ہو جانے سے مجاری تنگ ہو جاتی ہیں۔

۴۔ شدتِ برودت کی وجہ سے مجاری تنگ ہو جاتی ہیں۔

۵۔ کسی پٹی یا بندھ وغیرہ کے کس کر باندھ دینے سے مجاری تنگ ہو جاتی ہیں۔

۶۔ قابضات قویہ کے استعمال سے بھی مجاری تنگ ہو جاتی ہیں۔

۷۔ مجریٰ کسی قریبی ورم کی وجہ سے بند ہو جاتا ہے۔

۸۔ برودت کی شدت سے مجاری میں انقباض اور سکیڑ پیدا ہو جاتے ہیں۔

اتساع مجاری کے اسباب

مجاری کے کشادہ ہونے کی مندرجہ ذیل وجوہ ہیں۔

۱۔ قوت ماسکہ کا ضعیف ہونا۔

۲۔ قوت دافعہ کا قوی ہو جانا۔ جس کی وجہ سے ریشوں پر زور پڑتا ہے اور وہ کھینچتے ہیں۔ لیکن زور ختم ہونے کے بعد یہ ریشے اپنی اصلی شکل میں واپس نہیں آتے ہیں جس سے مجاری کشادہ ہو جاتی ہے۔

۳۔ ادویہ مسہلہ کا استعمال

۴۔ ادویہ مرخیہ کا استعمال

خشونت کے اسباب

کسی عضو کے کھردرے ہونے کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ قاطع یا جالی ادویہ کا استعمال۔ اس سے عضو کی چکنی اور لیسدار رطوبتیں چھٹ جاتی ہیں جیسے سرکہ اور ترش چیزیں۔

۲۔ یابس اور قابض ادویہ کا استعمال۔ یہ چیزیں خشکی اور قبض پیدا کر کے خشونت کا سبب بنتی ہیں۔

۳۔ بارد اور کثیف ادویہ کا استعمال یہ اعضاء میں برودت و کثافت پیدا کر کے خشونت کا باعث ہوتی ہیں۔

۴۔ اعضاء کی سطح پر غبار جیسے اجزاء ارضیہ جم جانے کی وجہ سے خشونت پیدا ہوتی ہے۔

ملاست کے اسباب

کسی سطح کے چکنے اور ہموار ہونے کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ادویہ ملزقہ کا استعمال۔

۲۔ لطیف محللات استعمال جو مادہ میں بہاؤ پیدا کر کے عضو سے کھردرا پن دور کر دیں۔

خلع و مفارقت و وضع کے اسباب

جوڑ اکھڑنے اور عضو کے اپنی جگہ سے ٹل جانے کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ایسا کوئی عمل جس سے کھنچاؤ پیدا ہو اور جوڑ اکھڑ جائے یا ساختوں میں خلع پیدا ہو جائے۔

۲۔ حرکت کے وقت عضو کا سہارا غلط ہو جائے جیسے دوڑتے وقت پیر الٹ جائے۔

۳۔ کسی مرخی اور مرطب تدبیر کی وجہ سے ساخت یا ریشے ڈھیلے ہو جائیں مثلاً فتق پیدا ہو جائے۔

۴۔ ساختوں یا رباطات وغیرہ کو گلا دینے والا عارضہ جیسا کہ جذام میں ہوتا ہے۔

اعضاء کی مقدار و عدد کی زیادتی کے اسباب

۱۔ مادہ کی کثرت

۲۔ قوت جاذبہ کا قوی ہونا جس سے وہ مادہ کی زیادہ مقدار جذب کرتے ہیں اور اعضاء کو موٹا بنا دیتے ہیں۔

۳۔ مالش یا ضماد کے ذریعہ عضو کی مقدار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

۴۔ قوت مصورہ اپنا فعل انجام دینے میں کوتاہی کرے اس سے اعضاء کی تعداد طبعی تعداد سے بڑھ جاتی ہے۔

اعضاء کی مقدار و عدد کی کمی کے اسباب

۱۔ یہ کمی کبھی خلقت کے وقت واقع ہوتی ہے جس کی وجہ کبھی مادہ کی کمی اور کبھی قوت مصورہ کی کمزوری ہوتی ہے۔

۲۔ کبھی اس کمی کا سبب خارجی ہوتا ہے۔ جیسے عضو کا کٹ جانا کچل جانا۔

۳۔ کبھی کمی داخلی سبب سے ہوتی ہے مثلاً تاکل۔ خانغرانہ وغیرہ۔

وجع کے اسباب

تعریف "درد طبیعت کے منافی و مخالف، احساس کا نام ہے"

یہ تعریف بہت جامع ہے اس میں ہر احساس سے متعلق جو درد ہوتا ہے وہ سب آجاتا ہے گویا آنکھوں سے یا قوت باصرہ سے کبھی ایسی چیز کا دیکھنا جو ناگوار ہو وہ قوت باصرہ کا درد ہوتا ہے اسطرح قوت شامہ سے کسی بری بو کا محسوس کرنا اور قوت سامعہ سے خراب آوازوں کا سننا قوت ذائقہ سے بدذائقہ چیز کو چکھنا قوت لامسہ سے کسی خراب چیز کا احساس کرنا درد کہلاتا ہے بلکہ ضمیر اور مزاج کے خلاف کسی چیز کا سننا یا دیکھنا یا محسوس کرنا بھی درد ہے۔

وجع یا درد کے مترادف ایک لفظ بولا جاتا ہے جس کو "الم" کہتے ہیں۔ اطباء "وجع" اور "الم" میں اس طرح سے فرق کرتے ہیں کہ الم تمام حواس کے منافی احساس کا نام ہے جبکہ وجع کو وہ صرف قوت لامسہ کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں یہاں پر جس وجع یا درد کا ذکر کیا جا رہا ہے اس سے مراد بھی دراصل وہی درد ہے جو قوت لامسہ کے ساتھ مخصوص ہے الم کی ضد لذت ہے یعنی "لذت مناسب و موافق احساس کا نام ہے۔

اسباب۔ شیخ الرئیس ابن سینا نے درد کے دو اسباب بیان کئے ہیں۔

۱۔ سوء مزاج مختلف ۲۔ تفرق اتصال

سوء مزاج مختلف میں اعضاء کے طبعی مزاج کے بجائے وہاں اجنبی غیر طبعی مزاج پیدا ہوجاتا ہے۔ اور وہ اجنبی مزاج ایک دم اثر انداز ہوتا ہے اور خلاف طبیعت ہونے کی وجہ سے احساس ہوتا ہے اس لئے وہ موجب درد ہوتا ہے لیکن اس کے برخلاف سوء مزاج مستوی طبعی مزاج کی جگہ آہستہ آہستہ خاموشی سے لے لیتا ہے اس لئے اس کے مخالف ہونے کی حیثیت سے احساس نہیں ہونے پاتا اور رفتہ رفتہ خود اصلی مزاج بن جاتا ہے اس لئے درد کا موجب نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ دق کے بخار کا احساس نہیں ہو پاتا، اس کے برخلاف حمی یوم یا صفراوی بخار کا احساس ہوتا ہے اس کے علاوہ سوء مزاج مستوی کی یہ مثال بھی دی جاسکتی ہے کہ جب ٹھنڈا یا گرم پانی جسم کے اوپر ڈالتے ہیں تو فوری طور پر اس سے تکلیف محسوس ہوتی ہے کیونکہ منافی طبع ہونے کی حیثیت سے طبیعت کو احساس ہوتا ہے لیکن اس درجہ کا گرم یا ٹھنڈا پانی دوبارہ یا سہ بارہ ڈالنے پر طبیعت اس سے مانوس ہوچکی ہوتی ہے

اور منافی طبع ہونے کے باوجود احساس نہیں ہوتا۔ اسی طرح درد بھی محسوس نہیں ہوتا۔

سوءِ مزاج مختلف کی سب صورتیں موجب درد نہیں ہوتیں۔ سوءِ مزاج حار اور سوءِ مزاج بارد کیفیات فاعلہ میں سے ہیں اس لئے منافی ہونے کی حیثیت سے ان کا اثر ہوتا ہے اور یہ بالذات موجب درد ہوتے ہیں۔ خشکی کیفیت منفعلہ میں سے ہے جو اثر تو قبول کرتی ہے لیکن اثر انداز نہیں ہوتی اس لئے اس سے بالذات درد پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس کی وجہ سے قبض و تکثیف پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے تفرقِ اتصال واقع ہو جاتا ہے اس طرح بالعرض برودت بھی موجب درد ہوتی ہے۔ رطوبت نہ تو بالذات موجب درد ہوتی ہے اور نہ ہی بالعرض۔

جالینوس کا خیال ہے کہ صرف تفرقِ اتصال ہی موجب درد ہوتا ہے اور اس کے علاوہ کوئی دوسری چیز باعث درد نہیں ہوتی اس کے مطابق حرارت تحلیل و تفریق پیدا کر کے اور برودت تکاثف و قبض پیدا کر کے تفرقِ اتصال پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے اور اس طرح پر بالعرض درد پیدا ہو جاتا ہے گویا حرارت و برودت بھی بالذات درد پیدا نہیں کرتے۔

ابن سینا درد کا سبب صرف تفرقِ اتصال کے ساتھ سوءِ مزاج مختلف کو بھی تصور کرتا ہے اور اس کے ثبوت میں درج ذیل نکات پیش کئے ہیں۔

۱۔ درد والے عضو کے تمام اجزاء میں درد بظاہر یکساں محسوس ہوتا ہے جبکہ تفرق اتصال عضو کے تمام اعضاء میں قطعاً یکساں طور پر نہیں ہوتا لہٰذا اگر درد کا سبب صرف تفرقِ اتصال ہوتا ہے تو درد تمام اجزاء میں یکساں نہیں ہونا چاہئے تھا بلکہ وہاں ہونا چاہئے تھا جہاں تفرقِ واقع ہوا ہے اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ دوسرے اجزاء میں درد تفرق کی وجہ سے نہیں بلکہ سوءِ مزاج مختلف کی وجہ سے ہوتا ہے۔

سو برودت جب کسی عضو میں پہنچائی جاتی ہے تو جہاں ٹھنڈک کا اثر ہوتا ہے وہاں بھی درد ہوتا ہے اور جہاں تکثیر اور قبض ہوتا ہے وہاں بھی درد ہوتا ہے حالانکہ یہاں تفرق واقع نہیں ہوتا بلکہ تفرقِ ٹھنڈی جگہ کے کناروں میں واقع ہوتا ہے اور چاروں طرف سے سکڑ کر وسط میں آتے ہیں جو ٹھنڈک کا مرکز ہے۔

۲۔ درد چونکہ دفعتاً اثر کرنے والی مخالف چیز کے احساس کا نام ہے بشرطیکہ مخالف چیز کا احساس اس کے مخالف ہونے کی حیثیت سے ہو لہٰذا جو چیز دفعتاً مخالف اثر کرنے والی ہوگی اور بحیثیت مخالف محسوس ہوگی وہ درد کا باعث ہو سکتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ سوءِ مزاج مختلف بھی دفعتاً مخالف اثر پیدا کرتا ہے اور اس کے مخالف اثر کا احساس ہوتا ہے۔

وجع کی اقسام

درد کی مختلف نوعیتوں کے لحاظ سے ان کے مخصوص نام رکھے گئے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ وجع حکاک
۲۔ وجع ناخس
۳۔ وجع خشن
۴۔ وجع تمدد
۵۔ وجع ضاغط
۶۔ وجع مکسر
۷۔ وجع مفتح
۸۔ وجع ثاقب
۹۔ وجع مسلی
۱۰۔ وجع مخدر
۱۱۔ وجع ضربانی
۱۲۔ وجع ثقیل
۱۳۔ وجع اعیائی
۱۴۔ وجع رخو
۱۵۔ وجع لاذع

۱۔ وجع حکاک اس درد کے ساتھ کھجلی کا احساس ہوتا ہے اور درد کی جگہ پر کھجانے کو بھی چاہتا ہے اس درد کا سبب کوئی حریف خلط اور مالح مادہ ہوتا ہے۔

۲۔ وجع ناخس اس درد میں سوئی کی نوکیں چبھتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں یعنی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے سوئیاں چبھوئی جا رہی ہیں۔ یہ درد اکثر اوقات یکساں ہوتا ہے اور بعض وقت اس میں یکسانیت نہیں ہوتی یعنی کسی جگہ پر کم محسوس ہوتا ہے کسی جگہ پر زیادہ۔ یکساں محسوس نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ایسا درد عام طور پر غشاء الصدر میں محسوس کیا جاتا ہے اور غشاء الصدر بعض جگہ ترقوہ کی طرف سخت اور بعض جگہ عضلات جیسے نرم عضو پر چسپاں ہوتی ہے درد کے یکساں نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ غشاء الصدر ایسے حصوں پر

استر کرتی ہے جو حرکت زیادہ کرتے ہیں مثلاً حجاب حاجز اور بعض ایسے حصوں پر استر کرتی ہے جو نسبتاً کم حرکت کرتی ہیں جیسے سینے کی دیوار اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس غشاء کے بعض حصے زیادہ حساس ہوں اور بعض کم حساس ہوں۔

وجع ناخس کا مادہ ساختوں میں صلابت اور تناؤ پیدا کرتا ہے۔

۳۔ وجع خشن (کھردرا درد) اس قسم کے درد کے ساتھ خشونت و کھردرے پن کا احساس ہوتا ہے اس کا سبب کوئی یابس اور غلیظ الاقوام خلط ہوتی ہے۔

۴۔ وجع تمدد (تناؤ والا درد) اس درد کے ساتھ تناؤ جیسی کیفیت پائی جاتی ہے جب مادہ کسی عضلہ وغیرہ کے اندر سرایت کر جاتا ہے تو اس کے دونوں سرے کھینچے ہوئے محسوس ہوتے ہیں اور اس سے تناؤ کا احساس ہوتا ہے بعض اوقات ریاح وغیرہ کسی جوف میں بند ہو کر تناؤ پیدا کرتی ہیں ایسی صورت میں اس قسم کا درد معلوم ہوتا ہے عام طور سے اس درد کا سبب کوئی ریحی مادہ یا خلط ہوتی ہے جو کہ عضلہ یا کسی غشاء کے بیچ میں سرایت کر جاتا ہے۔

۵۔ وجع ضاغط اس درد کے ساتھ دباؤ و تنگی محسوس ہوتی ہے اس کا سبب بھی کوئی ریاح یا خلطی مادہ کسی عضو کو یا عضو کے کسی حصّہ کو گھیر کر اس پر دباؤ ڈالتا ہے۔

۶۔ وجع مفسخ (پھاڑنے والا درد) اس درد میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کسی عضو کو پھاڑا جا رہا ہے اس کا سبب کسی مادہ یا ریاح کا عضلہ اور اس کی غشاء کے درمیان گھس کر اس میں تفرق اتصال پیدا کرتا ہے۔

۷۔ وجع مکسر ایسا درد جس میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ہڈی کو توڑا جا رہا ہو اس کا سبب کوئی مادہ یا ریح ہوتی ہے جو ہڈی اور اس کی غشاء کے درمیان گھس کر ان میں تفرق اتصال پیدا کرتی ہے کبھی اس قسم کے درد کا سبب برودت بھی ہوتی ہے جو غشاء العظم میں شدت کے ساتھ سکیڑ پیدا کر دیتی ہے۔

۸۔ وجع ثاقب اس میں یہ احساس ہوتا ہے کہ کوئی چیز عضو کے اندر بھونکی یا برمائی جا رہی ہو اور یہ عمل آگے کو بڑھتا محسوس ہوتا ہے

اس کا سبب کوئی غلیظ مادہ یا غلیظ ریاح ہوتا ہے، جو آنتوں یا قولون کے طبقات کے درمیان گھس کر تفرقِ اتصال پیدا کرتا رہتا ہے اور برابر آگے کو بڑھتا رہتا ہے۔

۹۔ وجع مسلی (تکلہ نما) اس درد میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے تکلہ گھسا کر اندر چھوڑ دیا گیا ہو اور اس میں گڑا ہوا ہو اس کا سبب بھی ریاح یا غلیظ مادہ ہوتا ہے جو قولون کے طبقات کے درمیان رک جاتا ہے۔ اور ان میں تفرقِ اتصال پیدا کر دیتا ہے۔

وجع ثاقب اور وجع مسلی میں یہ فرق ہے کہ وجع ثاقب میں مادہ برابر آگے کو گھستا ہوا اور تفرقِ اتصال پیدا کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ چنانچہ اس میں برمانے جیسے عمل کا برابر احساس رہتا ہے اس کے برخلاف مسلی میں مادہ گھس کر تفرقِ اتصال پیدا کر کے وہی پر ٹھہر جاتا ہے اس لئے اس میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے تکلہ چبھو کر چھوڑ دیا گیا ہے۔

۱۰۔ وجع مخدر اس میں درد والی جگہ سن سی ہو جاتی ہے یا چیونٹیاں سی رینگتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں، اس کا سبب شدت برودت یا عضو کی قوت حاسہ کی ماؤفیت ہوتی ہے۔

۱۱۔ وجع ضربانی جب جسم کے کسی حساس حصہ میں ورم حار لاحق ہوتا ہے تو وہاں پر اجتماع مادہ زیادہ ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں تناؤ بڑھ جاتا ہے اور اس سے عضو کی حساسیت بھی بڑھ جاتی ہے اگر اس عضو کے پاس کوئی شریان ہو جو برابر حرکت کر رہی ہو تو اس حساسیت کی وجہ سے اس کی وہ حرکت تکلیف دہ ہو جاتی ہے اور وہاں ورم کی وجہ سے اس کی حرکت مزید بڑھ جاتی ہے۔ جس سے شریان کی ہر ضرب کے ساتھ شدید ٹیس محسوس ہوتی ہے، ایسا درد عام طور سے کنپٹی کے مقام پر دیکھنے میں آتا ہے۔

۱۲۔ وجع ثقیل اس قسم کے درد کے ساتھ عضو کے اندر بوجھ و بھاری پن محسوس ہوتا ہے یہ درد جگر، طحال اور گردے وغیرہ میں ورم یا مادہ کے اجتماع کے نتیجہ میں ہوتا ہے جس سے اس میں بوجھ بڑھ جاتا ہے اور وہ نیچے کو کھنچتا ہے اور اس کی وجہ سے عضو کے ساتھ میں جو حساس غشا رہوتی ہے وہ بھی کھنچتی ہے اور درد کے ساتھ بوجھ کا احساس ہوتا ہے۔

۱۳۔ **وجع اعیائی** اس درد کے ساتھ بدن کے اعضلات میں تکان محسوس ہوتی ہے اس درد کی وجہ عام طور سے تکان اور کام کی زیادتی ہوتی ہے، لیکن کبھی درد کی وجہ کوئی لاذع خلط یا ریاح بھی ہوتی ہے۔

۱۴۔ **وجع رخو (ڈھیلا درد)** عضو کے لمبی حصہ میں تناؤ پیدا کرکے درد پیدا کرتا ہے اس کا سبب وہ مادہ ہوتا ہے جو کہ عضو کے لمبی حصہ میں جمع ہونے والا مادہ ہوتا ہے جو تناؤ پیدا کرتا ہے۔

۱۵۔ **وجع لاذع** اس درد کے ساتھ جلن کا احساس ہوتا ہے اس کا سبب اعضاء میں شوزش اور جلن پیدا کرنے والی کوئی تیز خلط ہوتی ہے۔

حرکت سے درد ہونے کا سبب

حرکت سے عضلات و اعصاب میں تناؤ و کھنچاؤ پیدا ہوتا ہے اور حرکت جتنی بڑھتی جاتی ہے تناؤ اتنا ہی زیادہ ہوتا جاتا ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات اعضاء کٹ پھٹ جاتے ہیں یا کچل جاتے ہیں جس سے وہاں تفرق اتصال واقع ہو جاتا ہے، اس طرح حرکت تفرق اتصال پیدا کرکے موجب درد ہوتی ہے۔

اخلاط ردّیہ سے درد ہونے کا سبب

۱۔ اخلاط ردّیہ کبھی اپنی کیفیت کی وجہ سے درد پیدا کرتے ہیں مثلاً خلط لاذع یا خلط حار۔

۲۔ کبھی اپنی کمیت یا مقدار کی زیادتی سے اعضاء میں کھنچاؤ یا تفرق اتصال پیدا کرکے موجب درد ہوتے ہیں۔

۳۔ کبھی اپنی کمیت یا کیفیت دونوں کی وجہ سے درد پیدا کرتے ہیں۔

ریاح سے درد ہونے کا سبب

ریاح ہمیشہ تمدد و کھنچاؤ کی وجہ سے درد پیدا کرتی ہے۔ جس کی مختلف صورتیں ہیں۔

۱۔ اعضاء کے جوف میں جمع ہو کر تناؤ پیدا کرتی ہے جس کی وجہ سے درد ہوتا ہے مثلاً نفخہ المعدہ
۲۔ آنتوں کے طبقات کے درمیان سرایت کر کے تفرق اتصال پیدا کرتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں درد ہوتا ہے۔
۳۔ اعضاء کو چاروں طرف سے گھیر لیتی ہے جس کے نتیجہ میں اعضاء پر دباؤ پڑتا ہے اور درد کا سبب بنتا ہے۔
ریاح کا جلد تحلیل ہو جانا یا دیر تک قائم رہنا مادہ کی کمی وزیادتی غلظت ورقت اور متاثر عضو کے صلب اور متخلخل ہونے پر منحصر ہے۔

درد کے اثرات ونتائج

درد کے مندرجہ ذیل اثرات ہوتے ہیں۔
۱۔ درد قوت کو تحلیل کرتا ہے درد جتنا بڑھتا جاتا ہے قوت اتنی ہی کمزور ہوتی جاتی ہے۔
۲۔ درد اعضا کو ان کے مخصوص افعال وظائف سے روک دیتا ہے۔
۳۔ جس جگہ پر درد ہوتا ہے طبیعت اس طرف متوجہ ہوتی ہے اور اس کے ازالہ کی کوشش کے لئے وہاں پر خون وروح زیادہ مقدار میں پہنچتی ہے جس سے وہ عضو گرم ہو جاتا ہے بعض اوقات اس سے تناؤ اور درد میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے اس کے بعد خون اور روح بہت جلد تحلیل بھی ہو جاتے ہیں، جس کے نتیجہ میں بعد میں وہ عضو جلد ہی ٹھنڈا بھی ہو جاتا ہے۔
۴۔ جاذب مواد ہونے کی وجہ سے درد اپنی طرف مادوں کو جذب کرتا ہے۔

تسکین درد کے اسباب

۱۔ سبب درد کا ازالہ۔ جس سبب نے درد پیدا کیا ہے اسے دور کیا جائے اگر سبب ریاح یا کوئی مادہ ہے تو اس کو تحلیل کیا جائے۔
۲۔ مقامی طور پر رطوبت میں اضافہ کیا جائے اور نیند لائی جائے نیند سے قوت حس

کے فعل میں کمی آجاتی ہے۔ اور درد کم ہو جاتا ہے، جیسا کہ مسکرات۔ منومات وغیرہ کے استعمال سے ہوتا ہے۔
۳۔ مخدرات کا استعمال سے عضو بے حس ہو جاتا ہے اور درد کم ہو جاتا ہے۔
۴۔ نفس کی توجہ اس طرف سے ہٹا دینے سے درد میں افاقہ محسوس ہوتا ہے۔

تخمہ وامتلاء کے اسباب

تخمہ وامتلاء کے دو اسباب ہیں۔
۱۔ خارجی اسباب ۲۔ داخلی اسباب

۱۔ خارجی اسباب

کسی ایسی چیز کا استعمال جو بدن میں رطوبت پیدا کرے چنانچہ رطوبت کی زیادتی کی وجہ سے بدن کے مواد میں اضافہ ہو جاتا ہے اور مواد کی زیادتی کی وجہ سے طبیعت اس پر اپنا پورا عمل نہیں کر پاتی جس کے اثر سے ہاضمہ و دوسری قوتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔
۲۔ آرام وسکون کی زیادتی۔ اس سے بھی بدن میں برودت اور رطوبت کی زیادتی ہوتی ہے اور اس سے مواد کو بدن میں جمع ہونے کا موقع مل جاتا ہے جس سے حرارت دب کر بجھ جاتی ہے۔ اور اس کے اثر سے ہاضمہ و دوسری قوتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔
۳۔ ریاضت واستفراغ کا ترک کردینا۔ ریاضت سے مواد تحلیل ہوتے ہیں اور اگر ریاضت ترک کردی جائے تو مواد کا تحلل رک جائے گا۔ نتیجہ میں مواد کا اجتماع ہونے لگے گا اور یہ مواد کا اجتماع فساد کا سبب بنے گا اس طرح استفراغ کے ذریعہ مواد کا اخراج لازمی ہے۔ وہ نہ نکلے تو وہ بدن کے اندر جمع ہو کر فساد پیدا کر دیتا ہے۔
۴۔ کھانے پینے کی زیادتی۔ اس سے بھی بدن میں رطوبت بڑھ جاتی ہے ساتھ ہی اور ہضم غذا کے نتیجہ میں مواد زیادہ بنے گا اور طبیعت مواد کی زیادتی کی وجہ سے اپنا عمل ٹھیک طرح سے نہیں کر پائے گی اس لئے وہاں ہضم کے بجائے اور فساد پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ داخلی اسباب

۱۔ قوت ہاضمہ کا ضعیف ہونا قوت ہاضمہ اپنی کمزوری اور ضعف کی وجہ سے غذا کو پوری طرح سے ہضم نہیں کر پاتی ہے جس کے نتیجہ میں وہاں پر مواد کا امتلاء ہو جاتا ہے۔

۲۔ قوت دافعہ کا ضعیف ہونا اگر قوت دافعہ ضعیف ہو گی تو منہضم غذا اعضاء تک نہیں جا پاتی جس کے نتیجہ میں وہ جمع ہو کر امتلاء پیدا کرتی ہے اسی طرح اگر فضلہ کو قوت دافعہ باہر نہ نکال سکے تو وہ جسم میں جمع ہو کر تخمہ و امتلاء کا سبب بنتا ہے۔

۳۔ قوت ماسکہ کا قوی ہونا قوت ماسکہ کے قوی ہونے کی وجہ سے مواد و اخلاط ایک جگہ ٹھہرے رہتے ہیں جس کے نتیجہ میں وہاں امتلاء پیدا ہو جاتا ہے۔

۴۔ مجاری کا تنگ ہونا اس کی وجہ سے مواد و اخلاط کے بہاؤ میں دشواری ہوتی ہے اور وہ ایک جگہ جمع ہو کر اور رک کر فاسد ہو جاتے ہیں اور امتلاء کا سبب بنتے ہیں۔

احتباس و استفراغ کے اسباب

احتباس غیر ضروریہ کے اسباب جن چیزوں کا طبعی طور پر اخراج ضروری ہے اگر وہ بدن میں رک جائیں تو اسے احتباس غیر ضروریہ کہتے ہیں۔ اس کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ قوت دافعہ کا ضعیف ہونا قوت دافعہ اپنی ضعف و کمزوری کی وجہ سے ان مواد کو دفع نہیں کر پاتی جس کے نتیجہ میں وہ بدن میں رکے رہتے ہیں اور احتباس غیر ضروریہ کا سبب بنتے ہیں۔

۲۔ **قوت ماسکہ کا قوی ہونا** قوت ماسکہ اپنی قوت کی وجہ سے مواد و فضلات کے نکلنے میں مانع ہوتی ہے۔

۳۔ **قوت ہاضمہ کا ضعیف ہونا** قوت ہاضمہ اپنی کمزوری کی وجہ سے غذا کو ٹھیک طرح سے ہضم نہیں کر پاتی جس سے کہ وہ بدن میں رک کر احتباس غیر ضروریہ کا موجب ہوتی ہے۔

۴۔ **مجاری کا تنگ و مسدود ہونا** جس راستے سے مواد گزرتے ہیں اگر وہ تنگ یا مسدود ہوتے ہیں۔ تو مواد آگے نہیں جا پاتا اور وہ جمع ہو کر احتباس غیر ضروریہ کا باعث ہوتا ہے۔

۵۔ **مادے کا غلیظ ولیسدار ہونا** یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ غلیظ رطوبت کو دفع کرنے کے لئے قوت دافعہ کو زیادہ قوت صرف کرنی پڑتی ہے اس لئے اگر مواد لیسدار یا غلیظ ہے تو آگے بڑھنے میں دشواری پیدا کرتا ہے نتیجہ میں مواد جمع ہو جاتا ہے۔

۶۔ **مادہ کا زیادہ مقدار میں ہونا** اگر مادہ اپنی طبعی مقدار سے زیادہ ہو جائے تو طبیعت اسے دفع کرنے سے عاجز آجاتی ہے اور وہ جمع ہونے لگتا ہے۔

۷۔ **طبعی قوت کا کسی دوسری جانب متوجہ ہو جانا** اگر طبیعت کسی جانب متوجہ ہو جاتی ہے تو وہ دوسرے فعل کو ٹھیک سے انجام نہیں دے پائے گی جیسا کہ بحران کے وقت کبھی پیشاب و پاخانہ اس لئے بند ہو جاتا ہے کہ طبیعت کی توجہ پسینہ یا نکسیر کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔

۸۔ **دفع فضلات کی حاجت کا احساس ختم ہو جانا** اگر دفع فضلات کی حاجت کا احساس ختم ہو جائے گا تو طبیعت اس کی طرف مائل نہیں ہوگی۔ اور اسے دفع کرنے میں کوئی کام انجام نہیں دے گی جیسے آنتوں میں صفرا کے عدم ترشح کی صورت میں براز کو دفع کرنے کا احساس زائل ہو جاتا ہے۔

استفراغ غیر ضروری کے اسباب | جن چیزوں کو بدن میں رکھنا چاہئے اگر وہ خارج ہونے لگیں تو اسے استفراغ غیر ضروری کہتے ہیں اس کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ **قوت دافعہ کا قوی ہونا** | اگر قوت دافعہ قوی ہوگی تو وہ غیر طبعی مواد کے ساتھ ان چیزوں کو بھی بدن سے خارج کر دے گی۔ جن کو بدن میں رکھنا چاہیے۔

۲ **قوت ماسکہ کا ضعیف ہونا** | قوت ماسکہ اپنی کمزوری وضعف کی وجہ سے ان چیزوں کو روکنے میں قادر نہ ہو سکے گی جو کہ طبعی طور پر بدن میں رکھنے چاہیئے۔

۳۔ **مادہ کا زیادہ مقدار میں ہونا** | اگر مادہ طبعی مقدار سے زیادہ ہوگا تو طبیعت اس سے اذیت پا کر اس کو بھی بدن سے خارج کر دے گی اس طرح سے مادہ میں حدت یا حرافت (چرپرا پن) ہوگی تو وہ لذع وسوزش پیدا کرے گی جس سے کہ طبیعت اسے نکال دے گی۔

۴۔ **مادہ کا رقیق ہونا** | اگر مادہ کا قوام رقیق ہوگا تو اسے بہنے میں آسانی ہوگی اور قوت ماسکہ پوری طرح سے اس کو روک نہیں پائے گی اور وہ بدن سے خارج ہو جائے گا۔

۵۔ **مجاری کا کشادہ ہونا** | مجاری کے کشادہ ہونے سے مواد کو بہنے میں آسانی ہوتی ہے اور قوت ماسکہ اس پر ٹھیک طرح سے عمل نہیں کر پاتی اور اگر اس کے ساتھ ساتھ مادہ رقیق بھی ہو تو وہ اور بھی آسانی سے خارج ہو جاتا ہے۔

۶۔ **مجاری کا طول یا عرض میں کٹ جانا یا اس کا منہ کھل جانا** | مجاری کے کٹنے یا اس کا منہ کھلنے کی وجہ سے مادہ اپنی اصلی جگہ نہیں پہنچ پاتا اور اس سے پہلے ہی خارج ہو جاتا ہے جیسا کہ نکسیر وغیرہ میں ہوتا ہے۔

ضعف اعضاء کے اسباب

ضعف اعضاء تین طور پر واقع ہوتا ہے۔

۱۔ جرم عضو متاثر ہو۔
۲۔ روح متاثر ہو۔
۳۔ قوت متاثر ہو۔

۱۔ جرم عضو کا متاثر ہونا وہ اسباب جو جسم اعضاء پر براہ راست اثر انداز ہو کر کمزوری پیدا کرتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔

(الف) سوء مزاج
(ب) سوء ترکیب

(الف) سوء مزاج سوء مزاج خصوصاً سوء مزاج بارد خاص طور پر ضعف پیدا کرتا ہے لیکن کبھی سوء مزاج حار بھی مزاج میں بگاڑ پیدا کر کے اعضاء کو ضعیف اور بے حس کر دیتا ہے مثلاً شدید گرمی کا جسم پر اثر انداز ہونا۔ اسی طرح دیر تک حمام کرنے سے جو بے ہوشی لاحق ہوتی ہے۔ اس میں یہ ہی صورت ہوتی ہے کہ سوء مزاج حار لاحق ہو جاتا ہے اور ضعف و بے حسی کی وجہ سے غشی کی نوبت آجاتی ہے۔

اس طرح سے کبھی سوء مزاج یابس سے بھی ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔ یبوست اعضاء میں خشکی پیدا کر کے وہاں کے مسامات کو تنگ کر دیتی ہے جس وجہ سے روحوں اور قوتوں کے نفوذ میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اس طرح سوء مزاج رطب سے اعضاء ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور ڈھیلے پن کی وجہ سے ایک دوسرے پر پڑ جاتے ہیں اور روح کے باریک راستے دب کر بند ہو جاتے ہیں جس سے ان کے اندر قوت سرایت نہیں کر پاتی۔

(ب) مرض ترکیب اعضاء کی ترکیب و بناوٹ میں بھی بگاڑ پیدا ہو جانے سے اعضاء میں ضعف لاحق ہو جاتا ہے اس طرح اعضاء کی ساخت ڈھیلی ہو جانے کی حالت میں مریض کو کسی تکلیف کا احساس نہیں ہوتا لیکن ضعف بڑھ جاتا ہے جس طرح پرانے کپڑے کے تاگے استعمال کی زیادتی کی وجہ سے گھس کر ڈھیلے اور کمزور پڑ جاتے ہیں ہمارے اعضاء بھی الیاف و ریشوں سے مل کر ترکیب پاتے ہیں اور ان کا صحیح افعال ان ہی

الیاف و درشیوں کی صحت پر منحصر ہے۔ اگر یہ الیاف ڈھیلے ہو جائیں تو اعضا صحیح طور پر کام نہیں کر سکیں گے۔ اور ان میں ضعف پیدا ہو جائے گا۔

اس طرح تفرق اتصال بھی اعضا کی کمزوری وضعف کا سبب ہے مثلاً اگر کسی جوڑ کے کچھ اوتار یا اعصاب میں تفرق اتصال ہو جائے تو ظاہر ہے کہ وہاں کے افعال میں ضعف واقع ہو جائے گا۔

۲۔ **روح کا متاثر ہونا** روح کو براہ راست متاثر کر کے ضعف کا سبب ہونے والوں کا تعلق دو چیزوں سے ہے۔

۱۔ روح کا سوء مزاج ۔ ۲۔ روح کا تحلل

۱۔ **روح کا سوء مزاج** اگر روح میں کسی طرح سے سوء مزاج لاحق ہو جاتا ہے تو اعضا میں ضعف ہونا لازم ہے کیوں کہ اعضا کو حرکت اور اس میں قوت قائم رکھنا روح کا ہی کام ہے اور اگر روح کا سلسلہ اعضا سے منقطع ہو جائے تو اعضا ٹھنڈے و بے حس و حرکت ہو جائیں گے۔

۲۔ **روح کا تحلل** اگر روح کا تحلل بڑھ جائے چاہے انفعالات نفسانیہ مثلاً خوشی غم غصہ۔ فکر کی وجہ سے یا پھر کسی استفراغ مثلاً فصد، جماع کی صورت میں ہو اس سے روح کی کمی واقع ہو جائے گی اور اعضا میں ضعف ہو جائے گا۔

۳۔ **اصلی قوت کا متاثر ہونا** وہ اسباب جو قوت سے تعلق رکھتے ہیں اور براہ راست قوی پر اثر انداز ہو کر ضعف کا سبب بنتے ہیں ان میں افعال کی کثرت اور ان کی تکرار و شدت شامل ہے کیوں کہ کام کی زیادتی کی وجہ سے قوتیں تحلیل ہوتی ہیں اور قوی کو کمزور کر دیتی ہیں۔

ضعف کے اسباب بعیدہ

ضعف کے اسباب بعیدہ میں ہوا۔ پانی غذا کی خرابیاں شامل ہیں جو خون۔ روح اور اعضاء کے مزاج کو فاسد کر کے ضعف پیدا کرتی ہے ان اسباب بعیدہ میں گندی بو۔ گندہ پانی اور ان میں زہریلے اثرات کا پھیلنا بھی شامل ہے چاہے یہ زہریلے اثرات بیرونی ہوا کے ذریعہ

اثر کریں یا کسی دوسرے طریقے سے جسم کے اندر جاکر اثر کریں۔

ضعف کے اسباب میں سے بعض وہ چیزیں بھی شامل ہیں جو استفراغ سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً نزف الدم اسہال یا استسقاء یا کسی بڑے پھوڑے میں زیادہ مائیت و پیپ نکل جانا وغیرہ۔ ہر قسم کا درد و ضعف پیدا کرتا ہے کیوں کہ درد سے روح تحلیل ہوتی ہے اور کبھی اس سے مزاج میں بھی بگاڑ آجاتا ہے۔ بخاروں کی وجہ سے بھی ضعف پیدا ہوتا ہے اس کا سبب روحانی تحلل اور بدنی استفراغ ہے اور بخار کی وجہ سے مزاج میں بھی بگاڑ آجاتا ہے جلدی مسامات کی کشادگی بھی تحلل کا سبب ہوتی ہے۔ اور اس لحاظ سے مضعف ہوسکتی ہے مثلاً پسینہ کی کثرت۔

بعض اوقات ایک عضو کی وجہ سے سارے بدن میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً فم معدہ کی تکلیف کی وجہ سے سارا بدن کمزور ہو جاتا ہے اور قوتیں نڈھال ہو جاتی ہیں بعض اعضاء پیدائشی طور پر دوسرے اعضاء سے کمزور ہوتے ہیں مثلاً ایک آنکھ کا دوسری آنکھ سے کمزور ہونا بعض اعضاء دوسری نوعیت کے اعضاء سے کمزور ہوتے ہیں مثلاً پھیپھڑے اور دماغ بدن کے دوسرے اعضاء سے اپنی ساخت کے لحاظ سے کمزور ہوتے ہیں ان کو قدرت نے بلحاظ ضعف محفوظ مقام پر رکھا ہے تاکہ یہ آفات و صدمات سے محفوظ رہیں۔

باب۔ ۱۰

علم العلامات

علم العلامات کی تعریف اس میں وہ حالت زیر بحث ہوتی ہے جس کے ذریعہ صحت اور مرض کو معلوم کیا جاتا ہے اور علامات کے ذریعہ بدن انسان کی تینوں کیفیتوں صحت، مرض، اور حالت ثالثہ کے بارے میں معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔

علامت کے ذریعہ بدنِ انسان کی کچھ کیفیتیں بالواسطہ یا بلاواسطہ معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً وہ علامت جو لرزے کو بتاتی ہے وہ اس طرف نشان دہی کرتی ہے کہ مادہ عروق کے باہر متعفن ہوا ہے۔ اس طرح سے یہ بلا واسطہ طور پر مرضی حالت کو ظاہر کرتی ہے بعض اوقات کسی کیفیت کو بتانے والے کسی سبب کو یہ علامت بتاتی ہے مثلاً وہ علامتیں جو خون کے غلبہ کو بتاتی ہیں اور خون کا غلبہ مرض کے دموی ہونے کو بتاتا ہے اس طرح بعض اوقات علامت بلاواسطہ مرضی حالت کو بتاتی ہے مثلاً نبض کا سریع ہونا بخار کو بتاتا ہے۔

بعض اوقات علامت گزشتہ حالت کی نشان دہی کرتی ہے مثلاً جلد کا نمناک ہونا اور نبض کا ضعیف ہونا اس بات کو بتاتا ہے کہ اس سے پیشتر بخار تھا جو پسینہ آکر اتر گیا ہے اس قسم کی علامت بتا کر طبیب مریض کی سابقہ حالت کو بتا دیتا ہے جس طرح اس کی فنی قابلیت کا سکہ مریض اور اس کے تیمار داروں پر بیٹھ جاتا ہے۔ اس طرح کی علامت کو علامت مذکرہ کہتے ہیں۔

بعض اوقات علامت موجودہ حالت کو بتاتی ہیں ایسی علامت کو علامت دالہ کہتے ہیں۔ یہ علامت مریض کے لئے مفید ہوتی ہے کیوں کہ وہ اپنے موجودہ حالت کے مطابق

علاج اور تدبیر کرکے مرض سے نجات حاصل کرتا ہے۔
بعض اوقات علامت آئندہ ہونے والے کسی حالت کو بتاتی ہے۔ اس وقت اس کو تقدمۃ المعرفۃ کہتے ہیں اس سے طبیب اور مریض دونوں کو فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ جب طبیب کے بتانے کے مطابق کوئی بات آئندہ واقع ہوتی ہے تو اس کی قابلیت سے لوگ متعرف ہو جاتے ہیں اور مریض کو بھی اس سے فائدہ پہنچتا ہے کہ وہ آئندہ ہونیوالے واقعہ کے مطابق روک تھام کی مناسب تدابیروں کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

علامات صحیحہ و علامات مرضیہ

جن علامات کے ذریعہ حالت صحت کا پتہ چلتا ہے ان کو علامات صحیحہ کہتے ہیں، اور جن کے ذریعہ بدن کے مرضی حالات کا پتہ چلتا ہے ان کو علامات مرضیہ کہا جاتا ہے علامات صحت تین قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ علامات جوہریہ

ان علامات کے ذریعہ بدن کی ساخت کی درستگی و عدم درستگی کا پتہ چلتا ہے۔ یہ علامات اعضاء کی خلقت۔ مقدار۔ عدد اور وضع سے تعلق رکھتے ہیں۔

۲۔ علامات عرضیہ

وہ علامات جو مزاج کے اعتدال کو ظاہر کرتی ہیں ان کو علامات عرضیہ کہا جاتا ہے۔ انکا تعلق اعضاء کے شکل و حسن و جمال سے ہے۔

۳۔ علامات تمامیہ

وہ علامات جن کا تعلق اعضاء کے افعال سے ہوتا ہے اس قسم کی علامات کو علامات تمامیہ کہا جاتا ہے۔
یہ تینوں علامتیں جوہریہ۔ عرضیہ اور تمامیہ جس طرح علامات صحیحہ کو بتاتی ہیں

اوران سے ساخت وترکیب اور امور زینت اور افعال کی درستگی کا پتہ چلتا ہے اس طرح ان میں علاماتِ مرضیہ بھی شامل ہیں۔ اور ان سے بدنی ترکیب۔ امور زینت اور افعال کی خرابی کا پتہ چلتا ہے۔

علامات موقتہ

اس میں وہ علامات شامل ہیں جو وقتی ہوتی ہیں، یعنی کسی مرض کے ساتھ شروع ہو کر اسی مرض کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہیں مثلاً تیز بخار۔ سینے میں درد، تنگیٔ نفس۔ کھانسی، مرض ذات الجنب کے ساتھ شروع ہوتی ہیں اور اسی کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہیں۔

علامات غیر موقتہ

اس میں وہ علامتیں شامل ہیں جو کسی مرض کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتی۔ اور نہ ان کے لئے کوئی وقت مقرر ہوتا ہے۔ کبھی وہ کسی مرض کے ساتھ پائی جاتی ہیں اور کبھی اس مرض کے بغیر رونما ہوتی ہیں جیسے دردِ سر کبھی بخار کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی بغیر بخار کے پایا جاتا ہے۔

اعضاءِ رئیسہ کے افعال کی حالات کی روشنی میں تعین۔

۱۔ دماغ کے حالات کو جاننے کے لئے اس کے ارادی افعال اور حس و وہم کے افعال دیکھے جاتے ہیں۔ اس میں حواس خمسہ ظاہرہ و باطنہ شامل ہیں۔

۲۔ قلب کی حالات کو جاننے کے لئے نبض و تنفس کے افعال دیکھے جاتے ہیں۔

۳۔ جگر کے حالات کو جاننے کے لئے پیشاب و پاخانہ کا معائنہ کیا جاتا ہے مثلاً ضعف جگر کی صورت میں پیشاب و پاخانہ کا رنگ گوشت کے دھوون جیسا ہوگا۔

علامتوں سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ علامت بعض اوقات نفسِ حالت یعنی مرض یا صحت کو بتاتی ہے۔ جیسے کسی عضو میں گرانی یا تناؤ کا ہونا ساتھ میں اس کا حجم بھی بڑھا ہوا ہو تو ورم کی موجودگی کو بتاتا ہے

۲۔ علامتیں بعض اوقات حالت کے سبب کو بتاتی ہیں مثلاً وہ علامتیں اس بات کو بتاتی ہیں کہ ورم خلطونی یعنی خون کے غلبہ کی وجہ سے ہوا ہے۔ مثلاً خون کے غلبہ کی صورت

میں ورم کے مقام پر شدید درد ہوتا ہے جبکہ بلغمی و سوداوی میں درد تقریباً نہیں ہوتا یا بہت کم ہوتا ہے۔ ورم فلغمونی کی صورت میں درد کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ گہرائی میں محسوس ہوتا ہے جبکہ صفرا کے غلبہ کی صورت میں درد سطحی ہوا کرتا ہے اگر ورم کے مقام پر انگلی وغیرہ سے دباؤ ڈالا جائے تو ورم فلغمونی کی صورت میں کچھ گڑھا سا پڑ جاتا ہے جو کچھ دیر کے بعد ہی ختم ہو جاتا ہے جبکہ سودا وغیرہ کی صورت میں گڑھا نہیں پڑتا، ورم فلغمونی میں سطحی جلن نہیں ہوتی اور صفراوی ورم کی صورت میں سطحی طور پر جلن ہوا کرتی ہے ورم فلغمونی میں ورم کا مقام سرخ رنگ کا ہوتا ہے صفراوی ورم میں رنگ زرد ہوتا ہے، بلغمی ورم میں سفیدی اور سوداوی ورم میں کسی قدر سیاہی ہوتی ہے۔

۳۔ علاماتِ بعض وقت مرض کے مقام کو بتاتی ہیں مثلاً نبض کا بہت زیادہ منشاری ہونا ذات الجنب یا صدر کے آس پاس کے حصہ میں ورم کو بتاتا ہے۔

۴۔ علاماتِ بعض اوقات مرض کے زمانہ کو بتاتی ہے جیسے کہ ذات الریہ کی صورت میں کھانسی میں پختہ بلغم کا خارج ہونا اس بات کو بتاتا ہے کہ ورم اپنے زمانۂ انتہا میں یا انحطاط میں پہنچ گیا ہے۔

۵۔ علامتیں بعض اوقات کسی حالت کے عوارض لازمہ کو بتاتی ہیں مثلاً وہ علامات جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بحران کا دن ہے مثلاً بے خوابی، دردِ سر بے چینی اور خفقان کا ہونا یہ اس بات کی نشان دہی کرتی ہیں کہ آج بحران کا دن ہے۔

۶۔ علامتیں بعض اوقات عوارض لازمہ کی خصوصیات کی نشان دہی کرتی ہیں مثلاً وہ وہ علامتیں جن کے ذریعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بحران اسہالی کا تعین ہوتا ہے مثلاً پیٹ میں مروڑ، ریاح کا ہونا، قراقر کا ہونا۔ اور شرائین میں تناؤ وغیرہ ہونا۔

۷۔ بعض علامات حرکات سے تعلق رکھتی ہیں اور یہ علامات اندرونی امراض کو ظاہر کرتی ہیں مثلاً ہونٹوں کا پھڑکنا فالج کو ظاہر کرتا ہے۔

۸۔ بعض علامات سکون سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً صرع یا سکتہ غشی وغیرہ۔

امراضِ ظاہرہ کی علامات

امراض ظاہرہ وہ امراض ہیں جو ظاہری ہوتے ہیں ان کی علامات کو ہم دو حصّوں میں تقسیم کر سکتے ہیں، ایک وہ علامات جن کا علم محسوسات خاصہ کے ذریعہ سے ہونے والی علامات۔ دوسری محسوسات مشترکہ کے ذریعہ معلوم ہونے والی علامات۔

۱۔ محسوسات خاصہ سے معلوم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو کسی ایک حس کے ذریعہ محسوس کیا جاتا ہے مثلاً ذات الریہ میں رخسار کا سرخ ہونا۔ یہ سرخی صرف قوت باصرہ کے ذریعہ محسوس ہو سکتی ہے۔ اسی طرح مرض یرقان میں براز کی سفیدی یا زردی حس باصرہ کے ذریعہ محسوس کی جا سکتی ہے۔ سوء ہضم کی صورت میں پیٹ میں قراقر کا ہونا صرف قوت سامعہ سے تعلق رکھتا ہے۔ بدن کی سختی یا نرمی صرف قوت لامسہ سے محسوس ہوتی ہے اسی طرح خوش ذائقہ یا بد ذائقہ چیزیں جس کا پتہ صرف قوت ذائقہ سے چلتا ہے۔ اسی طرح اچھی یا بُری بوئیں جس کا پتہ صرف قوت شامہ سے چلتا ہے۔

اس کے برخلاف مرض سل میں ناخنوں کی خمیدگی قوت لامسہ اور قوت باصرہ دونوں سے محسوس کی جا سکتی ہے۔ اس لئے اس کا تعلق حس مشترک سے ہے اس طرح اعضاء کی خلقت، شکل، مقدار اور عدد وغیرہ محسوسات مشترکہ یعنی کئی حواس مثلاً قوت باصرہ اور قوت لامسہ دونوں سے محسوس ہو سکتی ہے۔

ان بیرونی علامات سے صرف بیرونی امراض کا پتہ نہیں چلتا بعض اوقات ان سے اندرونی امراض کا بھی پتہ چلتا ہے جیسے رخسار کی سرخی ذات الریہ اور ناخن کی گولائی پھیپھڑے کے قرحہ کو بتاتی ہے۔

علامات عدد و مقدار سے بھی بعض اوقات اعضاء کے اندرونی حالات کا پتہ چلتا ہے جیسے انگلیوں کا چھوٹا ہونا اس بات کو بتاتا ہے کہ اس شخص کا جگر بھی چھوٹا ہے اس طرح حرکت سے تعلق رکھنے والی علامتیں کبھی اندرونی امراض کا پتہ دیتی ہیں جیسے ہونٹ کا پھڑکنا قے کو بتاتا ہے حرکت و سکون کا تعلق بھی حس مشترک سے ہے جو قوت لامسہ اور قوت باصرہ دونوں سے معلوم ہو جاتی ہیں سکون و حرکت ان علامات میں سے کافی اہم ہیں۔ اس لئے اس کے بارے میں کچھ تفصیل سے تذکرہ کیا جاتا ہے۔ سکون سے

تعلق رکھنے والی علامات سکتہ، غشی، صرع اور فالج ہیں۔ اور جو علامات حرکت سے متعلق ہیں ان میں قشعریرہ (پھریری)، نافض (لرزہ)، تثاؤب (جمائی لینا)، تمطی (انگڑائی)، فواق (ہچکی)، عطاس (چھینک)، اختلاج (پھڑکنا)، تشنج (اینٹھن)، سعال (کھانسی) اور رعشہ وغیرہ شامل ہیں۔

ان حرکات میں سے بعض حرکات ارادی ہوتی ہیں جن کو طبعی بھی کہہ سکتے ہیں مثلاً قلق یعنی بے چینی واضطراب اور ململہ یعنی بستر پر کروٹیں بدلتے رہنا اور بعض اوقات قطعاً غیر ارادی ہوتی ہیں جیسے معدہ اور آنتوں کی حرکت (حرکت دوریہ) رعشہ و تشنج کی حرکت اور بعض حرکات ارادی و غیر ارادی دونوں طرح کی ہوتی ہیں یا دونوں کا مجموعہ ہوتی ہیں مثلاً کھانسی کی حرکت کہ وہ غیر ارادی طور پر واقع ہوتی ہے لیکن ارادے سے اس میں تغیر پیدا کیا جا سکتا ہے۔ پیشاب اور براز کی حرکت بھی اسی طرح کی ملی جلی حرکت ہے۔ یعنی یہ طبعی حرکتیں ہیں لیکن ارادے سے ان میں تغیر پیدا کیا جا سکتا ہے لیکن معدہ و آنتوں کی حرکتیں محض طبعی ہیں ارادے کا ان میں کوئی دخل نہیں ہے۔

بعض حرکتیں جن میں ارادہ شامل نہیں ہوتا وہ دو قسم کی ہوتی ہیں، ایک قسم محرک حس ہوتی ہے جیسے قشعریرہ (پھریری) کہ اس سے پہلے ایک طرح کی سردی یا کسی خلط کی سوزش محسوس ہوتی ہے۔ دوسری قسم محرک حس نہیں ہوتی جیسے کسی عضو کا پھڑکنا کہ اس سے پہلے کسی قسم کا احساس نہیں ہوتا۔

یہ تمام حرکات آپس میں ایک دوسرے سے کئی لحاظ سے اختلاف رکھتی ہیں اور ان کی سات قسمیں ہیں۔

۱۔ کبھی ان حرکات کا اختلاف ان کی شدت کے اعتبار سے ہوتا ہے مثلاً کھانسی کی حرکت اختلاج کی حرکت سے زیادہ قوی ہوتی ہے۔

۲۔ کبھی ان حرکات کا اختلاف محرکات کی تعداد کے اعتبار سے ہوتا ہے مثلاً اختلاج کی صورت میں ایک دو عضلات ہی حصہ لیتے ہیں جبکہ کھانسی کی حرکت میں تمام عضلات صدریہ حصہ لیتے ہیں۔

۳۔ کبھی یہ حرکت خطرے کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں جیسے خشک ہچکی، تر کھانسی کے مقابلے میں زیادہ خطرناک ہے۔

۴۔ کبھی اختلاف اس اعتبار سے ہوتا ہے کہ حرکت دیتے وقت طبیعت کسی چیز سے مدد حاصل کرتی ہے۔ مثلاً دفع براز کی صورت میں وہ پیٹ کے عضلات سے امداد حاصل کرتی ہے اور کھانسی کی صورت میں بیرونی ہوا سے امداد حاصل کرتی ہے اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کھانسی میں سانس کے ذریعہ ہوا پھیپھڑے کے اندر کھنچ جاتی ہے پھر جھٹکے کے ساتھ یہ ہوا باہر نکلتی ہے اور اپنے ساتھ بلغم وغیرہ کو بھی نکالتی ہے اس طرح یہ بیرونی ہوا پھیپھڑے کے فضلات نکالنے میں مدد کرتی ہے۔

۵۔ کبھی ان حرکات میں ان کے مبداء کے اعتبار سے اختلاف ہوتا ہے جیسے کھانسی کا مبداء عضلات صدر ہیں اور ابکائی کا مبداء معدہ ہے۔

۶۔ کبھی یہ حرکات اپنے محرک قوی کے لحاظ سے اختلاف رکھتی ہیں جیسے اختلاج اور کھانسی۔ اختلاج کا محرک طبعی قوت ہے اور کھانسی کا محرک نفسانی قوت ہے۔

۷۔ کبھی یہ حرکات مادہ کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ جیسے کھانسی کی حرکت نفس یعنی منہ سے خارج ہونے والے بلغم کی وجہ سے ہوتی ہے اور اختلاج عضو میں ریاح کی وجہ سے ہوتا ہے۔

امراضِ باطنہ کی علامات

علامات سے اندرونی امراض کو سمجھنے کے لئے اعضا جسم کی تشریح جاننا ضروری ہے اور تشریح کی واقفیت سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ تشریح کے ذریعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عضو کا جوہر کیسا ہے۔ آیا وہ لحمی ہے یا غیر لحمی اور ان نکات کو سامنے رکھ کر اس عضو کی بیماری کی تشخیص و تعیین بہ آسانی کی جا سکتی ہے۔

۲۔ تشریح کے ذریعہ کسی عضو کی خلقت و شکل کا پتہ چلتا ہے، جیسے کسی ورم کی شکل دیکھ کر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ ورم عضو میں ہے مثلاً پسلیوں کے نیچے اگر ورم اس شکل کا ہو کہ اس کا کنارہ گولائی لئے ہوئے ہو تو یہ ورم جگر کو بتاتا ہے، کیوں کہ جگر کا کنارہ ہلالی شکل میں گولائی لئے ہوئے ہوتا ہے۔ اور اگر ورم کا کنارہ گولائی لئے ہوئے

نہ ہو تو پھر یہ ورم دوسرے اعضاء سے تعلق رکھتا ہے۔

۳۔ تشریح کے ذریعہ کسی عضو کا مقام معلوم ہو جاتا ہے جیسے کسی مرض یا تکلیف کو کسی مقام پر محسوس کرنے سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس مقام کی یہ تکلیف اس عضو میں ہوگی۔ مثلاً گردے یا جگر کا صحیح مقام اگر تشریح کے ذریعہ معلوم ہو جائے تو ان کا درد یا ورم معلوم کرنا آسان ہے۔

۴۔ تشریح کے ذریعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس عضو کے اندر کون سی چیز رک سکتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز اس میں موجود ہوتی ہے کس نوعیت کی ہے۔ مثلاً پیٹ کے تفرق اتصال وغیرہ کی صورت میں یا پیٹ میں شگاف دینے کی صورت میں جب آنتیں کھولتے ہیں تو امعاء صائم خالی ملتی ہیں جبکہ امعاء دقاق میں غذائی ہضم شدہ یا کچھ غیر ہضم شدہ مادہ موجود ہوتا ہے اور مثانہ میں پیشاب ہوتا ہے تو ان صورتوں کے دیکھنے سے ان اعضاء کا پتہ چل جاتا ہے۔

۵۔ علم تشریح کے ذریعہ ایک عضو کی دوسرے عضو سے شرکت و تعلق کا پتہ چلتا ہے جن سے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ:-

(الف) جو درد یا تکلیف کسی عضو میں ہے وہ خود اسی عضو کے مرض کے سبب میں ہے یا شرکت کی بنا پر کسی دوسرے عضو کے بیماری کے نتیجہ میں ہے۔

(ب) اگر کسی عضو سے کوئی مادہ حاصل ہوتا ہے تو اس مادہ کے بارے میں معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ اسی عضو سے تعلق رکھتا ہے۔ یا کسی دوسرے عضو سے۔

(ج) اس عضو سے الگ ہونے والی چیز اسی کے جوہر سے تعلق رکھتی ہے یا دوسرے عضو سے الگ ہو کر اس میں آتی ہے مثلاً ایک یہ کہ مثانہ کے اجزاء خارج ہوں دوسرے یہ کہ گردے کے اجزاء الگ ہو کر مثانہ میں آئیں۔ اور وہ پیشاب کی راہ باہر خارج ہوں۔

تشریح کے ذریعہ کسی عضو کے فعل کا پتہ چل جاتا ہے جس کے فساد سے اس کے مرض کا علم ہو سکتا ہے، تشریح کی مکمل واقفیت کے بعد علامات کے ذریعہ حالت بدن کو معلوم کرنے کے لئے مندرجہ ذیل چھ قوانین اختیار کئے جاسکتے ہیں۔

۱۔ **استدلال بافعال** یعنی افعال کے ذریعہ حالت بدن کو معلوم کرنا جب کسی عضو کے افعال طبعی حالت پر قائم نہ رہیں تو اس کا

سبب کوئی نہ کوئی مرضی کیفیت ہوتی ہے افعال کی خرابی سے امراض کا ہمیشہ اور بلا واسطہ پتہ چلتا ہے۔ افعال سے مرض کی طرف رہنمائی کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب افعال طبعی حالت پر جاری نہیں ہوتے تو یہ اعضاء کی قوت میں خرابی کو ظاہر کرتے ہیں اور یہ واضح ہوتا ہے کہ قوت کی خرابی اس عضو کے کس مرض سے پیدا ہوئی ہے۔ افعال کی خرابی کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ نقصانِ افعال ۲۔ تغیر افعال ۳۔ بطلان افعال

۱۔ نقصانِ افعال اس سے مراد فعل میں کمی واقع ہونا ہے مثلاً ضعف بصارت جس کی وجہ سے صاف دکھائی نہ دے، یا ضعف معدہ جس سے غذا دیر میں ہضم ہو۔

۲۔ تغیر افعال اس سے مراد یہ ہے کہ فعل کی نوعیت تبدیل ہو جائے یعنی اس کے طبعی افعال بگڑ جائیں۔ مثلاً ایک چیز دو نظر آنے لگے۔ چھوٹی چیز بڑی نظر آنے لگے اسی طرح کانوں میں وہ آوازیں سنائی دینے لگیں جن کا وجود نہ ہو، یا میٹھی چیز کڑوی محسوس ہو۔

۳۔ بطلان افعال یعنی فعل کا بالکل ختم ہو جانا مثلاً آنکھوں سے بالکل دکھائی نہ دے کانوں سے بالکل سنائی نہ دے۔ یا کسی دوسرے عضو کا جو فعل ہے وہ بالکل واقع نہ ہوا۔

۲۔ استدلال بہ استفراغ واحتباس یعنی احتباس و استفراغ کے ذریعہ سے حالات کو جاننا استفراغ کے ذریعہ بھی حالات کا پتہ ہمیشہ چلتا ہے لیکن بلا واسطہ نہیں بلکہ بالواسطہ مثلاً جو مادے استفراغ کی صورت میں خارج ہوتے ہیں ان کے نضج یا عدم نضج کا پتہ چلتا ہے۔ خارج ہونے والے فضلات اگر نضج یافتہ ہوتے ہیں تو مرض نہیں ہوتا جبکہ عدم نضج کی صورت میں مرض کی طرف رہنمائی کرتے ہیں استفراغ و احتباس کے لحاظ سے امراض کی تشخیص کرنے کی چند صورتیں ہیں۔

(الف) احتباس غیر طبعی کا ہونا مثلاً وہ مادہ یا وہ چیزیں جن کو بدن سے خارج ہونا چاہیئے وہ خارج نہ ہوں جیسے پیشاب یا پاخانہ کا رک جانا۔

(ب) استفراغ غیر طبعی کا ہونا اس کی پھر دو صورتیں ہیں۔

۱۔ استفراغ میں جو چیز خارج ہو وہ جوہر اعضاء سے تعلق رکھتی ہو۔

۲۔ استفراغ میں جو چیز خارج ہو رہی ہے وہ جوہر اعضاء سے تعلق نہ رکھتی ہو،

۱۔ استفراغ میں جو چیز خارج ہو رہی ہے اگر اس کا تعلق جوہر اعضاء سے ہے تو اس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(الف) خارج ہونے والی چیز اپنے اصل جوہر یا اپنی ساخت کی رہنمائی کرے مثلاً بلغم میں غضروفی ٹکڑوں کا خارج ہونا قصبۃ الریہ کے تاکل کو ظاہر کرتا ہے۔

(ب) خارج ہونے والی چیز اپنی مقدار سے حالت پر دلالت کرے مثلاً پیچش و سحج امعاء میں خارج ہونے والے قشور (چھلکے) اگر مقدار میں دبیز ہو تو بڑی آنت کے قرحہ کو اور پتلے ہو تو چھوٹی آنت کے قرحہ کو بتاتا ہے۔

(ج) خارج ہونے والی چیز اپنے رنگ سے دلالت کرے مثلاً پیشاب میں جو قشور خارج ہوتے ہیں اگر وہ سفید ہیں تو وہ مثانہ کے امراض کی طرف اور اگر سرخ رنگ کے ہیں تو گردے کے امراض کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

۲۔ جب خارج ہونے والی چیزیں جوہر اعضاء سے تعلق نہ رکھتی ہوں تو اس کی رہنمائی کے لئے پانچ صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(الف) خارج ہونے والی چیز طبعی ہو لیکن اس کا خارج ہونا غیر طبعی ہو مثلاً خون کا کھانسی کی صورت میں خارج ہونا۔ پھیپھڑے کے زخم پر دلالت کرتا ہے۔ قے اور دست میں خون کا شامل ہونا قروح معدہ و امعاء پر دلالت کرتا ہے۔

(ب) خارج ہونے والا چیز کیفیت کے اعتبار سے غیر طبعی ہو جیسے فاسد و خراب خون۔ خونِ فاسد کا فضلہ کے ساتھ خارج ہونا بواسیر کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ کیفیت کے غیر طبعی ہونے میں پیشاب یا پاخانہ یا پسینہ کے رنگ کی تبدیلی بھی شامل ہے مثلاً پسینہ یا پیشاب کا پیلا ہونا یرقان کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

(ج) خارج ہونے والی چیز کا جوہر غیر طبعی ہو مثلاً پیشاب میں پتھری گردے و مثانہ کے امراض کی نشاندہی کرتی ہے۔

(د) خارج ہونے والی چیز کی مقدار غیر طبعی ہو اگر چہ اس کا خارج ہونا طبعاً ضروری ہو مثلاً پیشاب یا پاخانہ کا کم یا زیادہ مقدار میں خارج ہونا۔

(س) خارج ہونے والی چیز کے خارج ہونے کا راستہ غیر طبعی ہو جائے خواہ اس کا خارج ہونا طبعی ہو مثلاً مرض ایلاؤس میں براز کا منہ کی راہ خارج ہونا۔

۳۔ استدلال بہ وجع درد کے ذریعہ سے اندرونی امراض کا پتہ چلانے کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ **درد کا مقام کے اعتبار سے** مختلف اعضاء کے امراض کی صورت میں درد مخصوص مقامات پر محسوس ہوا کرتا ہے مثلاً اگر دائیں جانب پسلیوں کے نچلے حصہ میں درد ہے تو درد جگر کی علالت ہے یا ذات الجنب کی۔ اس طرح اگر درد بائیں جانب ہے تو یہ طحال کا درد ہو سکتا ہے۔

۲۔ **درد کی نوعیت کے اعتبار سے** کبھی درد کی نوعیت سے بھی سبب کی طرف رہنمائی ہوتی ہے مثلاً وجع ثقیل اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ورم کسی بے حس عضو میں ہے، اسی طرح اگر وجع لاذع (سوزش والا درد) ہے تو یہ اس بات کا بتلاتا ہے، کہ مادہ تیز ہے جو اپنی کیفیت سے درد پیدا کر رہا ہے۔

۴۔ استدلال بہ ورم ورم کے ذریعہ اندرونی امراض کے پتہ چلانے کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ کبھی ورم کے جوہر سے رہبری حاصل ہوتی ہے مثلاً اگر ورم سرخ رنگ کا ہے تو وہ مادہ دموی کی طرف دلالت کرتا ہے اگر ورم زرد ہو تو وہ صفراوی کو اور سیاہ ہے تو سوداوی مادہ کی طرف دلالت کرتا ہے اسی طرف ورم صلب سودا کو اور ورم رخو بلغم کو بتاتا ہے۔

۲۔ ورم کے مقام سے رہبری حاصل کرنا مثلاً پسلیوں کے نیچے دائیں طرف ورم جگر کو اور بائیں طرف ورم طحال کو ظاہر کرتا ہے۔

۳۔ کبھی ورم کی شکل سے رہبری حاصل ہوتی ہے مثلاً پسلیوں کے نیچے دائیں طرف کا ورم اگر شکل میں ہلالی ہے تو یہ جگر کے ورم کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اگر ورم گول گرہ کا سا ہے تو مرارہ کا ورم ہو سکتا ہے اور اگر ورم لمبا ہے تو عضلہ مستقیمہ کا ورم

ہو سکتا ہے۔

۵۔ استدلال بہ وضع اس میں اعضاء کی شرکت کو خاص اہمیت حاصل ہے شرکت کی بنا پر کسی عضو کے مرض کی صورت میں تکلیف کسی دوسرے عضو میں محسوس ہوتی ہے۔ مثلاً گردن کی چوٹ یا بعض دیگر امراض کی صورت میں انگلیوں میں درد محسوس ہوتا ہے۔

۶۔ استدلال بہ اعراض مناسبہ دوسری مناسب علامتوں اور اعراض سے اندرونی امراض کا پتہ چلایا جائے۔

امراضِ اصلیہ و شرکیہ کی علاماتِ فارقہ

جب دو مرض ایک وقت میں موجود ہوں تو ان میں یہ تشخیص کرنا ضروری ہوتا ہے کہ ان میں مرض اصلی کون ہے اور مرض شرکی کون سا ہے۔ مرض اصلی کو مرض شرکی سے فرق کرنے کے لئے مندرجہ ذیل طریقے ہیں۔

۱۔ جب دو مرض جمع ہوں اور ان کے درمیان شرکت کا شبہ ہو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ دونوں امراض میں کون سا مرض پہلے لاحق ہوا ہے اور کون سا بعد میں چنانچہ پہلے پیدا ہونیوالا مرض اصلی اور بعد میں پیدا ہونے والا شرکی ہوگا۔

۲۔ اس پر بھی غور کرنا چاہیے کہ ایک مرض کے زائل ہو جانے کے بعد کون سا مرض باقی رہ جاتا ہے چنانچہ باقی رہ جانے والا مرض اصلی ہوگا اور زائل ہو جانے والا مرض شرکی ہوگا، اسی طرح اس کے برعکس یعنی اگر ایک مرض کے زائل ہو جانے کے بعد دوسرا مرض زائل ہو جائے تو یہ دوسرا مرض شرکی ہوگا اور پہلا مرض اصلی۔ مرض شرکی پہلے مرض کے بعد میں اور اس کے نتیجہ میں ہوتا ہے اور پہلے مرض یعنی مرض اصلی کے ٹھیک ہو جانے کے بعد ٹھیک ہو جاتا ہے۔

۳۔ یہ اصول کے جو مرض پہلے ظاہر ہوا ہے وہ اصلی ہے اور جو بعد میں محسوس ہوا ہے وہ شرکی ہے۔ کبھی غلط بھی ہو جاتا ہے، کیوں کہ بعض وقت مرض اصلی غیر محسوس ہوتا ہے اور اس کی تکلیف کا پتہ نہیں چلتا پھر جب مرض شرکی نمودار ہوتا ہے

تو مرض اصلی کی علامات بھی ظاہر ہوتی ہیں۔ اس ترکیب کے بدلنے سے یہ غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ مرض شرکی کو مرض اصلی سمجھ لیا جاتا ہے اور مرض اصلی کو مرض شرکی۔ اور بعض وقت یہ بھی ہوتا ہے کہ مرض اصلی بالکل نامعلوم اور پوشیدہ ہوتا ہے اور اس کے عرضی اور شرکی کی صورت کا اظہار ہوتا ہے۔

۴ مرض اصلی اور شرکی میں فرق کرتے وقت یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ ایک مرض کے اسباب کے باعث کونسا مرض زائل ہوتا ہے اور زائل ہونے والا مرض شرکی اور دوسرا مرض اصلی ہوگا۔

نوٹ

بعض اوقات مرض اصلی جب شروع ہوتا ہے تو معمولی ہوتا ہے اور نظر انداز کیئے جانے کے قابل ہوتا ہے لیکن اس کے نتیجہ میں جب مرض شرکی نمودار ہو جاتا ہے تو مرض اصلی بھی شدت اختیار کر لیتا ہے ایسی صورت میں کئی دفعہ مرض شرکی تو مرض اصلی اور مرض اصلی شرکی سمجھا جا سکتا ہے اور بعض اوقات تو ایسا ہوتا ہے کہ مرض اصلی بالکل ہی غیر محسوس ہوتا ہے اور آخر تک اس کا احساس نہیں ہو پاتا، لیکن مرض شرکی کافی نمایاں اور شدید ہوتا ہے ایسی صورت میں بھی مرض شرکی کو ہی مرض اصلی سمجھا جا سکتا ہے ان مغالطوں سے بچنے کا یہی طریقہ ہے کہ طبیعت کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ کون سا مرض زیادہ تر اصلی ہوتا ہے اور کونسا شرکی مثلاً معدہ کے امراض اکثر اصلی ہوتے ہیں اور دماغ کے شرکی ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے کہ مرض دماغ کی صورت میں معدہ کا شرکی مرض پیدا ہوا اس طریقے پر طبیب کو اصلی اور شرکی کا فیصلہ پورے غور اور تحمل کے بعد کرنا چاہیے۔

باب - ۱۱

علامات امزجہ

تعریف

یعنی وہ علامات جن سے مزاج کو پہچانا جاتا ہے۔ نوع انسانی کا انسان ہونے کی حیثیت سے ایک طبعی مزاج ہے لیکن ہر فرد کی حیثیت سے اس معتدل مزاج میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے، مثلاً کسی کا مزاج کچھ گرمی کی طرف مائل ہوتا ہے اور تو کسی کا سردی کی طرف اور کسی کا رطوبت کی طرف مائل ہے تو کسی کا یبوست کی طرف، لیکن ہر ایک اپنے اعتبار سے معتدل ہوتا ہے۔
علامات امزجہ کے ذریعہ ان کے مزاج کو پہنچاتے ہیں ان علامات کے ذریعہ صرف طبعی مزاج کو پہچانا جاتا ہے بلکہ غیر طبعی مزاج کو بھی پہچاننے میں مدد ملتی ہے۔
مزاج کو پہچاننے کی اہمیت صرف صحت میں ہی نہیں بلکہ مرضی حالت میں بھی ہوتی ہے کیونکہ ان کے ذریعہ تشخیص و علاج میں سہولت حاصل ہوتی ہے مثلاً ایک شخص کا مزاج اگر گرم ہے اور اس کا مزاج طبعی سے ہٹ کر غیر طبعی گرم ہو گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو طبعی مزاج سے بہت زیادہ ہٹنا نہیں پڑا ہے ایسی صورت میں معمولی درجے کی ٹھنڈی دوائیں مفید ہو سکتی ہیں لیکن اس کے برخلاف اگر ایک گرم مزاج شخص کسی بارد مرض میں مبتلا ہو گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ طبعی مزاج سے بہت زیادہ ہٹ گیا ہے ایسی صورت میں زیادہ تیز کیفیت کی دواؤں کی ضرورت ہوگی۔
اسی طرح ایک گرم مزاج شخص حار امراض میں مبتلا ہونے کی زیادہ استعداد رکھتا ہے جیسے جوان گرم امراض میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں اسی طرح جس شخص کا مزاج بارد ہوتا ہے۔ اس میں بارد امراض میں مبتلا ہونے کی زیادہ استعداد ہوتی ہے جیسے بچے اور بوڑھے سرد امراض میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔

کسی شخص کا مزاج مندرجہ ذیل علامتوں کی روشنی میں متعین کرتے ہیں۔

۱۔ لمس۔ ۲۔ لحم و شحم ۳۔ بدن کے بال ۴۔ بدن کی رنگت۔ ۵۔ اعضاء کی ہیئت۔ ۶۔ اعضاء کا جلدی یا دیر میں متاثر ہونا۔ ۷۔ نیند و بیداری۔ ۸۔ بدن کے افعال و فضلات بدن۔ ۱۰۔ انفعالات نفسانیہ۔ بعض اطباء اس میں خواب کو بھی شامل کرتے ہیں۔

۱۔ ملمس اگر کسی شخص کا ملمس سردی اور گرمی کے اعتبار سے معتدل مزاج انسان کے ملمس کے مساوی ہو تو اس شخص کو معتدل سمجھنا چاہیئے اور اگر ایسا نہ ہو اور وہ اس کے مخالف حار یا بارد ہو تو مزاج اسی کیفیت کے مطابق ہوگا مثلاً اگر ایک معتدل مزاج شخص معتدل حرارت میں کسی شخص کو چھو کر دیکھے اور اس شخص میں کسی قسم کی زائد کیفیت محسوس نہ ہو تو اس شخص کا مزاج معتدل ہوگا کیوں کہ اپنے مشابہ مزاج ہونے کی وجہ سے اسے مزید کوئی کیفیت محسوس نہیں ہوگی لیکن اگر چھونے سے گرم یا سرد محسوس ہو رہا ہے تو اسی اعتبار سے جس شخص کو چھو کر دیکھا جا رہا ہے اس کا مزاج گرم یا سرد ہوگا۔ اسی طرح سے ملمس کی یبوست سختی مزاج کی یبوست پر اور ملمس کی نرمی اور رطوبت مزاج کی رطوبت پر دلالت کرتی ہے بشرطیکہ وہاں کوئی بیرونی سبب نہ ہو جو اس طرح کی کیفیت پیدا کر رہا ہو جیسے ہوا۔ پانی۔ حمام وغیرہ۔

اسی طرح ہاتھ اور پیر کے ناخنوں کی نرمی و سختی سے بھی مزاج کا پتہ چلتا ہے ناخنوں کا نرم ہونا مزاج بلغمی اور سخت یا کھردرا ہونا مزاج یابس کو بتاتا ہے بشرطیکہ وہاں کوئی ایسا بیرونی سبب نہ ہو جس کی وجہ سے کیفیت پیدا ہو رہی ہوں۔ مثلاً کبھی ٹھوکر وغیرہ کے لگنے سے پیر کے ناخن خراب ہو جاتے ہیں۔

نرمی اور سختی کو دیکھ کر رطوبت و یبوست کا فیصلہ اسی وقت لگایا جا سکتا ہے جب کہ اس شخص کا مزاج حرارت و برودت کے اعتبار سے معتدل ہو۔ اگر حرارت و برودت معتدل نہیں ہوگی تو یہ ممکن ہے کہ حرارت کی زیادتی سخت کھردرے ملمس کی رطوبت کو تحلیل کر کے اسے نرم بنا دے جس سے یہ خیال ہو کہ یہ ملمس طبعی طور پر نرم و تر ہے۔ اسی طرح یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نرم ملمس کو برودت جما کر کثیف کر کے ایسا سخت کر دے کہ وہ یابس معلوم ہونے لگے، جن لوگوں کا مزاج بارد ہوتا ہے وہ اکثر نرم ہوتے ہیں چاہے وہ لاغر ہی کیوں نہ ہوں اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بارد مزاج لوگوں میں خام اخلاط کی کثرت ہوتی ہے۔

۲ لحم و شحم

بدن میں لحم یعنی گوشت کی زیادتی حرارت و رطوبت کو بتاتی ہے کیونکہ اس کا سبب فاعل حار ہے ایسی صورت میں بدن میں ٹھوس پن پایا جاتا ہے۔ شحم (چربی) و سمین (رعاج) کی زیادتی جسم میں برودت و رطوبت پر دلالت کرتی ہے اس کے ساتھ بدن میں ترہل (ڈھیلا پن) پایا جاتا ہے، یہ ترہل کا ہونا طبعی مزاج کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے اور عارضی مزاج کی صورت میں بھی۔ جس شخص میں یہ طبعی طور پر ہوتا ہے عام طور پر اس کی رگیں کچھ تنگ ہوتی ہیں اور خون کی کمی ہوتی ہے۔ اور ایسا شخص بھوک کے وقت نڈھال ہو جاتا ہے لیکن عارضی مزاج کی صورت میں ایسا نہیں ہوتا۔

لحم و شحم و سمین کی زیادتی جس طرح رطوبت کی طرف دلالت کرتی ہے اسی طرح ان کی کمی حرارت و یبوست کو بھی بتاتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جگر جیسے گرم اعضاء کے اوپر چربی بہت کم ہوتی ہے۔ اور جو اعضاء بارد ہیں ان کے اوپر چربی کی زیادتی پائی جاتی ہے مثلاً آنتیں جن کے اوپر چربی کی مقدار کافی ہوتی ہے لیکن قلب جو کہ حار عضو ہے اس کے باوجود اس پر چربی کی زیادتی ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قلب چونکہ ایک گرم عضو ہے اور ہر وقت متحرک رہتا ہے اگر اس پر چربی نہ ہو تو اس کی قوتیں تحلیل ہو جائیں گی اور اس قدر کمزور ہو جائے گا کہ وہ اپنا ضروری فعل ٹھیک طرح سے انجام نہ دے سکے گا اس لئے طبیعت قلب کی طرف چربی روانہ کرتی رہتی ہے تاکہ وہ کثرت تحلیل کی وجہ سے کمزور نہ ہو اور جو چربی تحلیل ہو گئی ہے اس کی کمی پوری ہو سکے۔ قلب کے علاوہ بدن کے تمام اعضاء میں جو کہ بارد ہیں وہاں پر شحم و سمین کی کثرت ہوتی ہے اور جو عضو حار ہیں وہاں ان کی کمی ہوتی ہے۔

جس بدن میں لحم کی زیادتی ہو اور شحم و سمین کی کثرت نہ ہو تو وہ بدن گرم و تر ہوتا ہے لیکن اگر لحم کے ساتھ شحم و سمین کی بھی زیادتی ہو لیکن یہ زیادتی بہت زیادہ نہ ہو یہ حرارت کے ساتھ رطوبت کی زیادتی کی علامت ہے۔

جس بدن میں شحم و سمین کی کثرت ہو اور لحم زیادہ نہ ہو تو یہ برودت و رطوبت کی زیادتی کا ثبوت ہے اور بارد رطب مزاج کی دلالت کرتا ہے۔ سب سے لاغر شخص وہ ہے جس کا مزاج بارد یابس ہوتا ہے اس کے بعد لاغری میں حار یابس کا درجہ ہے اس کے بعد وہ بدن جس میں یبوست کا غلبہ ہو اور حرارت و برودت میں معتدل شخص کا درجہ ہے اس کے بعد وہ شخص اور بھی کم لاغر ہوتا ہے جس کا مزاج حار ہو اور رطوبت و یبوست میں معتدل ہو جس شخص کا مزاج بارد رطب ہو گا وہ ان میں سب سے زیادہ موٹا

اور اس کے بعد وہ جس کا کہ مزاج حار رطب ہوگا۔

۳۔ بدن کے بال بال کے ذریعہ مزاج کو سمجھنے و پہچاننے کے سلسلے میں مندرجہ ذیل باتوں پر غور کیا جاتا ہے۔

۱۔ بالوں کا جلد یا دیر سے اگنا۔
۲۔ بالوں کی قلت و کثرت۔
۳۔ بالوں کا باریک یا موٹا ہونا۔
۴۔ بالوں کا سیدھا یا گھونگھر یالا ہونا۔
۵۔ بالوں کی رنگت۔

۱۔ بالوں کا جلد یا دیر سے اگنا بالوں کا جلد یا دیر سے اگنا یا بالکل نہ نکلنا مزاج کی رطوبت کو بتاتا ہے بشرطیکہ جسم میں خون کی کمی نہ ہو کیوں کہ بعض اوقات خون کی کمی کی وجہ سے بال دیر سے نکلتے ہیں یا بالکل نہیں نکلتے ہیں بالوں کا جلدی نکلنا مزاج میں یبوست کی طرف دلالت کرتا ہے اگر بال بہت جلد اور کثرت سے اگتے ہوں تو یہ حرارت و یبوست کی طرف نشان دہی کرتے ہیں اور اس شکل میں بال کافی موٹے بھی ہوتے ہیں بالوں کی زیادتی کثرت حرارت کی طرف اور بالوں کے غلظت کثرت دخان کو بتاتی ہیں جوانوں میں حرارت و دخان کی کثرت ہوتی ہے ان کے بال تعداد میں زیادہ اور موٹے ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف بچوں میں بخارات کی کثرت ہوتی ہے اور دخان کم ہوتا ہے جس کی وجہ سے بال باریک اور کم ہوتے ہیں۔

۲۔ بالوں کی قلت و کثرت بالوں کی کثرت زیادتی حرارت کو ظاہر کرتی ہے۔ صورت میں بال کم ہوتے ہیں بچپن میں بالوں کی کثرت اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ بڑے ہونے کے بعد ان کا مزاج سوداوی ہو جائے گا اور بڑھاپے میں بالوں کی کثرت اس بات کو بتلاتی ہے کہ ان کا مزاج سوداوی ہے۔

۳۔ بالوں کا باریک یا موٹا ہونا رطوبت کی صورت میں بال باریک ہوتے ہیں اس کے برخلاف یبوست کی صورت میں بال موٹے ہوتے ہیں حرارت و یبوست کی صورت میں بال کثرت سے اور موٹے اگتے ہیں۔ جبکہ برودت و رطوبت کی صورت میں بال کم اور باریک ہوتے ہیں۔

۴۔ بالوں کا سیدھا یا گھونگھریالہ ہونا

بالوں کا ٹیڑھا ہونا دو باتوں پر دلالت کرتا ہے حرارت و یبوست۔ کیوں کہ یہ دیکھا گیا ہے جہاں پر خشکی زیادہ ہوتی ہے وہاں پر درخت ٹیڑھے میڑھے ہوتے ہیں اور جہاں پر پانی کی کثرت ہوتی ہے اور رطوبت کا غلبہ ہوتا ہے وہاں پر پیڑ اکثر سیدھے ہوتے ہیں یہی اثر بالوں پر بھی پڑتا ہے۔ بالوں کا گھونگھریالہ ہونا حرارت و یبوست کو ظاہر کرتا ہے لیکن کبھی یہ اس بات کو بتاتا ہے کہ بال نکلنے کے سوراخ و مسامات میں پیچیدگی ہے یا ٹیڑھا پن ہے، جو گھونگھرالا پن مسامات کے ٹیڑھے ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے وہ ہمیشہ قائم رہتا ہے، لیکن جو گھونگھرالا پن حرارت و یبوست کی وجہ سے ہوتا ہے وہ مزاج کی تبدیلی کے بعد ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جوانی کے گھونگھریالے بال بڑھاپے میں سیدھے ہو جاتے ہیں۔

۵۔ بالوں کی رنگت

بالوں کی سیاہی مزاج حار کی اور پیازی رنگت بارد مزاج کی علامت ہے، بالوں کا اشقری رنگ (زردی مائل سرخی) اور سرخی اعتدال مزاج کو ظاہر کرتی ہے بالوں کی سفیدی کبھی برودت کبھی رطوبت کو بتاتی ہے اور کبھی یہ یبوست کی شدت پر بھی دلالت کرتی ہے جیسا کہ نباتات کے سوکھ جانے کے وقت ان کی سبزی دور ہو کر ان پر ایک قسم کی سفیدی آجاتی ہے۔

نوٹ

ارسطو کے نظریہ کے مطابق بال سفید ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جس مادہ سے بال پیدا ہوتا ہے اس کا رنگ استحالہ کی خرابی کی وجہ سے بلغم کے رنگ میں تبدیل ہو جاتا ہے لیکن جالینوس کا خیال یہ ہے کہ بالوں کے سفید ہونے کا سبب یہ ہے کہ جب ان کی طرف جانیوالی غذا بارد ہوتی ہے اور مسامات میں سستی کے ساتھ نفوذ کرتی ہے تو اس قسم کی غذا میں ایک قسم کا تغیر پیدا ہو جاتا ہے جس کی مشابہت جالینوس نے پھپھوندی جیسے مادہ سے دی ہے جس طرح پھپھوندی میں سفیدی ہوتی ہے اسی طرح بال کی غذا میں سفیدی آجاتی ہے جس کے نتیجہ میں بال سفید ہو جاتا ہے ابن سینا نے ارسطو و جالینوس کے نظریات کو ٹھیک بتلاتے ہوئے کہا ہے کہ ان دونوں کے نظریات میں کچھ زیادہ

فرق نہیں ہے کیوں کہ بلغم کا رنگ بھی سفید ہوتا ہے اور پھپھوندوالی چیز کا رنگ بھی سفید ہوتا ہے۔

بالوں کے رنگ سے مزاج کا تعین کرتے وقت اس بات کا بھی خاص خیال رکھنا چاہیے کہ بالوں کی رنگت میں ملکوں اور ہواؤں کا بھی اثر ہوتا ہے مثلاً افریقہ کی ہوا اتنی گرم ہوتی ہے کہ وہاں کے لوگوں کے بال میں شقرت نہیں پائی جاتی۔ اور ان کے بال سیاہ ہوتے ہیں اسی طرح مغربی ممالک کی ہوا اتنی سرد ہوتی ہے کہ وہاں بالوں کا سیاہ ہونا ممکن نہیں اس کے ساتھ ساتھ بالوں کی رنگت میں عمر کو بھی کافی اہمیت حاصل ہے مثلاً بچوں کے بال بھورے۔ جوانوں کے بال سیاہی کی طرف مائل ہوتے ہیں اور بوڑھوں کے بال سفید ہوتے ہیں۔

۴۔ بدن کی رنگت

بدن کی سفیدی برودت اور قلتِ خون پر دلالت کرتی ہے اگر حرارت یا خلطِ صفراوی کا غلبہ ہو تو بدن کا رنگ زردی مائل ہوتا ہے بدن کی سرخی خون کی کثرت اور حرارت کی علامت ہے۔ بدن کی زردی یا زردی مائل سرخی کثرت حرارت کی علامت ہے ان میں بدن کی زردی زیادہ تر صفرا، اور زردی مائل سرخی زیادہ تر خون کی طرف نشان دہی کرتی ہے بعض اوقات بدن کی زردی صفرا کی کثرت کی وجہ سے نہ ہوکر خون کی کمی کی صورت میں بھی پائی جاتی ہے جیسا کہ اکثر بیماری سے اٹھے ہوئے لوگوں میں دیکھنے میں ملتا ہے بدن کا نیلا پن شدتِ برودت کی علامت ہے برودت کی زیادتی کی وجہ سے خون کی پیدائش کم ہو جاتی ہے اور جو پیدا ہوتا ہے وہ منجمد ہوکر سیاہی مائل ہو جاتا ہے۔

گندمی رنگ اعتدالِ حرارت کی علامت ہے بیگنی رنگ برودت و یبوست کو ظاہر کرتا ہے کیوں کہ بیگنی رنگ سودا کی وجہ سے ہوتا ہے اور سودا کا مزاج بارد یابس ہے۔ جصتی رنگ (ایسی سفیدی جس کے ساتھ تھوڑی سی نیلاہٹ بھی شامل ہو) برودت و بلغمیت کی وجہ سے ہوتا ہے برودتِ رطوبت کی وجہ سے بدن کا رنگ رصاصی (قلعی جیسا) دیکھنے کو ملتا ہے، عاجی رنگ (ہاتھی دانت جیسا) بلغمی برودت کو ظاہر کرتا ہے جس کے ساتھ تھوڑا صفرا بھی شامل ہو

نوٹ

کبھی بدن کا رنگ مزاج کی وجہ سے نہ ہوکر کسی بیماری کے نتیجہ میں تبدیل ہو جاتا ہے اس لئے بدن کی رنگ سے مزاج کا تعین کرنے سے پہلے ان امراض کو ذہن میں رکھنا چاہیے۔ مثلاً امراض جگر و مرارہ میں بدن کا رنگ زردی کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور امراض طحال کی وجہ سے بدن کا رنگ زردی و سیاہی مائل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قلت خون میں بدن کا رنگ زرد، جو کہ سفیدی مائل ہوتا ہے لو لگنے اور کچھ تیز بخاروں میں بدن کا رنگ کچھ سرخ دیکھنے کو ملتا ہے۔

۵۔ اعضاء کی ہیئت

اعضاء کی ہیئت اور ساخت یعنی بناوٹ سے بھی مزاج کا اندازہ ہوتا ہے جو علامات اعضاء کی ہیئت کے ذریعہ مزاج کو بتاتی ہے ان میں چوڑا سینہ، بڑے ہاتھ پاؤں، رگوں کا کشادہ یا نمایاں ہونا، نبض عظیم و قوی اور موٹے عضلات خاص کرکے جوڑوں کے پاس، مزاج کی حرارت ظاہر کرتے ہیں اور بارد المزاج اشخاص کی ہیئت ان کے خلاف ہوگی اسی طرح یابس مزاج میں جلد خشک اور کھردری ہوگی بدن کے مفاصل نمایاں ہوں گے سینہ تنگ اور گھٹا ہوا ہوگا۔ ناک کی غضروف ابھری ہوئی ہوگی اور کھڑی ہوگی اور مزاج رطب کی علامتیں اس کے برعکس ہوں گی۔

۶۔ اعضاء کا جلد یا دیر میں متاثر ہونا

یعنی اعضاء یا پورے بدن کا جلد ہی کسی سبب سے مثلاً گرمی سردی رطوبت اور خشکی سے متاثر ہونا جسم میں جس کیفیت کا غلبہ ہوتا ہے وہ اسی کیفیت کا اثر جلد قبول کر لیتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص سرد ہوا، ٹھنڈے موسم اور کھانے پینے کی ٹھنڈی چیزوں سے متاثر ہوتا ہے اور ان سے نقصان محسوس کرتا ہو تو سمجھ لیا جائے کہ اس کا مزاج سرد ہے اگر کسی کو سرد ہوا، سرد موسم اور سرد غذا نقصان نہ پہنچائے تو اس کا مزاج گرم ہوگا۔

یہاں پر یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے چوں کہ تمام چیزیں اپنی ضد یعنی کیفیات متضاد سے متاثر ہوتی ہیں نہ کہ ہم جنس و مشابہ کیفیات سے۔ لہذا جو عضو آسانی سے گرم

ہو جائے دوسرا اور جو آسانی سے سرد ہو جائے وہ گرم ہونا چاہیئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم جنس سے دوسری ہم جنس چیز متاثر نہیں ہوتی اس کے لئے ضروری ہے کہ دونوں چیزیں کیفیت کی نوعیت اور کیفیت کے درجے کے لحاظ سے ایک ہوں جیسے دونوں گرم ہوں اور ایک ہی درجہ کی گرم ہوں چنانچہ گرم چیز سرد چیز کی شبیہ نہیں ہو سکتی۔ کیوں کہ دونوں کی کیفیات مختلف ہیں بلکہ ایسی دو گرم چیزیں بھی باہم شبیہ نہیں ہو سکتیں۔ جن میں ایک زیادہ گرم ہے اور دوسری کم گرم ہو۔

کم گرم چیز دوسری زیادہ گرم چیز کے مقابلے میں بارد ہوگی اور وہ بارد ہونے کی حیثیت سے دوسری زیادہ گرم چیزوں سے متاثر ہوگی اس کا یہ متاثر ہونا اس کے حار ہونے کی حیثیت سے نہیں ہوگا جس میں ہم شبیہ سے متاثر ہونے کا سوال پیدا ہوا اسی طرح کم گرم چیز اس چیز سے بھی متاثر ہوگی جو اس کے مقابلے میں بارد ہے اور اس چیز سے بھی جو واقعی میں بارد ہے لیکن دونوں صورتوں میں فرق یہ ہوگا کہ زیادہ گرم چیز تو کم گرم چیز کی کیفیت بڑھا دے گی اور بارد چیز اس کی کیفیت کو کم کر دے گی۔ اس سے ظاہر ہے کہ گرم چیزیں مناسبت و مشابہت کی وجہ سے اس چیز کی کیفیت آسانی سے حاصل ہوتی ہے جو اس کی کیفیت غالبہ میں اضافہ و مدد کرنے والی ہو۔ یعنی یہ گرم چیز زیادہ گرم چیز سے آسانی سے متاثر ہو کر اپنی حرارت بڑھا دے گی۔

۷۔ نیند و بیداری نیند اور بیداری کا اعتدال پر قائم رہنا اعتدال مزاج کی علامت ہے۔ نیند کا زیادہ آنا رطوبت و برودت کی علامت ہے اور جاگنے کی زیادتی یعنی نیند کی کمی یبوست و حرارت خصوصاً دماغ کی یبوست و حرارت کو بتاتی ہے۔

۸۔ افعال اعضاء جب تک اعضاء کے افعال طبعی رفتار پر جاری رہیں تو یہ اعتدال مزاج کی علامت ہے اگر افعال کی رفتار طبعی سے بڑھ جائے اور ان میں تیزی و سرعت آجائے تو یہ حرارت کی علامت ہے مثلاً اعضاء کا نشو و نما تیزی سے ہونا یا ناخنوں اور بالوں کا تیزی سے بڑھنا۔

اسی طرح سے کچھ دوسرے افعال سے بھی مزاج حار کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے مثلاً آواز کا زور دار اور بلند ہونا۔ بدن کی دوسری حرکتوں میں تیزی مثلاً تیز چلنا۔ تیز بولنا

زیادہ بولنا۔ غصہ کا جلدی آنا اور جلد جلد آنکھیں جھپکانا وغیرہ۔ ان افعال کے لئے یہ ضروری نہیں کہ حرارت پورے بدن میں عام ہو بلکہ حرارت کسی مخصوص عضو میں بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔ اور اس عضو سے تعلق رکھنے والے افعال میں تیزی دیکھنے کو ملتی ہے مثلاً صرف آنکھ میں حرارت زیادہ ہو یا صرف دماغ میں حرارت زیادہ ہو اور اس سے ان اعضاء کے افعال میں تیزی آجائے گی۔

اس کے برعکس اگر افعال میں ضعف اور سستی ہو تو یہ مزاج بارد کی طرف دلالت کرتی ہے مثلاً حرکتوں کا آہستہ ہونا۔ دھیرے دھیرے چلنا اور آہستہ بولنا وغیرہ۔ لیکن کبھی افعال میں کمی اور ضعف شدت حرارت کی وجہ سے بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ لیکن اس شکل میں افعال طبعی رفتار سے بدلے ہوئے اور ساتھ میں ناقص ہوتے ہیں۔ مثلاً سوء مزاج حار کی وجہ سے جس میں کہ حرارت بڑھ جاتی ہے نیند کا نہ آنا یا کم آنا۔ اسی طرح بعض اوقات برودت کی وجہ سے بعض افعال طبعی حالت سے بڑھ بھی جاتے ہیں مثلاً برودت کی وجہ سے نیند کا زیادہ آنا۔

۹۔ فضلات بدن بدن سے خارج ہونے والے فضلات اور ان کے خارج ہوتے وقت کی کیفیت سے بھی مزاج کو متعین کرنے میں مدد ملتی ہے جو فضلات طبعاً خارج ہوتے ہیں وہ اگر صحیح کیفیت اور طبعی تقاضے کے مطابق خارج ہوں تو سمجھنا چاہیئے کہ بدن کا مزاج اعتدال پر ہے بدن سے خارج ہونے والے فضلات جیسے بول و براز اور پسینہ کی بو اگر نہایت تیز اور قوی ہو اور وہ اپنے طبعی رنگ کے مقابلے میں زیادہ رنگین ہو اور پوری طرح نضج یافتہ ہوں تو یہ مزاج حار کی طرف دلالت کرتا ہے اور اس کے برعکس صورت میں مزاج بارد کی طرف نشان دہی کرتا ہے۔

۱۰۔ انفعالات نفسانیہ وہ علامات جو نفس اور دماغی قوتوں سے تعلق رکھتی ہیں وہ طبعی مزاج کے سلسلے میں خاص اہمیت رکھتی ہیں انفعالات نفسانیہ کا قوی اور تیز ہونا اور ان کی زیادتی حرارت مزاج کی علامت ہے۔ مثلاً غصہ کی زیادتی۔ رنج و غم کی زیادتی، ذہانت اور فہم و فراست کی زیادتی۔ بہادری۔ بے پرواہی۔ کاہلی و سستی کی کمی۔ جرأت۔ بے باکی۔ سنگدلی

اخلاق میں مردانگی، مثلاً باوفا، بامروت، سچا رازدار، بااخلاق خوش دل حرارت مزاج کی علامت ہیں۔ حار مزاج کی یہ بھی خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ خود منفعل یا متاثر نہیں ہوتا بلکہ اس میں دوسروں کو متاثر کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے اس کے برعکس علامتیں مزاج بارد میں پائی جائیں گی۔

اس طرح انفعالات نفسانیہ مثلاً غصہ، غم، فکر اور خوشی وغیرہ کا دیر تک قائم رہنا اور حواس خمسہ ظاہرہ و باطنہ کے تمام محسوسات کو عرصہ تک یاد رکھنا مزاج میں یبوست کی علامت ہے مزاج یابس رکھنے والے اشخاص بہت چھوٹی چھوٹی اور معمولی باتیں بھی ان کے ذہن میں محفوظ رہتی ہیں۔ اور ایسا آدمی آسانی سے انھیں بھول نہیں پاتا اس کے برخلاف مزاج رطب میں تاثرات وانفعالات جلدی زائل ہوجاتے ہیں اور ان کے تاثرات زیادہ عرصہ تک محفوظ نہیں رہ پاتے۔

۱۱۔ **خواب** اصل میں خواب کا تعلق بھی انفعالات نفسانیہ سے ہی ہے۔ خواب کے ذریعہ مزاج کا تعین کرنے میں مدد ملتی ہے مثلاً مزاج حار میں خواب میں آگ، دھوپ، لڑائی جھگڑا یا زرد یا سرخ چیزیں نظر آتی ہیں اسی طرح مزاج بارد میں برف، پالہ، اولہ، دریا و دوسری سفید و ٹھنڈی چیزیں دکھائی دیتی ہیں اس طرح جس خلط کا غلبہ ہوگا اسی کی مناسبت سے خواب میں چیزیں دکھائی دیں گی۔

معتدل مزاج کی علامات

مزاج معتدل کا اندازہ لگانے کے لئے مندرجہ ذیل امور پر غور کرنے کے بعد ہی کوئی فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ بدن کی جلد یعنی ملمس کا حرارت۔ برودت۔ یبوست و رطوبت اور نرمی و سختی میں معتدل ہونا یعنی جسم چھونے سے نہ زیادہ گرم یا سرد یا خشک محسوس ہو اس کے ساتھ ساتھ وہ نہ تو زیادہ نرم ہی ہو اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جو شخص اسے چھوکر دیکھ رہا ہے اس کا ملمس بھی معتدل ہو ورنہ صحیح طور پر معتدل مزاج کا اندازہ لگانا ممکن نہ ہوگا۔

۲۔ سرخی اور سفیدی میں بدن کا رنگ اوسط درجہ کا ہونا، یعنی بدن نہ تو زیادہ سرخ ہی

ہو اور نہ ہی سفید اس کے علاوہ کوئی دوسرا رنگ مثلاً سیاہ یا پیلا بھی نہ ہو۔

۳۔ ڈیل ڈول کا فربہی و لاغری میں اعتدال پر ہونا یعنی جسم نہ تو بہت زیادہ موٹا ہی ہو اور نہ ہی لاغر اس کا قد بھی نہ بہت زیادہ لمبا ہو اور نہ ہی چھوٹا۔

۴۔ بدن کی رگوں کا نہ زیادہ ابھرا ہوا ہونا اور نہ زیادہ دبا ہوا ہونا یعنی بدن کی جو رگیں ہیں وہ نہ تو بہت زیادہ نمایاں اور نہ ہی بالکل پچکی ہوئی ہوں۔

۵۔ بالوں کی قلت و کثرت اور سیدھے اور گھونگھریالے پن کے اعتبار سے درمیانی حالت میں ہونا یعنی جسم میں نہ تو بہت ہی زیادہ بال ہوں اور نہ ہی طبعی حالت سے کم ہوں اس طرح نہ تو وہ بہت زیادہ سیدھے ہوں اور نہ ہی بہت زیادہ گھونگھریالے، اس طرح بالوں کو رنگ کے لحاظ سے معتدل ہونا چاہیئے مثلاً ہمارے یہاں کی آب و ہوا کے لحاظ سے بچپن میں بھورے اور جوانی میں سیاہ ہونے چاہئیں۔

۶۔ نیند و بیداری کے لحاظ سے معتدل ہونا یعنی نہ تو نیند کی کمی ہو اور نہ ہی زیادتی، وہ عمر اور موسم کے لحاظ سے سونے اور جاگنے میں معتدل ہو،

۷۔ بدن کے تمام افعال اور ساری قوتیں درست ہوں اس کے ساتھ ساتھ اس کی بدنی نشوونما ٹھیک ہو۔

۸۔ معتدل مزاج کا تعین کرنے کے لئے اس کے خواب وانفعالات نفسانیہ پر بھی غور کرنا چاہیئے اس کے خواب ڈراؤنے نہ ہوں بلکہ دلچسپ اور طبیعت کے موافق ہوں اس کے خواب میں اچھی اچھی چیزیں نظر آئیں۔

۹۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے اخلاق و عادات پر بھی غور کرنا چاہیئے اس میں غصہ سنگدلی۔ رحم۔ تکبر۔ عاجزی۔ طیش اور صبر کی نہ تو زیادتی ہو اور نہ ہی کمی۔ بلکہ وہ معتدل حالت پر ہوں۔

۱۰۔ معتدل مزاج کا شخص اپنے ساتھیوں میں ہر دل عزیز اور پسندیدہ ہوتا ہے اور وہ ہنس مکھ اور ملنسار ہوتا ہے اس میں کھانے پینے کی خواہش اعتدال پر ہوتی ہے۔ اور اس کے فضلات طبعی راستوں سے طبعی طور پر خارج ہوتے ہیں۔

۱۱۔ تخیلات کے لحاظ سے درمیانی حالت پر ہو۔

عارضی مزاج اور اس کی علامات

علامات مزاج حار اگر مزاج میں حرارت عارضی طور پر بڑھی ہو گی تو بدن میں بڑھی حرارت محسوس ہو گی اس کی وجہ سے بدن میں تکلیف ہو گی بخار جلد جلد لاحق ہو گا۔ اور جب لاحق ہو گا تو اس میں حرارت زیادہ محسوس ہو گی بدن بوجھل ہو گا، سرخی اور تناؤ کا احساس ہو گا، اگر ایسا شخص حرکت کرے تو وہ جلد ہی نڈھال ہو جائے گا۔ کیوں کہ حرکت سے حرارت میں اور اشتعال پیدا ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ پیاس کی زیادتی ہو گی، فم معدہ میں سوزش اور منہ میں کڑواہٹ ہو گی نبض ضعیف۔ زیادہ سریع اور متواتر ہو گی خواب میں سرخ چیزیں مثلاً آگ اور خون وغیرہ دکھائی دیں گے، ایسے شخص کو سرد چیزوں کے استعمال سے آرام ملے گا۔ اور گرم چیزوں کے استعمال سے تکلیف ہو گی۔ گرمی کا موسم موافق نہیں آئے گا۔

علامات مزاج بارد اگر مزاج میں عارضی طور پر برودت بڑھ جائے تو اس کی علامات یہ ہوں گی کہ بدن کی رنگت سفید ہو گی، ہضم میں کمی ہو گی، پیاس میں کمی ہو گی، لمس سرد ہو گا۔ مفاصل ڈھیلے ہوں گے، بلغمی بخاروں و دوسرے امراض کی کثرت ہو گی، نزلہ کی شدت ہو گی، بدن کی حرکت و دوسرے افعال سست ہوں گے منہ میں لعاب زیادہ آئے گا، بدن میں بوجھ اور اونگھ کی زیادتی ہو گی۔ خواب میں پانی۔ اولے اور بادل وغیرہ دکھائی دیں گے۔ ٹھنڈی چیزوں کے استعمال سے تکلیف بڑھے گی۔ گرم چیزوں کے استعمال سے آرام ملے گا۔ موسم سرما موافق نہیں آئے گا۔

علامات مزاج رطب اگر عارضی طور پر مزاج میں رطوبت بڑھ جائے تو اس کی علامتیں مزاج بارد کی علامتوں سے ملتی جلتی ہوں گی لیکن اس کے ساتھ ترہل پایا جائے گا۔ منہ سے لعاب اور ناک سے رطوبت زیادہ نکلے گی لمس نرم ہو گا پیاس کی کمی ہو گی پاخانہ نرم ہو گا بدہضمی زیادہ ہو گی۔ نیند کی زیادتی ہو گی، پپوٹوں پر پھیج ملے گا۔ رطب چیزوں کے استعمال سے تکلیف اور خشک چیزوں کے استعمال سے فائدہ ہو گا۔

حکیم علی ضیاء احمد

علامات مزاج یابس مزاج میں عارضی طور پر یبوست پیدا ہونے پر بدن کی جلد خشک ہوگی۔ اس کے ساتھ ساتھ لاغری ہوگی بدن گرم پانی اور لطیف روغنوں کو جلد جذب اور قبول کرے گا پیاس زیادہ لگے گی ٹھنڈے پانی سے تسکین ہوگی خشک چیزوں کے استعمال سے تکلیف اور تر چیزوں کے استعمال سے آرام ملے گا۔ موسم خزاں موافق نہیں ہوگا۔

اعتدال سے زیادہ خارج مزاج کی علامات

اگر کسی شخص کا مزاج اعتدال سے زیادہ ہٹ جائے اور ساتھ ہی اس کے بدن کی خلقت بھی ایسی نہ ہو تو اس کے اعضاء طبعی تناسب سے ہٹ جاتے ہیں اور بعض اوقات اعضاء رئیسہ کا مزاج بھی اعتدال سے کافی ہٹ جاتا ہے جیسے قلب جو کہ حار عضو ہے اس میں برودت کا غلبہ ہو جائے دماغ جو کہ سرد عضو ہے اس میں حرارت کا غلبہ ہو جائے تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں دوسرے اعضاء کا مزاج اور خلقت طبعی تناسب پر قائم نہیں رہ سکے گا۔

اگر قلب کا مزاج غیر معتدل طور پر حار ہو جائے تو نبض عظیم۔ سریع اور متواتر ہوگی اور اگر قلب میں یبوست ہوگی تو نبض میں صلابت ہوگی۔ نبض کا عظیم اور لین ہونا مزاج قلب کی حرارت و رطوبت کی زیادتی کی علامت ہے۔ اسی طرح اگر دماغ میں حرارت کا غلبہ ہو جائے تو اس سے آنکھ سرخ ہوگی آنکھ کی حرکت تیز ہوگی اس کے ساتھ ساتھ نیند کی کمی ہوگی اگر دماغ کا مزاج غیر طبعی طور پر بارد ہو جائے تو اس کی علامات حار کے برعکس ہوں گے۔

اگر اعضاء رئیسہ اعتدال سے زیادہ مزاج سے ہٹ جائیں گے تو اس کا اثر اعضاء کی خلقت پر بھی پڑے گا اس سے اعضاء کے افعال بے ڈھنگے اور سمجھ و عقل بھی متاثر ہوگی مثلاً کسی شخص کا پیٹ بڑھا ہوا ہو۔ انگلیاں چھوٹی ہوں۔ چہرہ گول اور سر بہت بڑا یا بہت چھوٹا ہو گردن چہرہ اور ٹانگوں پر گوشت کی کثرت ہو دونوں جبڑے بڑے ہوں تو یہ اعضاء کے مزاج کے شدید اختلاف کو ظاہر کرتا ہے، اسی طرح اگر سر و پیشانی گول چہرہ لمبوترہ گردن بہت موٹی اور آنکھوں کی حرکت بہت سست ہو تو یہ بھی اعتدال سے مزاج کے بہت زیادہ ہٹے ہوئے ہونے کی علامت ہے۔

باب۔ ۱۲

علاماتِ امتلاء

امتلاء کی دو صورتیں ہیں اوران دونوں کے لحاظ سے امتلاء کی علامات الگ الگ ہیں۔

۱۔ امتلاء بحسب الاوعیہ

۲۔ امتلاء بحسب القوہ

۱۔ **امتلاء بحسب الاوعیہ** اس سے مراد یہ ہے کہ اگرچہ اخلاط اور ارواح کی کیفیت درست ہو مگران کی کمیت یعنی مقدار میں اضافہ ہو جائے اوراس مقدار کی زیادتی کی وجہ سے عروق پُر ہو جائیں اوران میں تمدد یاتناؤ پیدا ہو جائے اس قسم کا امتلاء جس شخص کو لاحق ہو اس کے لئے حرکت کرنا خطرناک ہے کیوں کہ امتلاء کی حالت میں حرکات سے رگوں کے پھٹنے کا اندیشہ رہتا ہے اوراس سے خفقان، صرع اور سکتہ جیسے مہلک امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

علاماتِ امتلاء بحسب الاوعیہ اعضاء کا بوجھل ہو جانا۔ حرکتوں میں سستی وکسل مندی یا تکان کا پایا جانا۔ بدن کے رنگ کا سرخ ہو جانا۔ رگوں کا پھولا ہوا ہونا۔ اوران میں تناؤ کا پیدا ہو جانا۔ جلد کا تنا ہوا ہونا۔ نبض کا ممتلی ہونا۔ قارورہ کا رنگین اور گاڑھا ہونا۔ بھوک کم ہو جانا۔ بصارت میں کدورت پیدا ہو جانا آنکھوں کے نیچے اندھیرا اور چکر کا پیدا ہونا۔ نیند میں ایسے خواب دیکھنا جو ثقل کو بتاتے ہیں مثلاً اپنے آپ کو بے حرکت پانا۔ بوجھ اٹھاتے ہوئے دیکھنا۔ کھڑے ہونے کی ہمت نہ پانا۔ بات چیت پر قدرت نہ رکھنا۔

۲۔ امتلاء بحسب القوہ اس سے مراد یہ ہے کہ صرف اخلاط کی مقدار کی زیادتی کی وجہ سے امتلاء نہ ہو بلکہ مقدار کے ساتھ ساتھ اخلاط کی کیفیت بھی ردّی اور خراب ہو جائے اور اس مقدار کی زیادتی اور اخلاط کی کیفیت کی خرابی کی وجہ سے جسمانی قوتیں مغلوب ہو جاتی ہیں اور اس سے فعل ہضم و نضج بگڑ جاتا ہے اس قسم کے امتلاء سے امراض عفونیہ لاحق ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ اس کے علاوہ اس سے تفسخ الدم یا تسمم الدم اور عفونت دم وغیرہ بھی ہو سکتا ہے۔

علامات امتلاء بحسب القوہ امتلاء اگر خالص ہو یعنی اخلاط کی مقدار زائد نہ ہو صرف کیفیت ردّی ہو تو علامتیں امتلاء بحسب الاوعیہ میں بیان کی گئی ہیں وہ معمولی طور پر ہوتی ہیں مثلاً بدن میں بوجھ سستی کاہلی اور دوڑ دھوپ میں کمی لیکن امتلاء بحسب القوہ میں عروق بہت زیادہ پھولی ہوئی یا تنی ہوئی نہیں محسوس ہوتی اور نہ ہی جلد ہی تنی ہوئی ہوتی ہے۔ نبض میں امتلاء بحسب الاوعیہ کے مقابلے میں کم ممتلی اور عظیم ہوتی ہے اس کے ساتھ ساتھ نہ ہی قارورہ زیادہ گاڑھا ہوتا ہے اور نہ ہی بدن کا رنگ زیادہ سرخ ہوتا ہے۔

عام طور سے امتلاء بحسب القوہ کی علامتیں ظاہر ہونے سے پہلے خلط اپنی کیفیت کی خرابی کی وجہ سے کوئی متعلقہ مرض پیدا کر چکا ہوتا ہے اس لئے امتلاء کی اس قسم میں امتلاء ظاہر ہونے سے پہلے ہی کوئی مرض ظاہر ہو جاتا ہے اس لئے مرض نمودار ہونے سے پہلے امتلاء کا معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے اس کے برخلاف امتلاء بحسب الاوعیہ کی صورت میں پہلے امتلاء کی علامات ظاہر ہوتی ہیں اور اس کے بعد کوئی مرض ظاہر ہوتا ہے۔

اخلاط اربعہ کے امتلاء کی علامتیں

۱۔ علامات غلبہ دم غلبہ خون کی علامات امتلاء بحسب الاوعیہ کی علامتوں کی طرح ہوتی ہیں غلبہ خون کی صورت میں تمام بدن خاص کر کے دونوں آنکھوں کی جڑوں میں سر اور کنپٹیوں کے مقام پر بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ انگڑائی اور جمائی کی زیادتی ہوتی ہے اونگھ کا غلبہ ہوتا ہے۔ حواس مکدر ہوتے ہیں گرم ہوا میں نہ رہنے کے باوجود بدن گرم محسوس ہوتا ہے۔ ذہن پریشان اور غور و فکر کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے محنت اور کام کے بغیر ہی تکان

محسوس ہوتی ہے منہ کا مزہ میٹھا، زبان سرخ رہتی ہے۔ نیند کی زیادتی ہوتی ہے۔
بدن میں پھوڑے پھنسیاں اور زبان پر دانے نکل آتے ہیں پیشاب گاڑھا ہوتا ہے۔
امتلاء خون سے کبھی ناک سے خون کے قطرات ٹپکنے لگتے ہیں نیز مسوڑھوں سے خون رِستا ہے کبھی مقعد سے خون جاری ہو جاتا ہے۔ اطباء کا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص فصد کا عادی ہو چکا ہے تو اس کے فصد کے مقام پر خارش ہونے لگتی ہے۔ غلبہ خون کی علامت میں خواب میں سرخ چیزوں کو دیکھنا مثلاً بہتا ہوا خون دیکھنا اور خون میں ڈوبا ہوا دیکھنا جیسا کہ جالینوس نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ خون کے تالاب میں کھڑا ہے اس شخص میں غلبہ خون کی علامتیں موجود تھیں اس لئے جالینوس نے اس شخص کو فصد کھلوانے کا مشورہ دیا۔

علاماتِ غلبہ بلغم

غلبہ بلغم کی علامتوں میں بدن کا رنگ اعتدال سے زیادہ سفیدی مائل یا زردی مائل ہوتا ہے جلد چھونے سے نرم اور سرد محسوس ہوتی ہے۔ بدن میں گوشت کم اور شحم (چربی) کی زیادتی ہوتی ہے، بدن ڈھیلا کسل اور نیند کا غلبہ ہوتا ہے۔ غذا کا دیر سے ہضم ہونا کھٹی ڈکاروں کا آنا، لعاب کا کثرت سے نکلنا اور لیسدار ہونا۔ پیاس کا کم ہونا البتہ اگر بلغم شور کا غلبہ ہو تو اس شکل میں پیاس لگ سکتی ہے۔ پیشاب کا سفید ہونا کند ذہن اور ساتھ ساتھ جسم کی حرکت مثلاً چلنا۔ بولنا اور کھانا کا آہستہ ہونا نبض لیّن صغیر اور متفاوت ہونا۔ غلبہ بلغم کی صورت میں خواب میں پانی۔ نہریں۔ دریا دیکھنا یا اپنے آپ کو ٹھنڈی ہوا یا ٹھنڈے پانی میں محسوس کرنا ہوتا ہے۔
اس کے ساتھ ساتھ اگر مزاج موسم اور غذا و تدابیر بھی موافق بلغم رہی ہو تو یہ بھی غلبہ بلغم کو پہچاننے میں مدد کرتی ہیں مثلاً بڑھاپے کا مزاج۔ سردی کا موسم آرام طلبی اور سرد و تر غذاؤں کا بکثرت استعمال وغیرہ۔

علاماتِ غلبہ صفراء

آنکھوں اور بدن کے رنگ کا زرد ہونا۔ منہ کا ذائقہ کڑوا ہونا۔ زبان کا خشک اور کھردرا ہونا۔ پیاس کی زیادتی۔ نتھنوں میں خشکی۔ ٹھنڈی ہوا اور ٹھنڈے پانی سے تسکین ہونا۔ بھوک کا کم ہونا۔ پیشاب کا رقیق و ناری ہونا۔ صفراوی قے جو رنگ میں زرد یا سبز ہوتی ہے جس سے جلن اور چبھن کا احساس ہونا۔ صفراوی اسہال کا ہونا جس سے چبھن کا احساس

ہو۔ بدن میں سوئیوں کے چبھنے کا احساس ہونا۔ نبض سریع و متواتر اور ممتلی ہونا جلد کا ذکی الحس ہونا۔ اس کے علاوہ عمر۔ مزاج۔ عادت۔ پیشہ۔ ملک۔ موسم اور سابقہ تدابیر سے بھی غلبہ صفراء کی طرف رہنمائی حاصل ہو سکتی ہے مثلاً موسم گرما سن شباب گرم و خشک غذاؤں کا استعمال زیادہ ورزش وغیرہ۔ غلبہ صفراء کو ظاہر کرنے والے خوابوں میں آگ تنور زرد رنگ کی چیزیں نظر آتی ہیں۔ صفراء کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ جو چیز حقیقت میں زرد رنگ کی نہیں ہے وہ بھی زرد نظر آتی ہے۔

علامات غلبۂ سودا

جسم کا رنگ سیاہ ہونا بدن میں خشکی ہونا۔ پریشان کرنے والے خیالات اور فکر کی زیادتی۔ رنج و غم کی زیادتی۔ منہ میں جلن کا احساس ہونا۔ جھوٹی بھوک، پیشاب کا سیاہ نیلا یا سبز ہونا۔ بالوں کی کثرت ہونا سیاہ بہق اور خراب پھوڑے پھنسی اور طحال کی بیماریوں کی کثرت۔ غلبہ سودا کی قطعی علامتیں ہیں اس کے علاوہ فصد کھلنے پر سیاہی مائل خون نکلنا۔ عام طور سے غلبہ سودا بارد یابس اور حار یابس مزاج والے اشخاص کو ہوتا ہے چنانچہ موٹے۔ گورے اور کم بالوں والے میں یہ خلط کم اور لاغروں میں زیادہ ہوتی ہے۔

عمر، مزاج، عادت، پیشہ، ملک، موسم اور سابقہ تدابیر سے بھی غلبہ سودا کو پہچاننے میں مدد ملتی ہے سودا کو ظاہر کرنے والے خوابوں میں ڈراونے خواب جن میں اندھیرا، خندق، کالی اور خوفناک چیزیں نظر آتی ہیں۔

علامات سدہ

جب بدن میں مواد رک جائیں اور مواد کے رکنے کی علامات نمایاں ہوں ساتھ میں تناؤ کا احساس ہو اور بدن میں عام امتلاء کو بتلانے والی علامتیں موجود نہ ہوں تو ایسی صورت میں سمجھنا چاہیئے کہ یقیناً سدہ موجود ہے لیکن اگر بدن میں عام امتلاء موجود ہو تو تناؤ کا سبب امتلاء ہوتا ہے سدہ نہیں ہوتا۔

بوجھ کا احساس صرف ان سدوں میں ہوتا ہے جو ایسے مجاری میں واقع ہوتے ہیں جن میں مواد زیادہ مقدار میں بہتے ہیں مثلاً جگر میں سدہ پیدا ہو جاتا ہے تو بوجھ اور

تناؤ زیادہ محسوس ہوتا ہے، کیوں کہ معدہ و آنتوں سے جو غذا جذب ہو کر جگر میں پہنچتی ہے تو وہ سدہ کی وجہ سے آگے نہیں بڑھ پاتی اور نتیجہ کے طور پر جگر میں اکٹھا ہو کر بوجھ پیدا کرتی ہے۔ سدہ کا امتیاز ورم سے اس طرح ہو سکتا ہے کہ سدہ میں بوجھ زیادہ محسوس ہوتا ہے، بخار نہیں ہوتا لیکن ورم میں بخار ہوتا ہے اور بوجھ یا تناؤ نہیں ہوتا۔

جب سدے باریک مجاری میں پیدا ہوں تو بوجھ کا احساس زیادہ نہیں ہوتا البتہ خون کا بہاؤ رکنے سے تناؤ و تمدد کا احساس ہوتا ہے اور افعال میں کچھ نہ کچھ خلل پیدا ہو جاتا ہے عروق میں سدہ کی صورت میں بدن کا رنگ زرد ہوتا ہے اور نقر الدم کی علامت پائی جاتی ہے کیوں کہ خون ظاہر بدن اور جلد کی طرف پوری مقدار میں نہیں پہنچ پاتا۔

علامات ریاح

۱۔ ریاح کا پتہ کبھی اس درد سے چلتا ہے جو کہ اعضا میں ریاح کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے ریاح اعضا میں رک کر وہاں تفرق اتصال پیدا کرتی ہے جس کے نتیجہ میں درد محسوس ہوتا ہے درد کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اعضا حساسیت رکھتے ہوں اگر بے حس عضو میں ریاح رک کر تفرق اتصال پیدا بھی کر دے تو درد نہیں محسوس ہوتا مثلاً ہڈی ورلحمی غدد۔ لیکن کبھی ہڈیوں میں اس قسم کی ریح جمع ہو جاتی ہے جو کہ ہڈی کے ٹوٹنے کا سبب بنتی ہے اس شکل میں اگر درد ہوتا ہے تو وہ خاص ہڈی کے ٹوٹنے سے نہیں، بلکہ اس کے اوپر والی جھلی سے ہوتا ہے جس کو غلاف عظمی کہتے ہیں اس میں تفرق اتصال پیدا ہونے یا پھر آس پاس کے اعضا کی وجہ سے ہوتا ہے۔

ریاح کی وجہ سے جو درد ہوتا ہے ان میں وجع ممدد جو کہ عضلہ و عصب میں رک کر تناؤ پیدا کر دیتا ہے اور اس تناؤ سے ان کے دونوں سرے کھینچتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں اور درد محسوس ہوتا ہے کبھی ریاح کسی عضو کو چاروں طرف سے گھیر لیتی ہے اور دباؤ ڈالتی ہے اس سے درد پیدا ہوتا ہے اس طرح کبھی ریاح ہڈی اور جھلی کے درمیان حائل ہو کر درد پیدا کرتی ہے اس طرح سے وجع ثاقب اور وجع مسلی بھی ریاح کی وجہ سے ہوتا ہے ان سب درد کا سبب تفرق اتصال ، ۳، ۳، ۱، ۲، ۱، ۲ کی علامت ہو ،

درد کی منتقلی بھی شامل ہے اس طرح سے درد چلتا ہوا محسوس ہوتا ہے کیوں کہ ریاح جیسے جیسے آگے بڑھتی ہے وہ تفرق اتصال پیدا کرتی جاتی ہے اور درد پیدا ہوتا رہتا ہے۔ ہاں اگر کسی طریقہ سے ریاح کو تحلیل کرادیا جائے تو درد کم یا ختم ہو جاتا ہے۔

۲۔ کبھی ریاح کا علم عضوی حرکات سے ہوتا ہے جیسا کہ اعضاء کے پھڑکنے کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسی طرح ریاح خارج ہونے اور تحلیل ہونے کے لئے حرکت کرتی ہے کبھی ریاح کی موجودگی میں اختلاج کی سی کیفیت دیکھنے کو ملتی ہے۔ جو اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ ریاح تحلیل ہو رہی ہے یا خارج ہونے کیلئے آمادہ ہو رہی ہے لیکن اعضاء کے اختلاج و پھڑکنے کے بارے میں اطباء میں اختلاف ہے۔ اطباء کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ اختلاج کا سبب ریاح ہی ہوتی ہے جو کہ کسی عضو میں رک جاتی ہے اور جب نکلتی ہے یا طبیعت اسے تحلیل کرنا چاہتی ہے تو اختلاج کی سی کیفیت پیدا ہوتی ہے لیکن بعض اطباء کا خیال ہے کہ اختلاج ایک قسم کی عضلی حرکت ہے جو اعصاب کے خاص تاثرات کی وجہ سے واقع ہوتی ہے، اور یہ ان ہی اعضاء میں ہوتا ہے جہاں کم یا زیادہ عضلی ریشے پائے جاتے ہیں۔ جیسے عضلات، قلب اور معدہ وغیرہ۔

۳۔ کبھی ریاح کا علم پیدا ہونے والی آوازوں سے ہوتا ہے یہ آوازیں دو طرح سے پیدا ہوتی ہیں۔

(الف) بعض اوقات ریاح براہ راست آواز پیدا کرتی ہے یعنی ریاح جب آگے کو بڑھتی ہے یا کسی عضو میں حرکت کرتی ہے۔ تو اس حرکت کے نتیجہ میں ایک قسم کی آواز پیدا ہوتی ہے جیسے قراقر شکم۔

(ب) بعض اوقات امتحان بالقرع یعنی کسی عضو کو ہاتھ سے ٹھوکتے وقت ایک خاص قسم کی آواز ہوتی ہے جس کی مدد سے ریاح کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جیسے استسقاء زقی و طبلی کے درمیان فرق کرنے کے لئے ایک خاص انداز سے پیٹ کو ٹھونکتے ہیں جس سے آواز پیدا ہوتی ہے اور اسی آواز سے دونوں میں فرق کر لیتے ہیں۔

۴۔ کبھی چھونے اور ٹٹولنے یعنی امتحان باللمس کے ذریعہ ریاح کا پتہ چلتا ہے جیسے کہ چھو کر نفخ رسولی اور ورم میں فرق معلوم کرتے ہیں نفخ کی صورت میں ایک خاص قسم کا تناؤ ہوتا ہے اور ہاتھ سے دبانے پر آسانی سے نہیں دبتا۔ اور دباؤ کا مقابلہ کرتا ہے اس کے برعکس اگر رسولیوں کو دبائیں تو وہ دب جاتی ہیں لیکن بعد میں یہ پھیل کر پھر اپنی حالت میں

واپس آجاتی ہے۔ نفخ کی صورت میں ریاح کے ساتھ نہ کوئی سیال رطوبت ہوتی ہے جو کہ استسقا۔ زقی کی طرح ٹھونکنے سے ابروں کا باعث بنے اور نہ ہی استسقاء لحمی کی طرح کوئی لیسدار خلط ہوتی ہے اس طرح امتحان بالمس کے ذریعہ آپس میں فرق کیا جا سکتا ہے۔

علامات اورام

اورام ظاہرہ اورام ظاہرہ کو پہچاننا اس لئے مشکل نہیں ہے کیوں کہ وہ باہر سے صرف دیکھنے سے ہی معلوم ہو جاتے ہیں کیوں کہ اس صورت میں طبعی عضو کے مقابلے میں نمایاں فرق نظر آتا ہے مثلاً عضو کا پھولا ہوا ہونا۔ عضو کا سرخ ہونا ساتھ میں درد اور بوجھ بھی ہوتا ہے اس طرح سے اورام ظاہرہ کو چھو کر دیکھ کر آسانی سے پہچانا جا سکتا ہے۔

اورام باطنہ جب تنہا لفظ ورم استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے مراد ورم حار ہوتا ہے اور اس کی شکل میں لازمی طور پر بخار بوجھ۔ درد۔ سوجن اور عضو کے فعل میں خرابی پائی جائے گی۔ اور یہی علامتیں التہاب کے ساتھ بھی مخصوص ہیں۔ اس طرح ورم سے مراد ورم حار یا التہاب ہی ہوتا ہے۔

ورم حار میں بوجھ اس وقت ہوتا ہے جب کہ ورم بے حس عضو میں ہو ورنہ ذی حس عضو میں بوجھ کے مقابلے میں درد زیادہ محسوس ہوتا ہے سوجن کا احساس اس وقت ہوگا جب ورم ایسے عضو میں ہو جسے ٹٹول کر محسوس کیا جا سکے۔

ورم بارد ورم بارد کی علامتیں اس کی مختلف قسموں کی وجہ سے مختلف ہوتی ہیں ورم بارد میں درد کا ہونا کوئی ضروری نہیں البتہ بوجھ ضرور محسوس ہوتا ہے اس لئے جب کبھی بوجھ محسوس ہو اور درد موجود نہ ہو اور اس کے ساتھ ساتھ غلبہ بلغم کی دوسری علامتیں پائی جائیں تو یہ ورم بلغمی ہے موسم سرما میں زیادہ تر ورم بلغمی ہوتے ہیں۔ بلغمی اورام بلغم کے گاڑھے پتلے اور نرم ہونے کے لحاظ سے مختلف ہو سکتے ہیں کبھی یہ سخت ہو سکتے ہیں اور کبھی ورم مائی کی طرح رقیق و لطیف۔

اگر ورم میں سختی ہو اور ساتھ میں غلبہ سودا کی علامتیں پائی جائیں تو ورم سوداوی ہو سکتا ہے ورم میں سختی سودا کے سلسلے میں ایک خاص جز ہے ورم سوداوی کبھی شروع ہی سے سخت

ہوتا ہے اور کبھی اس میں بعد میں سختی آتی ہے اورام سوداوی کے مادہ کے لحاظ سے تین قسمیں کی گئیں ہیں۔

۱۔ صلابت ۲۔ سرطان ۳۔ گلینٹاں ودرسولیاں

اِن تینوں میں فرق کا ذکر پہلے اورام میں آچکا ہے اس بنیاد پر ان میں آپس میں فرق کرسکتے ہیں۔

ورم حار جب اعصاب میں لاحق ہوتا ہے تو شدید درد کے ساتھ بخار میں تیزی ہوتی ہے اور جلد ہی تمدد عقل میں بگاڑ اور متعلقہ اعضاء کے انقباضی و انبساطی حرکت میں خلل پیدا ہوتا ہے۔

اس طرح جب اورام حشار میں پکتا ہے اور پھوڑے کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ تو درد اور بخار میں بہت شدت آجاتی ہے اس کے ساتھ ساتھ بخار کی دوسری علامتیں بھی ملتی ہیں، جیسے زبان میں خشونت کا ہونا، بیداری کا بڑھ جانا اور نبض کا سریع ہوجانا وغیرہ، جیسے جیسے مادہ بڑھتا ہے ورم کا بوجھ بڑھتا جاتا ہے، اس کی وجہ سے کبھی ورم میں چبھن ہوتی ہے۔

جب ورم میں پھوڑے بننے کے بعد پیپ پڑ جاتی ہے تو بخار درد اور ٹیس کی شدت میں کمی آجاتی ہے اور اس وقت درد کے بجائے خارش کی سی کیفیت محسوس ہوتی ہے، اور اسکے ساتھ ساتھ ورم کی سرخی اور سختی میں کمی آجاتی ہے اور دوسرے عوارضات میں سکون ہوجاتا ہے، لیکن بوجھ زیادہ محسوس ہوتا ہے۔

جب ورم پک جانے کے بعد پھوٹتا ہے تو پہلے پیپ کے لذع کی وجہ سے لرزہ پیدا ہوتا ہے اور لرزہ کے بعد بخار ہوجاتا ہے، اور وہ بخار جو کہ درد کی شدت سے پیدا ہوتا ہے اس میں لرزہ نہیں ہوتا اگر پیپ زیادہ نکل جائے تو اس سے ضعف ہوکر نبض عریض ہوجاتی ہے اور پھر صغیر ضعیف بطی اور متفاوت ہونے لگتی ہے۔

ورم کا پھوٹنا کبھی اچھا ہوتا ہے جسے انفجار محمود کہتے ہیں اس میں پیپ طبعی راستے سے باہر نکل جاتی ہے مثلاً پھیپھڑے غشاء الریہ۔ اور غشاء الصدر کے اورام کی پیپ نفث کی راہ، اس طرح معدہ کی پیپ قے کی راہ گردہ ومثانہ کی پیپ پیشاب کی راہ نکل جائے، انفجار محمود کی علامت یہ ہے کہ بخار پورے طور پر اتر جائے، سانس میں اگر پہلے تنگی ہو تو وہ ختم ہوجائے، بدنی قوت قوی ہوجائے اور مادہ اپنے طبعی راستہ سے خارج ہوجائے۔

لیکن کبھی پھوڑے کا پھوٹنا خراب ہوتا ہے جسے انفجار غیر محمود کہتے ہیں اس

پھوڑا پھوٹ کر اندر ہی بند ہو جاتا ہے اور دوسرے اندرونی اعضاء کو متاثر کرتا ہے ۔
کبھی اورام احشاء کا مادہ ایک عضو سے دوسرے عضو کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ مادہ کا یہ منتقل ہونا کبھی اچھا ہوتا ہے اور کبھی بُرا۔ یعنی کبھی تو اس سے فائدہ ہوتا ہے اور کبھی فائدے کے بجائے نقصان ہوتا ہے۔

۱۔ انتقال جید ۲۔ انتقال ردی

۱۔ انتقال جید جب مادہ کسی عضو رئیس سے منتقل ہو کر کسی ادنیٰ عضو کی طرف آجائے جیسے دماغ کے ورم کا مادہ منتقل ہو کر کان کے پیچھے کی گلٹیوں میں آجائے یا جگر کے ورم کا مادہ کنج ران کی گلٹیوں کی طرف آجائے تو اسے انتقال جید کہیں گے۔

۲۔ انتقال ردی جب مادہ کسی ادنیٰ عضو سے منتقل ہو کر کسی عضو رئیس کی طرف پہنچے یا ایسے عضو کی طرف جائے جس میں اس مادہ کے برداشت کی قوت کم ہو جیسے ذات الجنب کا مادہ قلب کی طرف منتقل ہو جائے تو اسے انتقال ردی کہیں گے۔

تفرق اتصال کی علامات

تفرق اتصال جو بیرونی اعضاء میں پیدا ہوتا ہے وہ حس و مشاہدہ کی مدد سے آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے مثلاً جلد کے تفرق اتصال کو صرف دیکھ کر ہی پتہ لگایا جا سکتا ہے لیکن اگر تفرق اتصال اندرونی اعضاء میں ہو تو درج ذیل علامات سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ وجع عام طور سے تفرق اتصال کی وجہ سے درد پیدا ہوتا ہے تفرق اتصال کے سبب و اعضاء کے لحاظ سے درد مختلف قسم کا ہو سکتا ہے مثلاً وجع ثاقب، وجع ناخس، وجع اکال۔ لیکن اس درد کے ساتھ بخار نہیں ہوتا اگر بخار ہو تو یہ ورم کی طرف دلالت کرتا ہے۔

۲۔ مادہ کا سیلان یعنی کسی غیر طبعی مادہ یا طبعی مادہ کا غیر طبعی طور پر باہر نکلنا مثلاً پھیپھڑے اور اعضائے تنفس کے تفرق اتصال کے بعد منہ سے

خون کا آنا۔ اسی طرح دوسرے حالات کے لحاظ سے پیپ یا قیح (خون ملی ہوئی پیپ)، پیشاب یا پاخانہ یا قے کے ذریعہ خارج ہونا۔

اگر پیپ یا قیح کسی ورم کے بعد آئے تو یہ ورم کے پک کر پھوٹنے کی علامت ہے کبھی اس سے مادہ کی کثرت بھی ظاہر ہوتی ہے اگر مادہ ورم کے پکنے کے بعد خارج ہوا ہے تو پیپ کے نکلنے کے بعد ہی بخار اور بوجھ میں کمی آجاتی ہے اگر اس مادہ کا اخراج مادہ کی کثرت کی وجہ سے ہوا ہے تو درد کی شدت میں اور زیادتی ہو جاتی ہے کیوں کہ قبل از وقت ورم کا پھوٹ جانا ہمیشہ بُرا ہوتا ہے۔ اسی لئے پھوڑے میں شگاف دینے کے لئے اس کے پکنے کا انتظار کیا جاتا ہے۔

۳۔ مکمل یا غیر مکمل خلع کی علامات

مثلاً کسی جوڑ کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا اُس سے درد کے ساتھ ساتھ افعال میں بگاڑ بھی پایا جائے گا اُسی طرح کوئی عضو اپنی جگہ سے ہٹ جائے مثلاً فتق الامعاء میں آنتیں کیس خصیہ میں چلی جاتی ہیں اس سے بھی افعال میں خرابی اور درد پایا جائے گا۔

۴۔ جن مجاری سے طبعاً فضلات خارج ہوتے ہیں ان سے فضلات خارج نہ ہوں مثلاً مجری بول کے پھٹنے سے پیشاب کا احتباس ۔ اس شکل میں حالب وغیرہ کے پھٹنے سے پیشاب مثانہ میں نہ پہنچ کر جوف صفاق میں جمع ہونے لگتا ہے۔

۵۔ کبھی تفرق اتصال پوشیدہ ہوتا ہے اور اس کو مندرجہ بالا علامتوں کی مدد سے پہچاننا مشکل ہوتا ہے اس طرح کے پوشیدہ تفرق اتصال کے واقع ہونے کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

۱۔ عضو کا بے حس ہونا۔ عضو کے بے حس ہونے کی وجہ سے تفرق اتصال ہونے کے باوجود وہاں درد محسوس نہیں ہوتا۔

۲۔ عضو میں کوئی ایسی رطوبت نہ ہو جو تفرق اتصال کی وجہ سے بہے۔

۳۔ عضو اپنی جگہ سے ٹلنے کی استعداد نہ رکھتا ہو یعنی عضو کے آس پاس اتنی جگہ ہی نہ ہو کہ تفرقِ اتصال کے بعد وہ اپنی جگہ سے ہٹے اور اس کی وضع میں خرابی آئے اور اس تفرقِ اتصال کا پتہ لگ پائے۔

۴۔ عضو کا کسی دوسرے عضو پر اس قسم کا سہارا نہ ہو کہ دوسرے عضو کے انخلاع سے

وہ اپنی جگہ سے ٹل سکے جیسے آنتوں کا سہارا جوف شکم میں صفاق پر ہوتا ہے۔ صفاق کے پھٹنے سے آنتیں اپنی جگہ سے ہٹ کر بدوضعی پیدا کرتی ہیں جس سے صفاق کے پھٹنے کا پتہ چلتا ہے۔

زیادہ حس والے اعضاء کا تفرق اتصال عوارض کے لحاظ سے نہایت تکلیف دہ اور مہلک ہوتا ہے، مثلاً وہ تفرق اتصال جو کہ عصبی اعضاء میں پیدا ہوتا ہے، اس شکل میں شدید درد اور غشی و تشنج کی کیفیت پائی جاتی ہے اور بعض اوقات یہ تفرق مہلک بھی ثابت ہوتا ہے۔

باب۔ ۱۳

بقراط کا نظریۂ اخلاط

یونانی طب میں اخلاط کے نظریہ کو بنیادی اور مرکزی مقام حاصل ہے یہی وہ نظریہ ہے جو اس
طب کو جداگانہ اور ممتاز مقام پر رکھے ہوئے ہے خلط ایک طبی اصطلاحی لفظ ہے جس کے لغوی
معنیٰ مخلوط یا ملے جلے کے ہیں اصطلاحاً تمام رطوبت بدن کو اخلاط کہتے ہیں۔

خلط کی تعریف اخلاط وہ رطب سیال ہیں جو غذا کے ہضم اور بدنی استحالہ
کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان سے بدن کا تغذیہ ہوتا ہے
اور بدل ما تحلل حاصل ہوتا ہے اور بدن میں توانائی پیدا ہوتی ہے جس سے اعضاء اپنے
افعال مخصوصہ انجام دیتے ہیں۔

نظریہ اخلاط کا بانی ابو الطب بقراط ہے جس نے اس نظریہ کو آج سے تقریباً ڈھائی
ہزار سال پہلے اپنی کتاب "طبیعت الانسان" میں بہت ہی سائنٹفک طریقے سے پیش کیا۔
بقول بقراط "بدن میں رنگ" کے لحاظ سے چار طرح کی رطوبات (اخلاط) پائی جاتی ہیں۔
۱۔ دم یعنی خون۔ ۲۔ بلغم۔ ۳۔ صفراء۔ ۴۔ سودا۔ ان کی کمیت و کیفیت صحیح تناسب اور
اور توازن پر صحت کا انحصار ہے اور اگر اس کمیت اور کیفیت کا تناسب بے قاعدہ ہو جائے
تو یہ مرض بن جاتا ہے۔

بقراطی تصانیف میں نظریۂ اخلاط کا مسلسل بیان نہیں ملتا بلکہ متفرق طور پر نیز بین السطور
اور حواشی کی صورت میں ہے جو غذا انسان کے ذریعہ استعمال ہوتی ہے جس سے تغذیہ ہوتا
ہے اس کی قسموں میں ہوائی۔ آبی اور منجمد اشیاء شامل ہیں۔ ہوائی اغذیہ انسان کے جسم
میں یا تو جلدی یا تنفس کے ذریعہ یا منہ یا ناک سے سانس کے ذریعہ داخل ہوتی ہیں۔ نم اور

خشک اغذیہ منہ سے معدہ و آنتوں میں پہنچتی ہیں اور ہضم کے آخری مراحل میں یہ خون۔ بلغم۔ صفراء اور سوداکی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہیں اس کا کچھ حصہ دل اور دماغ اور طحال میں چلا جاتا ہے بالخصوص دماغ بلغم کو دل خون کو جگر صفراء کو اور طحال سوداکو جذب کر لیتا ہے اگر کبھی غذا کی کمی کی وجہ سے اس میں کچھ کمی واقع ہو جاتی ہے تو یہ کمی بدن میں جمع خلط سے پوری کی جاتی ہے ہر خلط کے مخصوص خواص ہوتے ہیں مثلاً بلغم سرد و تر اور نمکین ہوتا ہے، خون گرم و تر شیریں، صفراء گرم و خشک اور تلخ ہوتا ہے، اور سوداخشک و سرد و ترش ہوتا ہے۔

اطباء نے تمام اخلاط بدن کو بلحاظ رنگ چار اجناس میں تقسیم کیا ہے اور اسی تقسیم پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے چنانچہ اس تقسیم کے لحاظ سے اخلاط کی چار جنس بیان کی گئی ہے۔ رنگوں کے لحاظ سے جو تقسیم کی گئی ہے وہ درج ذیل ہے۔

۱۔ رطوبت بدن جن کا رنگ سفید ہوتا ہے بلا تخصیص مقام انہیں خلط ابیض یا بلغم کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

۲۔ رطوبت بدن جن کا رنگ زرد ہوتا ہے انہیں خلط اصفر یا صفراء کا نام دیا جاتا ہے۔

۳۔ جملہ رطوبات بدن جن کا رنگ سرخ ہوتا ہے انہیں خلط احمر۔ حمرا یا خلط دم کہتے ہیں۔

۴۔ وہ رطوبات بدن جن کا رنگ سیاہ یا نیلا ہوتا ہے انہیں خلط اسود یا سوداسے موسوم کرتے ہیں۔

اطباء کے نظریہ کے مطابق خون تقریباً سبھی اخلاط کا آمیزہ ہے یعنی خون میں جملہ اخلاط پائے جاتے ہیں اور تمام اخلاط کے آمیزہ کو ہی خون کہا جاتا ہے اس کے علاوہ خلط ابیض (بلغم)، خلط اصفر (صفراء)، خلط اسود (سودا)، خلط احمر (خون)، بدن کے دیگر مقامات پر بھی پائی جاتی ہیں۔

یہ حقیقت بھی ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ اخلاط کے کسی مجموعہ میں جو رنگ غالب ہوا کرتا ہے وہ خلط اسی نام سے پکاری جاتی ہے مثلاً خون جو کہ تمام اخلاط کا آمیزہ ہے مگر چوں کہ اس میں سرخ رنگ غالب ہوتا ہے اسی لئے اس پورے آمیزہ کو دم (خون) کہا جاتا ہے اسی طرح خلط ابیض (بلغم)، میں خواہ اس کی مقدار کتنی ہی ہو اگر خلط صفر (صفراء) مل جائے اور اس کا رنگ زرد ہو جائے تو اس پر خلط صفراء کا اطلاق ہوگا۔ علیٰ ہذالقیاس جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ بقراط کے نظریہ کے مطابق جب تک چاروں اخلاط تیح

تناسب پر ہوں گی اس وقت تک صحت قائم رہے گی لیکن جب ان کے تناسب یا امتزاج میں خلل پیدا ہو جائے گا تو اس وقت تک مرض پیدا ہو جائے گا بقراط کے اس نظریہ سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔

۱۔ اخلاط کی مقدار اور کیفیت میں صحیح تناسب و توازن سے صحت قائم رہتی ہے یعنی صحت کا قیام اخلاط کی کمیت یا کیفیت کے صحیح تناسب و توازن پر ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر اخلاط کا تناسب و توازن صحیح رکھا جائے تو صحت رہ سکتی ہے اور جب تک یہ توازن برقرار رہتا ہے اس وقت تک مرض پیدا نہیں ہوگا اس کے معنی یہ ہیں کہ "حفظِ صحت" کا راز اخلاط کے صحیح توازن میں پنہاں ہے۔

۲۔ بلحاظ کمیت و کیفیت اخلاط کا تناسب و توازن جب بگڑ جاتا ہے تو مرض ظہور پذیر ہونے لگتا ہے۔ اس طرح دیکھا جائے تو اس جملہ میں "امراض" کا راز پوشیدہ ہے۔

۳۔ اخلاط کے غیر معتدل تناسب و توازن کو درست کر دیا جائے تو ازالہ مرض ہو سکتا ہے اور صحت لوٹ سکتی ہے۔ چنانچہ اس میں "علاج" کا راز پنہاں ہے۔

اخلاط کے کمی و کیفی یا تناسبی تغیرات یا خلل کی دو وجوہ ہو سکتی ہیں۔

۱۔ داخلی وجوہ

۲۔ خارجی وجوہ

۱۔ **داخلی وجوہ** جسم میں فعل و انفعال کا جو غیر متناہی سلسلہ جاری رہتا ہے جس کو استحالہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس استحالہ کے نتیجہ میں اخلاط کا صحیح تناسب اور امتزاج برقرار رہتا ہے اور صحت بنی رہتی ہے مگر ان میں کمی یا کیفی خلل واقع ہونے پر صحت خراب ہو جاتی ہے اس طرح جسم کے اندر جو اخلاط پیدا ہونے پر ہوتا کئی قسم کے ہوتے ہیں کچھ تو جسم کی ضرورت کو پورا کرتے ہیں اور ان کے مخصوص منصب ہوتے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جو خواہ طبعی استحالہ سے پیدا ہوں یا تکسید یا تعفن سے ان کا بدن سے خارج ہونا لازمی ہوتا ہے ورنہ وہ مضرت رساں ہوتے ہیں۔ ان کا نام فضلات یا فاسد اخلاط ہے۔ اخلاط کے تناسب میں مختلف طریقے سے تبدیلی واقع ہو سکتی ہے۔

۱۔ طبعی استحالہ سے پیدا ہونے والے اخلاط کا غیر معمولی مقدار میں پیدا ہونا۔
۲۔ اخلاط کا کم مقدار میں پیدا ہونا۔
۳۔ استحالہ غیر طبعی ہونے کی وجہ سے غیر طبعی یا فاسد خلطیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور ان کی پیدائش غیر طبعی ہوتی ہے۔
۴۔ استحالہ سے جو فضلات پیدا ہوتے ہیں ان میں زیادتی واقع ہو جائے۔
۵۔ کبھی پیدائش تو زیادہ نہیں ہوتی بلکہ اخراج کم یا بالکل نہیں ہوتا۔

۲۔ خارجی وجوہ بیرونی اسباب میں اسباب ستہ ضروریہ ہیں ان کے اثرات کے نتیجہ میں اخلاط میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔

ابوالطب بقراط کے نظریہ اخلاط کو جو کہ طب یونانی کا ایک اہم مسئلہ ہے اس کی پرزور تائید دوسرے اطباء نے بھی کی ہے اور اس بات کو تسلیم کیا کہ خون جو ایک سرخ سیال نظر آتا ہے ایک سادہ چیز نہیں بلکہ اس کے اندر سرخ جوہر (خالص خون) کے ساتھ سفید جوہر بھی پایا جاتا ہے جس کا نام بلغم ہے زرد اجزاء بھی پائے جاتے ہیں جن کا نام صفراء ہے اور سیاہ اجزاء بھی پائے جاتے ہیں جن کا نام سودا ہے۔ خون کے یہ چاروں بنیادی اجزاء اخلاط اربعہ یا اخلاط خون کہلاتے ہیں اور جب ان اجزاء میں کمیت یا کیفیت کے لحاظ سے خلل واقع ہوتا ہے تو صحت قائم نہیں رہتی بدقسمتی سے یہ مسئلہ ان مسائل میں سے ہے جن پر طب جدیدہ کے نمائندوں نے عرصہ دراز تک طعن و تشنیع کی ہیں لیکن اب طب مغربی کی جدید امور حیوبہ نے واضح طور پر انہی باتوں کا اقرار کیا ہے جن سے بڑی آسانی کے ساتھ پرانی مسلمات کی تائید ہوتی ہے۔

۱۔ خون میں صفراء پایا جاتا ہے۔
۲۔ خون میں بلغم کا وجود بدیہی ہے۔
۳۔ خون میں سودا کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

خون میں بلغم کا ثبوت یہ واضح رہے کہ طب جدید علانیہ اقرار کرتی ہے کہ خون میں ایسے اجزاء پائے جاتے ہیں جو کہ انڈے کی سفیدی سے مشابہ ہوتے ہیں اس وجہ سے ان اجزاء کو رطوبت بیضہ یا مادہ بیضہ کہا جاتا ہے۔

خون میں صفرا کا ثبوت

جدید منافع الاعضاء کے اعتبار سے صفرا کی بڑی مقدار روزانہ جگر سے آنتوں پر گرا کرتی ہے اور براز کے ساتھ برائے نام ہی خارج ہوتا ہے سارے اجزا دوبارہ جذب ہو کر عروق دمویہ میں پہنچ جاتے ہیں، جو پھر صفرا کی شکل میں تبدیل ہو کر آنتوں پہ گرتے ہیں اور یہی گردش برابر جاری رہتی ہے۔ اس لئے یہ بات بالکل صاف ہو جاتی ہے کہ خون میں صفرا پایا جاتا ہے۔
اسی طرح اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ خون میں زرد رنگ کے اجزا نہیں پائے جاتے (جسے کہ ہمارے اطباء نے صفرا کہا ہے) تو کم و بیش روزمرہ پیشاب میں زردی کس چیز سے حاصل ہوا کرتی ہے؟ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ پیشاب گردوں میں بنتا ہے۔ اور پیشاب دراصل وہ ماہیت ہے جو خون سے چھن کر خارج ہوا کرتی ہے، اس ماہیت کے ساتھ خون کے دیگر مخصوص فضلات بھی آجاتے ہیں جن سے قارورہ کا قوام اور رنگ حاصل ہوا کرتا ہے۔

سوداء کا ثبوت خون میں

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ خون جب رگوں سے باہر نکال کر رکھ دیا جاتا ہے تو اس میں کچھ تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں جن کے نتیجہ میں اس کی سرخی سیاہی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ طب جدید اب اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ

۱۔ خون کے اصل جوہر (حمرت دمویہ) کی تبدیلیوں سے سیاہ چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں جن کے نام (میلانین) اور "میبےٹین" ہیں۔

۲۔ طب جدید اب اس بات کا بھی اقرار کرتی ہیں کہ صفرا کی تبدیلیوں سے اس میں سیاہی لاحق ہو جاتی ہے جس کو صفرا غیر طبعی (الٹرڈ بائیل) کہا جاتا ہے۔
اسی طرح اب یہ بات بڑے اعتماد کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ بقراط نے اخلاط کا جو نظریہ پیش کیا تھا وہ اپنے میں صحت [illegible] رکھتا تھا۔

فہرست کتب

اس کتاب کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتابوں سے مدد لی گئی۔

(۱) ترجمہ قانونِ شیخ (اردو) — سید غلام حسنین کنتوری

(۲) علم الامراض — حکیم سید ظل الرحمٰن

(۳) اصول طب — حکیم کمال الدین حسین ہمدانی

(۴) موجز القانون — حکیم کوثر چاند پوری

(۵) کلیات ابن رشد — ابن رشد

(۶) نظریات و فلسفۂ طب — مطبوعہ۔ آئی۔ ایچ۔ ایم۔ آر۔

(۷) کلیات نفیسی — حکیم کبیر الدین

حکیم علی ضیاء احمد